باب 6: اسلامی جمہوریہ پاکستان کی ثقافت

ثقافت (کلچر) کا مفہوم اور اہمیت، قدیم وادی سندھ کی تہذیب و ثقافت، پاکستانی ثقافت کی نمایاں خصوصیات (مخلوط ثقافت، مذہبی ہم آہنگی، لباس، معاشرتی قدریں، غذائیں، رسم و رواج، میلے اور عرس، کھیل، مختلف فنون، تہوار)۔

کلاس ورک: کثیر الانتخابی سوالات: (x,vii,vi,v) مختصر سوالات: (xi,viii,vii,vi,v,iv,iii,ii,i)

ہوم ورک: تفصیلی سوالات: سوال 1، 2، 4

باب 7: اسلامی جمہوریہ پاکستان کی زبانیں

قومی رابطے کی زبان۔ اردو، پاکستان کی علاقائی زبانیں (پنجابی، سندھی، پشتو، بلوچی، کشمیری)

کلاس ورک: کثیر الانتخابی سوالات: مکمل مختصر سوالات: مکمل ہوم ورک: تفصیلی سوالات: مکمل

باب 8: قومی یکجہتی اور خوشحالی

تعارف، قومی یکجہتی اور سالمیت (تعریف، مشترکہ مذہب، مشترکہ جغرافیائی حدود، مشترکہ زبان، مشترکہ نسل، مشترکہ روایات، جمہوریت)۔ قومی یکجہتی و سالمیت کی اہمیت (خوشحالی، امن کا قیام، باہمی تعاون، عوام کی بھلائی، مضبوط انتظامیہ کا قیام، وقت اور دولت کے ضیاع سے محفوظ)

کلاس ورک: کثیر الانتخابی سوالات: (iv,ii,i) مختصر سوالات: (xi,vii,v,iv,iii,ii,i) ہوم ورک: تفصیلی سوالات: سوال 1، 4

باب 9: اسلامی جمہوریہ پاکستان میں معاشی منصوبہ بندی اور ترقی

معاشی منصوبہ بندی کی اہمیت، زرعی ترقی، صنعتی ترقی، تجارت اور کامرس، قدرتی وسائل، قدرتی ذرائع کا تحفظ، انفارمیشن ٹیکنالوجی۔

کلاس ورک: کثیر الانتخابی سوالات: (viii,vii,v,iii,i) مختصر سوالات: (viii,vii,vi,v,iv,iii,ii)

ہوم ورک: تفصیلی سوالات: سوال 1، 2، 3، 5، 7

باب 10: تحفظ نسواں

اسلام میں خواتین کے حقوق، خواتین کے کام کرنے کا حق، پاکستان کی خواتین، خواتین کے خلاف تشدد کی روک تھام کے لیے حکومت پنجاب کے اقدامات، خواتین کو کام کرنے کی جگہ پر ہراساں کرنے کے خلاف حفاظت کا قانون 2010، پنجاب میں کم عمری کی شادی پر پابندی کا ایکٹ 2015، حکومت پنجاب تحفظ نسواں ایکٹ 2016ء۔

کلاس ورک: کثیر الانتخابی سوالات: (v,iv,iii,i) مختصر سوالات: (v,iv,iii,i) ہوم ورک: تفصیلی سوالات: سوال 1، 2، 3

باب 11: اسلامی جمہوریہ پاکستان کی خارجہ پالیسی

خارجہ پالیسی کی تعریف، پاکستان کی خارجہ پالیسی کے بنیادی اصول، پاکستان کی خارجہ پالیسی کے مقاصد، پاکستان کی خارجہ پالیسی کی تشکیل کے ذرائع، پاکستان اور عوامی جمہوریہ چین، پاکستان اور افغانستان، پاکستان اور ایران، پاکستان اور سعودی عرب۔

کلاس ورک: کثیر الانتخابی سوالات: (ix,vii,iv,iii) مختصر سوالات: (xiv,xiii,ix,viii,v,iv,iii,ii,i)

ہوم ورک: تفصیلی سوالات: 1، 2، 4، 5

نوٹ: کلاس ورک اور ہوم ورک میں دیے گئے سوالات کا بنیادی مقصد طلبہ کو سوالوں کی نوعیت سے آگاہ کرنا ہے۔ اس سے ہرگز یہ مراد نہ لی جائے کہ پیپر میں یہی سوال آئیں گے کیونکہ پیپر بنانے والا کتاب / تسریع التعلم (ALP) میں موجود مواد میں سے پیپر یا سوالات بنا سکتا ہے۔

ALP سمارٹ سلیبس کے مطابق 2011-2019 کے تمام بورڈز کے پرچہ جات میں سے باب نمبر 1 کے معروضی سوالات

1۔ علامہ محمد اقبالؒ نے مشہور خطبہ الہ آباد کس سال صادر فرمایا؟ (سات مرتبہ)
(A) 1940 (B) 1930 (C) 1940 (D) 1928

2۔ جنگ آزادی کس سال لڑی گئی؟ (چھ مرتبہ)
(A) 1850 (B) 1857 (C) 1860 (D) 1877

3۔ شملہ وفد کب وائسرائے لارڈ منٹو سے ملا؟ (تین مرتبہ)
(A) 1902 (B) 1904 (C) 1906 (D) 1908

4۔ قرارداد لاہور آل انڈیا مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس میں کب منظور کی گئی؟ (کلاس ورک) (چھ مرتبہ)
(A) 1930 (B) 1940 (C) 1946 (D) 1949

5۔ آل انڈیا مسلم لیگ کا قیام کس سال عمل میں آیا؟ (کلاس ورک) (گیارہ مرتبہ)
(A) 1885 (B) 1906 (C) 1909 (D) 1940

6۔ قرارداد پاکستان 1940ء کس نے پیش کی؟
(A) لیاقت علی خان (B) مولانا ظفر علی خاں (C) اے۔ کے فضل الحق (D) قائداعظم

7۔ قرارداد لاہور آل انڈیا مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس میں کب منظور کی گئی؟ (پانچ مرتبہ)
(A) 1930 (B) 1940 (C) 1946 (D) 1949

8۔ آغا حسن آفندی کس صوبے سے تعلق رکھتے تھے؟
(A) بنگال (B) پنجاب (C) سندھ (D) آسام

9۔ توبۃ النصوح ناول کس کی تحریر ہے؟ (کلاس ورک) (پانچ مرتبہ)
(A) ڈپٹی نذیر احمد (B) مولانا الطاف حسین حالی (C) مولانا شبلی نعمانی (D) مولانا ذکاء اللہ

10۔ قاضی محمد عیسیٰ کا تعلق کس صوبے سے تھا؟ (کلاس ورک) (چھ مرتبہ)
(A) پنجاب (B) سندھ (C) سرحد (D) بلوچستان

11۔ محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کی بنیاد کس نے رکھی؟
(A) سید محمد (B) سرسید احمد خان (C) نواب محسن الملک (D) سر آغا خان

12۔ آل انڈیا نیشنل کانگرس کی بنیاد کس سال رکھی گئی تھی؟
(A) 1882 (B) 1883 (C) 1884 (D) 1885

13۔ مراۃ العروس کس کی تحریر ہے:
(A) سرسید احمد خاں (B) مولانا شبلی نعمانی (C) مولانا نذیر احمد (D) مولانا حالی

14۔ مولوی فضل الحق کا تعلق کس صوبے سے تھا:
(A) بنگال (B) پنجاب (C) سندھ (D) بلوچستان

15۔ خطبات احمدیہ کے مصنف کا نام بتائیں:
(A) مولانا حالی (B) سید حسن ریاض (C) سرسید احمد خاں (D) ڈپٹی نذیر احمد

16۔ آثار الصنادید کے مصنف تھے:
(A) سرسید احمد خاں (B) مولانا شبلی نعمانی (C) مولانا حالی (D) ڈپٹی نذیر احمد

17۔ قرارداد مقاصد پاس ہونے کا سن:
(A) 1947 AD (B) 1948 AD (C) 1949 AD (D) 1946 AD

18۔ رسالہ تہذیب الاخلاق کس نے لکھا:
(A) سرسید احمد خاں (B) ڈپٹی نذیر احمد (C) مولانا شبلی نعمانی (D) مولانا الطاف حسین حالی

19۔ موازنہ دبیر وانیس تحریر ہے:
(A) سرسید احمد خاں کی (B) مولانا شبلی نعمانی کی (C) مولانا نذیر احمد کی (D) مولانا حالی کی

20۔ سرسید احمد خاں نے محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کی بنیاد رکھی:
(A) 1884 (B) 1886 (C) 1887 (D) 1888

21۔ سرسید نے علی گڑھ سکول کی بنیاد رکھی:
(A) 1874 (B) 1875 (C) 1876 (D) 1877

22۔ آل انڈیا مسلم لیگ کا قیام کس شہر میں عمل میں آیا؟
(A) کراچی (B) لاہور (C) دہلی (D) ڈھاکہ

23۔ کتاب "الغزالی" تصنیف ہے:
(A) مولانا شبلی نعمانی (B) سرسید احمد خاں (C) ڈپٹی نذیر احمد (D) مولانا الطاف حسین حالی

24۔ محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کب قائم ہوئی؟
(A) 1885ء (B) 1886ء (C) 1906ء (D) 1905ء

25۔ اخبار زمیندار شائع کیا۔
(A) ابوالکلام آزاد (B) ظفر علی خاں (C) محمد علی جوہر (D) محبوب عالم

جوابات

1	2	3	4	5	6	7	8	9	10
B	B	C	B	B	C	B	C	A	D
11	12	13	14	15	16	17	18	19	20
B	D	C	A	C	A	C	A	D	B
21	22	23	24	25					
B	D	A	B	B					

ALP سمارٹ سلیبس کے مطابق 2011-2019 کے تمام بورڈز کے پرچہ جات میں سے باب نمبر 1 کے مختصر سوالات اور جوابات

سوال 1: جنگ آزادی کی دو وجوہات لکھیں۔
جواب: (i) انگریزوں کے ظلم سے چھٹکارا۔ (ii) انگریز کی غلامی سے رہائی حاصل کرنا

سوال 2 سرسید احمد خاں کب اور کہاں پیدا ہوئے؟
جواب: سرسید احمد خاں 17 اکتوبر 1817ء کو دہلی میں پیدا ہوئے۔

سوال 3 سرسید احمد خاں کی دو کتابوں کے نام لکھیں۔ (دو مرتبہ)
جواب: (i) خطبات احمدیہ (ii) تبیین الکلام (iii) آثار الصنادید

سوال 4 کانگرس کب اور کہاں قائم ہوئی؟
جواب: آل انڈین نیشنل کانگریس کا قیام 1885 میں ممبئی میں عمل میں آیا۔ جس کا بانی اے۔او۔ ہیوم ایک انگریز تھا۔

سوال 5 مسلم لیگ کے قیام کی دو وجوہات بیان کریں۔ (دو مرتبہ)
جواب: (i) حکومت اور مسلمانوں کے درمیان بہتر تعلقات استوار کرنا۔
(ii) مسلمانوں میں وفاداری کے جذبات پیدا کرنا
(iii) برصغیر کی دیگر عوام اور سیاسی جماعتوں سے بھلائی کے لیے رابطے قائم کرنا۔

سوال 6 قرارداد پاکستان کے دو بنیادی نکات بیان کریں۔ (کلاس ورک) (چار مرتبہ)
جواب: (i) برصغیر کی تقسیم کے سوا کسی اور تجویز کو قبول نہیں کیا جائے گا۔
(ii) مسلم اکثریت والے شمال مغربی اور مشرقی علاقوں میں آزاد اور خود مختار مسلم مملکتیں قائم کی جائیں۔
(iii) تقسیم ہو جاتی ہے تو ہندو اکثریتی علاقوں میں مسلم اقلیتوں کو تحفظ فراہم کیا جائے۔

سوال 7 سرسید احمد خان کی کوئی سی چار سماجی اور معاشی خدمات تحریر کریں۔
جواب: (1) سرسید نے مسلمانوں اور حکومت برطانیہ کے درمیان تعلقات کو بہتر بنانے، (2) مسلمانوں کے خلاف جاری جبر کو روکنے، (3) مسلمانوں کی ملازمت کے بند دروازے کھلوانے کے لئے جدوجہد کی۔

سوال 8 دو قومی نظریہ سے کیا مراد ہے؟
جواب: دو قومی نظریے سے مراد یہ ہے کہ ہندوستان میں دو بڑی اقوام آباد ہیں جن میں سے ایک ہندو اور دوسری مسلمان قوم ہے۔ یہ دونوں اقوام اپنے مذہبی نظریات و، اپنے رہن سہن کے انداز اور اجتماعی سوچ میں ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ صدیوں اکٹھا رہنے کے باوجود ایک دوسرے کے ساتھ گھل مل نہ سکے۔

سوال 9 مولانا شبلی نعمانی کی دو تصانیف کے نام تحریر کریں۔ (دو مرتبہ)
جواب: (i) سیرت النبی (ii) الفاروق

سوال 10 مولانا حالی کی کوئی سی دو تصانیف کے نام تحریر کریں۔ (دو مرتبہ)
جواب: (i) مسدس حالی (ii) دیوان حالی

سوال 11 سرسید احمد خاں کے قائم کردہ چار تعلیمی اداروں کے نام لکھیے۔ (کلاس ورک) (چھ مرتبہ)
جواب: (i) 1859 میں مراد آباد
(ii) 1862 میں غازی پور میں مدرسے قائم کیے۔
(iii) 1875 میں علی گڑھ میں ایم اے او ہائی سکول کی بنیاد رکھی۔ جو بعد ازاں ایم اے او کالج اور 1920 میں یونیورسٹی کا درجہ اختیار کر گیا۔
(iv) 1886 میں محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کے نام سے ایک ادارے کی بنیاد رکھی۔

سوال 12 مولانا حالی کی کوئی سی دو تصانیف کے نام تحریر کریں۔
جواب: مسدس حالی۔ دیوانِ حالی، حیات سعدی۔ یادگار غالب

سوال 13 مولانا نذیر احمد کی تین کتب کے نام تحریر کریں۔
جواب: (i) مراۃ العروس (ii) توبۃ النصوح (iii) ابن الوقت

سوال 14 محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کی بنیاد کب اور کس نے رکھی۔
جواب: 1886ء میں سرسید احمد خاں نے محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کی بنیاد رکھی۔

سوال 15 سرسید احمد خاں نے ایم اے او ہائی سکول کب اور کہاں قائم کیا؟
جواب: سرسید احمد خاں نے علی گڑھ میں 1875ء میں ایم اے او ہائی سکول کی بنیاد رکھی جو بعد میں 1877ء میں ایم۔اے۔او کالج اور آپ کی وفات کے بعد 1920ء میں یونیورسٹی کا درجہ اختیار کر گیا۔

سوال 16 شملہ وفد کب اور کس کی قیادت میں لارڈ منٹو سے ملا؟
جواب: شملہ وفد یکم اکتوبر 1906ء کو سر آغا خان کی قیادت میں وائسرائے لارڈ منٹو سے ملا۔ جس میں انہوں نے مسلمانوں کے لئے جداگانہ حق انتخابات سمیت کئی مطالبات پیش کیے۔ یہ وفد 135 اراکین پر مشتمل تھا۔

سوال 17 سرسید احمد خاں کی چار تصانیف کے نام تحریر کریں۔ (کلاس ورک)
جواب: (i) آثار الصنادید (ii) تبیین الکلام (iii) تفسیر قرآن (iv) خطبات احمدیہ

سوال 18 1943ء میں کراچی میں پاکستان اور اسلام کے باہمی رشتے کو واضح کرتے ہوئے قائداعظم نے کیا فرمایا؟ (کلاس ورک) (دو مرتبہ)
جواب: "وہ کون سا رشتہ ہے جس سے منسلک ہونے سے تمام مسلمان جسد واحد کی طرح ہے۔ وہ کون سی چٹان ہے جس پر اس ملت کی عمارت استوار ہے وہ کون سا لنگر ہے جس سے اس امت کی کشتی محفوظ کر دی گئی ہے وہ رشتہ وہ چٹان وہ لنگر اللہ کی کتاب قرآن مجید ہے"۔

سوال19 صوبہ بلوچستان سے تعلق رکھنے والی دو شخصیات کے نام تحریر کریں جنہوں نے تحریک پاکستان میں اہم کردار ادا کیا۔

جواب: قاضی محمد عیسیٰ، سہراب خان۔

سوال20 ڈپٹی نزیر احمد کی تین کتب کے نام تحریر کریں۔

جواب: مراۃ لعروس، ابن الوقت۔ توبتہ النصوح

سوال21 نظریہ پاکستان کے کوئی سے دو اجزائے ترکیبی تحریر کریں۔

جواب: عقائد و عبادات، جمہوری اقدار کا فروغ۔

سوال22 سرسید احمد خاں کے دو ساتھیوں کے نام لکھیں۔

جواب: مولانا الطاف حسین حالی، مولانا شبلی نعمانی۔

سوال23 مطالبہ پاکستان کے دو نکات لکھیں۔ / مطالبہ پاکستان کے دو محرکات لکھیں۔

جواب: دو قومی نظریہ، لسانی فسادات، اردو ہندی تنازعہ۔

سوال24 شملہ وفد کے دو نکات تحریر کریں۔

جواب: جداگانہ طریقہ انتخاب، سیاسی، ثقافتی، اقتصادی اور دیگر حقوق کا حصول۔

سوال25 مسلم لیگ کے قیام کے چار مقاصد تحریر کریں۔ (کلاس ورک) (دو مرتبہ)

جواب: (i) مسلم حقوق کا تحفظ (ii) مسلمانوں میں وفاداری کے جذبات پیدا کرنا

(iii) حکومت اور مسلمانوں کے درمیان بہتر تعلقات استوار کرنا (iv) جداگانہ طریقہ انتخاب

سوال26 اردو ہندی تنازعہ کی وضاحت کریں۔

جواب: 1867ء میں اردو ہندی تنازعہ پیش آیا۔ ہندو چاہتے تھے کہ اردو کی جگہ ہندی کو سرکاری زبان کا درجہ ملے۔ دیوناگری رسم الخط رائج سنسکرت کو رائج کیا جائے۔

سوال27 سرسید احمد خان کی چار سیاسی خدمات تحریر کریں۔

جواب: 1۔ سرسید کی سیاسی حکمت عملی کی بنیاد دو قومی نظریہ تھا۔ سرسید نے مسلمانوں کو ایک علیحدہ قوم ثابت کیا۔

2۔ آپ نے مسلمانوں کو مشورہ دیا کہ سیاست سے دور رہتے ہوئے اپنی تمام تر توجہ تعلیم کے حصول اور معاشی و معاشرتی طور پر بحالی پر دیں تاکہ وہ ہندوؤں کے برابر مقام حاصل کر سکیں۔

3۔ سرسید نے مسلمانوں کے لئے لوکل کونسلوں میں نشستوں کا مطالبہ کیا، اعلیٰ سرکاری ملازمتوں کے لئے کھلے مقابلے کے امتحان کے خلاف مہم چلائی۔

4۔ اکثریت کی مرضی کے تحت قائم ہونے والی حکومت والے نظام کو ناپسند کیا۔

5۔ سرسید مسلمانوں کو سیاست سے دور رکھنا چاہتے تھے اسی لئے انہوں نے مسلمانوں کو 1885 میں ایک انگریز اے۔ او ہیوم کی کوششوں سے قائم ہونے والی انڈین نیشنل کانگرس سے دور رکھا۔

سوال28 آل انڈیا مسلم لیگ کب اور کہاں قائم ہوئی؟

جواب: آل انڈیا مسلم لیگ 1906ء میں ڈھاکہ میں قائم ہوئی۔ 30 دسمبر 1906ء کو نواب سلیم اللہ خان آف ڈھاکہ کی دعوت پر ڈھاکہ میں قائم ہوئی۔

سوال29 ان تعلیمی اداروں کے نام لکھیے جو علی گڑھ کے نتیجے میں قائم ہوئے۔

جواب: i۔ لاہور میں اسلامیہ کالج ii۔ کراچی میں سندھ مسلم مدرسہ iii۔ پشاور میں اسلامیہ کالج

iv۔ کانپور میں حلیم کالج

سوال30 آل انڈیا مسلم لیگ کے قیام کے کوئی دو مقاصد تحریر کریں۔

جواب: 1۔ حکومت اور مسلمانوں کے درمیان بہتر تعلقات استوار کرنا اور مسلمانوں میں وفاداری کے جذبات پیدا کرنا۔

2۔ برصغیر کی دیگر اقوام اور سیاسی جماعتوں سے اجتماعی بھلائی کے لیے رابطے قائم کرنا۔

سوال31 کس نے اور کہاں قرارداد پاکستان پیش کی؟

جواب: شیر بنگال مولوی اے۔ کے فضل الحق نے 23 مارچ 1940ء کو لاہور کے تاریخی پارک "اقبال پارک" میں پیش کی۔

سوال32 قائداعظم نے 21 مارچ 1948 کو ڈھاکہ کے عوام سے خطاب کرتے ہوئے کیا فرمایا؟

جواب: قائداعظم نے 21 مارچ 1948 کو ڈھاکہ کے عوام سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا ''میں چاہتا ہوں کہ آپ سندھی، بلوچی، پنجابی، پٹھان اور بنگالی بن کر بات نہ کریں یہ کہنے میں آخر کیا فائدہ ہے؟ کہ ہم پنجابی، سندھی یا پٹھان ہیں ہم تو بس مسلمان ہیں''۔

سوال33 تحریک علی گڑھ کے حوالے سے سرسید احمد خاں کے دو ساتھیوں کے نام لکھیں۔

جواب: تحریک علی گڑھ کے حوالے سے سرسید احمد خاں کے ساتھی درج ذیل ہیں:

محسن الملک، وقار الملک، مولانا شبلی نعمانی، مولانا الطاف حسین حالی، مولانا چراغ علی۔

سوال34 سرسید احمد خان کی دو تعلیمی خدمات لکھیے۔

جواب: 1 1859ء میں سرسید نے مراد آباد اور 1862ء میں غازی پور میں مدرسے قائم کیے۔

2۔ 1875ء میں انھوں نے علی گڑھ میں ایم۔ اے۔ او ہائی سکول کی بنیاد رکھی۔

سوال35 قاضی محمد عیسیٰ کا تعلق کس صوبے سے تھا؟

جواب: قاضی محمد عیسیٰ کا تعلق صوبہ بلوچستان سے تھا۔

سوال36 نظریہ سے کیا مراد ہے؟

جواب: لفظ ''نظریہ'' کو انگریزی زبان میں آئیڈیالوجی کہا جاتا ہے۔

نظریے سے مراد ایسا ضابطہ یا پروگرام ہے جس کی بنیاد فلسفہ و تفکر پر رکھی گئی ہو اور انسانی زندگی کے مختلف پہلوؤں مثلاً سیاسی، معاشرتی اور تہذیبی مسائل کے حل کے لئے کوئی منصوبہ بنایا گیا ہو۔

سوال37 آل انڈیا مسلم لیگ کے قیام کے لئے خصوصی اجلاس میں شریک کوئی دو شرکاء کا نام لکھیے۔

جواب: 1۔ نواب سلیم اللہ خان 2۔ مولانا محمد علی جوہر

سوال38 سائنٹیفک سوسائٹی کب اور کس نے قائم کی؟

جواب: 1863ء میں غازی پور میں سرسید احمد خان نے سائنٹفک سوسائٹی قائم کی۔

حصہ دوم

سوال1۔ قائداعظم محمد علی جناح کے ارشادات کی روشنی میں نظریہ پاکستان کی وضاحت کریں۔ (ہوم ورک)

جواب: وہ بطل عظیم جس نے مسلمانان برصغیر کو باوقار اور محفوظ مقام تک پہنچایا اور ایک علیحدہ مسلم مملکت کے قیام کا تصور عملی شکل میں ڈھال دیا، وہ قائداعظمؒ کی ہی ہستی تھی۔ انھوں نے نظریہ پاکستان کی وضاحت ان الفاظ میں کی۔

''پاکستان تو اسی روز ہی وجود میں آگیا تھا جب پہلا ہندو مسلمان ہوا تھا۔''

1943ء کے سالانہ اجلاس منعقد کراچی میں قائداعظمؒ نے پاکستان اور اسلام کے باہمی رشتے کو واضح کرتے ہوئے فرمایا:

''وہ کون سا رشتہ ہے جس سے منسلک ہونے سے تمام مسلمان جسد واحد کی طرح ہیں؟ وہ کون سی چٹان ہے جس پر اس ملت کی عمارت استوار ہے؟ وہ کون سا لنگر ہے جس سے اس امت کی کشتی محفوظ کر دی گئی ہے؟ وہ رشتہ، وہ چٹان، وہ لنگر خدا تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید ہے۔''

مارچ 1944ء میں طلبہ سے مخاطب ہوتے ہوئے آپؒ نے فرمایا:

''ہمارا راہنما اسلام ہے اور یہی ہماری زندگی کا مکمل ضابطہ ہے۔''

21 مارچ 1948ء کو ڈھاکہ کے عوام سے خطاب کرتے ہوئے کہا:

''میں چاہتا ہوں کہ آپ سندھی، بلوچی، پنجابی، پٹھان اور بنگالی بن کر بات نہ کریں۔ یہ کہنے میں آخر کیا فائدہ ہے کہ ہم پنجابی، سندھی یا پٹھان ہیں، ہم تو بس مسلمان ہیں''

آپ نے علی گڑھ میں خطاب کرتے ہوئے نظریہ پاکستان کو ان الفاظ میں واضح کیا۔

''پاکستان کے مطالبے کا محرک اور مسلمانوں کے لیے جداگانہ مملکت کی وجہ کیا تھی؟ تقسیم ہند کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی؟ اس کی وجہ ہندوؤں کی تنگ نظری ہے نہ انگریزوں کی چال، یہ اسلام کا بنیادی مطالبہ ہے۔''

قائداعظمؒ نے برصغیر کے تاریخی تناظر میں موقف اختیار کیا کہ جنوبی ایشیا کے مسلمان ہرگز اقلیت نہیں۔ وہ ایک مکمل قوم ہیں اور حق رکھتے ہیں کہ جن علاقوں میں ان کی کثریت ہے، وہاں وہ اپنی علیحدہ ریاست قائم کر لیں۔

سوال2۔ سرسید احمد خاں کی تعلیمی خدمات پر روشنی ڈالیے۔ (ہوم ورک)

جواب: **جدید تعلیم کا حصول:** سرسید کا نقطہ نظر تھا کہ مسلم قوم کی ترقی کی راہ تعلیم کی مدد سے ہی ہموار کی جا سکتی ہے۔ انھوں نے مسلمانوں کو مشورہ دیا

کہ وہ جدید تعلیم حاصل کریں اور دوسری اقوام کے شانہ بہ شانہ آگے بڑھیں۔ انھوں نے محض مشورہ ہی نہیں دیا بلکہ مسلمانوں کے لیے جدید علوم کے حصول کی سہولتیں بھی فراہم کرنے کی پوری پوری کوشش کی۔ انھوں نے سائنس، جدید ادب اور معاشرتی علوم کی طرف مسلمانوں کو راغب کیا۔ انھوں نے انگریزی تعلیم کو مسلمانوں کی کامیابی کے لیے زینہ قرار دیا تا کہ وہ ہندوؤں کے مساوی معاشرتی و معاشی درجہ حاصل کر سکیں۔

مراد آباد اور غازی پور میں مدرسے: 1859ء میں سرسید نے مراد آباد اور 1862ء میں غازی پور میں مدرسے قائم کیے۔ ان مدرسوں میں فارسی کے علاوہ انگریزی زبان اور جدید علوم پڑھانے کا بندوبست بھی کیا گیا۔

ایم۔اے۔او۔ ہائی سکول اور یونیورسٹی: 1875ء میں انھوں نے علی گڑھ میں ایم۔اے۔او۔ ہائی سکول کی بنیاد رکھی جو بعد ازاں ایم۔اے۔او کالج اور آپ کی وفات کے بعد 1920ء میں یونیورسٹی کا درجہ اختیار کر گیا۔ ان اداروں میں انھوں نے آرچ بولڈ آرنلڈ اور موریسن جیسے انگریز اساتذہ کی خدمات حاصل کیں۔

سائنٹیفک سوسائٹی: 1863ء میں غازی پور میں سرسید نے سائنٹیفک سوسائٹی کے نام سے ایک ادارہ بنایا۔ اس ادارے کے قیام کا مقصد مغربی زبانوں میں لکھی گئی کتب کے اردو زبان میں تراجم کرانا تھا۔ بعد ازاں 1876ء میں سوسائٹی کے دفاتر علی گڑھ منتقل کر دیے گئے۔ سرسید نے نئی نسل کو انگریزی زبان سیکھنے کی ترغیب دی تا کہ وہ جدید مغربی علوم سے بہرہ ور ہو سکے۔ یوں دیکھتے ہی دیکھتے مغربی ادب، سائنس اور دیگر علوم کا بہت سا سرمایہ اردو زبان میں منتقل ہو گیا۔ سوسائٹی کی خدمات کی بدولت اردو زبان کی بہت ترقی نصیب ہوئی۔

محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس: 1886ء میں سرسید نے ''محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس'' کے نام سے ایک ادارے کی بنیاد رکھی گئی۔ مسلم قوم کی تعلیمی ضرورتوں کے لیے رقوم کی فراہمی میں اس ادارے نے بڑی مدد دی اور کانفرنس کی کارکردگی سے متاثر ہو کر مختلف شخصیات نے اپنے اپنے علاقوں میں تعلیمی سرگرمیوں کا آغاز کیا۔ لاہور میں اسلامیہ کالج، کراچی میں سندھ مسلم مدرسہ، پشاور میں اسلامیہ کالج اور کانپور میں حلیم کالج کی بنیاد پڑی۔ محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس مسلمانوں کے سیاسی، ثقافتی، معاشی اور معاشرتی حقوق کے تحفظ کے لیے بھی کوشاں رہی۔

سوال نمبر 3: نظریہ پاکستان کے اجزائے ترکیبی بیان کیجئے۔ (ہوم ورک)

جواب: برصغیر کے مسلمانوں نے ایک علیحدہ ریاست اس لئے حاصل کی کہ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اعلیٰ کے تصور کو عملی جامہ پہنایا جا سکے اور قرآن و سنت پر مبنی ایک ایسا نظام رائج کیا جائے جس میں جمہوریت، آزادی، مساوات، رواداری اور سماجی و معاشی عدل کے اسلامی اصولوں کو اپنایا گیا ہو۔ چونکہ نظریہ پاکستان اسلام کی روشنی سے ماخوذ ہے اسی لئے ہم اسلامی نظریہ حیات کو نظریہ پاکستان کا نام دیتے ہیں۔ لہٰذا جو اجزائے ترکیبی اسلامی نظریہ حیات کے ہیں وہ ہی اجزائے ترکیبی نظریہ پاکستان کے ہیں۔

نظریہ پاکستان کے اجزائے ترکیبی مندرجہ ذیل ہیں:

1۔ عقائد و عبادات:

پاکستان کے قیام کا مقصد یہ تھا کہ مسلمان اپنے عقائد کے مطابق زندگی گزار سکیں اور ان کو عبادات کی ادائیگی میں کوئی رکاوٹ نہ آئے۔ عقائد میں توحید، رسالت، یوم آخرت، فرشتوں پر ایمان اور الہامی کتابوں پر ایمان لازم ہے۔ عبادات میں نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج شامل ہیں۔ نیز اسلام میں جہاد کو بھی اہم مقام حاصل ہے۔ تمام عبادات کا بنیادی مقصد اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی منشا اور رضا کا پابند ہوتا ہے۔ یہ انسانی کردار کی تعمیر میں مددگار ثابت ہوتی ہیں اور معاشرے میں ایک مثالی اسلامی ریاست کی تشکیل کے لئے راہ ہموار کرتی ہیں۔

2۔ جمہوری اقدار کا فروغ:

اسلامی ریاست اور معاشرے کی بنیاد مشاورت پر ہے۔ اسلامی معاشرے میں جمہوریت کو فروغ حاصل ہوتا ہے۔ جس سے عوام کے حقوق کا خیال رکھا جاتا ہے۔ قانون کی نظر میں سب برابر ہوتے ہیں۔ افراد میں رنگ و نسل، ذات پات یا زبان کی بنیاد پر کوئی تمیز روا نہیں رکھی جاتی۔ حکومتی نظام سب لوگوں کی بھلائی کو پیش نظر رکھ کر چلایا جاتا ہے۔ حکومت اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پابندی کرتی ہے اور فرائض کی ادائیگی میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ اپنے عوام کو بھی جواب دہ ہوتی ہے۔ عام لوگوں کو حکومت کی پالیسیوں اور فیصلوں پر تنقید اور رائے کا حق حاصل ہوتا ہے۔

پاکستان کا قیام عمل میں لایا گیا تو اوپر بیان کردہ جمہوری تصورات کو عملی شکل دینا مقصد تھی۔ اسلامی جمہوریت کا تصور مغربی تصور جمہوریت سے بہت مختلف ہے۔ قائداعظمؒ نے 14 فروری 1948ء کو سبی (بلوچستان) کے مقام پر تقریر کرتے ہوئے قیام پاکستان کی غرض و غایت یوں بیان کی:

''آؤ ہم اپنے جمہوری نظام کو اسلامی رنگ میں اسلامی اصولوں کے مطابق بنیاد فراہم کریں۔ اللہ ذوالجلال نے ہمیں سکھایا ہے کہ ہم ریاستی امور کو باہم صلاح مشورے سے طے کریں۔''

3۔ معاشرتی انصاف اور مساوات:

اسلام امن، اخوت اور بھائی چارے کا درس دیتا ہے۔ برصغیر کے مسلمانوں نے پاکستان کی تخلیق کا فیصلہ کرتے ہوئے اس خواہش کا واضح اظہار کیا کہ وہ صحیح اسلامی معاشرے کا قیام عمل میں لانا چاہتے تھے۔ وہ عدل مساوات اور معاشرتی بہبود کے تقاضوں کو پورا کرنا چاہتے تھے۔

ریاست میں تمام افراد کے لئے مساوی قانون اور یکساں عدالتی نظام قائم کرنا تھا اور پاکستان کو جدید دنیا کے سامنے ایک مثال بنا کر پیش کرنا چاہتے تھے تا کہ دنیا کی دوسری اقوام ان کے نظام سے متاثر ہو کر ان کی تقلید کرنے لگیں۔

4۔ شہریوں کے حقوق و فرائض:

اسلامی معاشرے میں شہریوں کے جو حقوق ریاست پر عائد ہیں وہ ریاست پورے کرے اور اسلام نے جو فرائض فرد پر عائد کئے ہیں وہ شہری ادا کریں کیونکہ حقوق و فرائض لازم و ملزوم ہیں لہٰذا فرائض کی ادائیگی ہر فرد پر لازم ہے۔

قیام پاکستان کی غرض یہ بھی تھی کہ انسانوں کو برابر حقوق ملیں۔ اسی لئے اقلیتوں کو تحفظ دینے کی سوچ بھی نظریہ پاکستان میں شامل تھی۔ قائداعظمؒ نے واضح کر دیا تھا کہ پاکستان میں اقلیتوں کے حقوق کا پورا خیال رکھا جائے گا۔ اسلام کسی صورت میں بھی یہ اجازت نہیں دیتا کہ اسلامی معاشرے میں زندگی گزارنے والی اقلیتوں کے جان، مال، عزت اور مذہبی روایات کا تحفظ نہ کیا جائے۔ قیام پاکستان درحقیقت اسلامی معاشرے کے قیام کی طرف ایک بڑا اہم قدم تھا تا کہ مسلمان اپنے مذہبی اصولوں کے مطابق روزمرہ کی اجتماعی اور انفرادی زندگی گزار سکیں۔

5۔ اخوت و بھائی چارہ:

دین اسلام امن کا داعی ہے اور مسلمانوں کے مابین اخوت اور بھائی چارے کے جذبات کو فروغ دینے پر زور دیتا ہے۔ بھائی چارے سے محبت، خلوص، قربانی، احساس اور شفقت میں اضافہ ہوتا ہے۔ تمام مسلمان ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔ سب ایک دوسرے کے دکھ سکھ اور خوشی میں شریک ہوتے ہیں۔ ایک دوسرے کی بھرپور مدد کرتے ہیں۔ اسلامی ریاست میں یہی اعلیٰ وارفع جذبے ریاست کو مضبوط سے مضبوط تر بناتے چلے جاتے ہیں۔

سوال نمبر 4: مطالبہ پاکستان کے پانچ محرکات بیان کیجئے۔ (ہوم ورک)

جواب: مطالبہ پاکستان کے محرکات: پاکستان کا مطالبہ کیوں ہوا؟ اس کی تخلیق کی ضرورت کیوں محسوس کی گئی؟ ذیل میں ان محرکات کا ذکر کرتے ہیں جو پاکستان کو وجود میں لانے کا باعث بنے:

1۔ فرقہ وارانہ فسادات:

برطانوی دور میں برصغیر ہندو مسلم فسادات عام تھے۔ ہندو منظم طریقے سے اپنی مذہبی تنظیموں کے ذریعے مسلمانوں کا قتل عام ہر سال کرتے تھے۔ ان کو روکنے والا کوئی نہ تھا۔ مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلی جاتی تھی۔ ہندو لیڈروں اور تنظیموں نے اسے اپنا بنیادی مقصد ٹھہرایا ہوا تھا کہ برصغیر برطانیہ سے آزاد ہو گا تو یہاں ''رام راج'' قائم کر دیا جائے گا۔

2۔ معاشرتی حالات:

ہندو قوم میں ذات پات اور رنگ و نسل کا فرق عام تھا۔ مسلمانوں کو خدشہ تھا کہ آزادی کے بعد ہندو مسلمانوں کو دوسرے درجے کا شہری بنا دیں گے اس طرح مسلمان معاشرتی طور پر ہندوؤں کی غلامی کا شکار ہو جاتے اور مسلمان سیاسی آزادی سے بھی محروم رہ جاتے لہٰذا مسلمانوں نے الگ مملکت کا قیام ضروری سمجھا۔

3۔ ہندو لیڈر برصغیر میں اردو زبان کی جگہ ہندی زبان کو قومی زبان کا درجہ دلوانے کے لئے بھرپور کوشش کر رہے تھے کیونکہ وہ اردو زبان اور مسلمانوں کی ثقافت کو مٹانے کے درپے تھے۔ مسلمان اپنی ثقافت کو بچانے کے لئے پاکستان کے قیام کے مطالبے پر مجبور ہو گئے۔ مسلمان عربی رسم الخط کو پسند کرتے تھے جبکہ ہندو دیوناگری خط کو ہندوستان میں جاری رکھنے پر زور لگا رہے تھے۔

4۔ دو قومی نظریہ:

ہندوستان میں دو بڑی قومیں مسلمان اور ہندو تھیں۔ ان کے علیحدہ علیحدہ زندگی گزارنے کے طور طریقے ہیں۔ ان کی مذہبی عبادات اور ان کی ادائیگی کے طریقے، ان کی رسوم و رواج، تہذیب و ثقافت اور تاریخی روایات ایک دوسرے کے مخالف تھیں۔ اکثر ایک قوم کا ہیرو دوسری کا دشمن گردانا جاتا تھا۔ یہ ایسا نظریاتی ٹکراؤ تھا جس کی وجہ سے بے پناہ مسائل اور پیچیدگیاں جنم لے رہی تھیں۔ ان کے حل اور روک تھام کے لئے پاکستان کا قیام ناگزیر تھا۔ بحیثیت قوم مسلمان اپنا جداگانہ وجود قائم رکھنا چاہتے تھے۔

5۔ اسلامی ریاست کے قیام کی خواہش:

ہندوستان کی اسلامی حکومت پر غیر مسلم اقوام نے قبضہ کر کے مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ کر دیا۔ اس پر مسلمانوں کے اندر اسلامی ریاست کے قیام کی خواہش نے جنم لیا تا کہ انھیں آزادی و سلامتی میسر آ سکے۔ یہ خواہش بتدریج غیر مسلموں کے مظالم کے سبب بڑھتی چلی گئی جو بالآخر قیام پاکستان کا باعث بنی۔ قائداعظمؒ نے فرمایا تھا کہ:

''ہم نے پاکستان کا مطالبہ محض ایک زمین کا ٹکڑا حاصل کرنے کے لئے نہیں کیا تھا بلکہ ہم ایک ایسی تجربہ گاہ چاہتے تھے، جہاں اسلام کے اصولوں کو آزمایا جا سکے''

6۔ **انگریزوں کی مسلمانوں کے ساتھ بدسلوکی:**
انگریز ہندوؤں کے رفیق بنے ہوئے تھے۔ انہوں نے مسلمانوں سے جاگیریں اور ملازمتیں چھین کر یا تو خود رکھ لیں یا ہندوؤں کو دے دیں۔ انہوں نے مسلمانوں کی تہذیب وثقافت اور دین اسلام کے خلاف سازشیں بھی کیں۔ مسلمانان ہند کے ساتھ انگریزوں کی یہ بدسلوکی قیام پاکستان کا موجب بنی۔

7۔ **ہندومت اور اسلام کی تاریخی چپقلش:**
اسلام کی آمد سے ہندومت کی اشاعت کے دروازے بند ہوگئے تھے۔ ہندوؤں نے اسلام کی اشاعت روکنے اور اسلام کو ہندومت میں جذب کرنے کے لئے آریہ سماج یا برہمن سماج، بھگتی، شدھی اور سنگھٹن جیسی تحریکوں کا آغاز کیا۔ اس سے ہندو مسلم فسادات کا لامتناہی سلسلہ شروع ہوگیا۔ ہندومت اور اسلام کی اس تاریخی چپقلش کے سبب مسلمانوں کے لئے مطالبہ پاکستان وقت کی اہم ضرورت بن گیا تھا۔

8۔ **برطانوی جمہوری اداروں کی ترویج:**
برطانوی حکومت نے اپنے عہد حکومت میں برطانوی جمہوریت کو فروغ دینے کا آغاز کیا۔ اس کے تحت مسلمانوں کو ہندوؤں کا غلام بنایا جانے لگا۔ یہ نظام حقیقتاً سامراجی نظام تھا جس میں اکثریت کے ناجائز اقدامات کو قانونی پشت پناہی حاصل ہوتی ہے۔ ان حالات میں مسلمانان ہند کے لئے برطانوی جمہوریت سے بچنے کے لئے قیام پاکستان ناگزیر تھا۔

9۔ **رام راج کے قیام کی ہندو تمنا:**
اسلامی حکومت کے خاتمے کے ساتھ ہی ہندوؤں نے رام راج کے قیام کے لئے بھگتی، شدھی اور سنگھٹن جیسی تحریکیں شروع کردیں۔ ان تحریکوں کا مقصد مسلمانوں کو جبراً ہندو بنانا تھا۔ رام راج کے قیام کی یہ ہندو تمنا قیام پاکستان کی اہم وجہ اور جواز بنی۔

10۔ **1937ء کی کانگریسی وزارتوں کے مظالم:**
1937ء میں قائم ہونے والی کانگریسی وزارتوں نے مسلمان بچوں کو واردھا اور ودیا مندر تعلیمی سکیم کے ذریعے ہندومت میں رنگنے، مسلمان ملازمین کی ملازمتوں سے برطرفی، بندے ماترم کا ترانہ، گائے کو قانوناً ذبح کرنے سے روکنے، گاندھی کی مورتی پوجا، کانگرسی جھنڈے کی لازمی سلامی جیسی حکمت عملیوں کا آغاز کیا۔ ان پالیسیوں سے کانگرسی وزارتوں کے مظالم عیاں ہوجاتے ہیں جن سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ قیام پاکستان وقت کی نزاکت کے سبب ازحد ضروری تھا۔

11۔ **مسلمانان برصغیر کی آزادی کی خواہش:**
''آزادی'' ہر فرد قوم اور ملک کا بنیادی حق ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب مسلمانان برصغیر آزادی کی نعمت سے محروم ہوکر محکومیت میں زندگی بسر کرنے لگے تو انہوں نے آزادی کا مطالبہ کردیا۔ درحقیقت یہ مسلمانوں کی ایسی فطری خواہش تھی جس کا اسلام ان سے تقاضا کرتا تھا۔ آزادی کی یہی دینی تعلیم مسلمانوں کے لئے قیام پاکستان کی وجہ جواز بنی۔

12۔ **مسلم تہذیب وثقافت کا تحفظ:**
انگریزوں کے برصغیر پر قبضہ سے اسلامی تہذیب وثقافت کو شدید دھچکا لگا۔ انگریزوں نے سوچی سمجھی سازش کے تحت ہندوؤں کو اپنے ساتھ ملا کر اسلام اور اسلامی تہذیب پر نازیبا حملے کئے۔ اس پر مسلمانوں نے اپنی دینی روایات وتہذیب کی حفاظت کے لئے قیام پاکستان کا مطالبہ کردیا۔

سوال نمبر5: **آل انڈیا مسلم لیگ کیوں وجود میں آئی؟ اس کے قیام کے پانچ مقاصد بیان کیجئے۔**
یا
آل انڈیا مسلم لیگ کے قیام کے اسباب اس کے مقاصد اور کامیابیوں پر نوٹ لکھیں۔ (ہوم ورک)

جواب: آل انڈیا مسلم لیگ کا قیام:
1857ء کی جنگ آزادی کے بعد جہاں مسلم دور حکومت کا خاتمہ ہوا وہاں مختلف اقسام کے مسائل نے بھی مسلمانوں کو آگھیرا۔ ان حالات میں سرسید احمد خاں نے مسلمانوں کو سیاست سے دور رہنے اور صرف جدید تعلیم پر توجہ مرکوز کرنے کی تاکید کی۔ لیکن بیسوی صدی کے آغاز میں برصغیر کے حالات میں بڑی تیزی سے تبدیلیوں کا آغاز ہوا۔ چنانچہ مسلمانوں نے ایک الگ پلیٹ فارم کی ضرورت کو شدید محسوس کیا۔ جس کے لئے مسلم لیگ کا قیام عمل میں آیا۔ آل انڈیا مسلم لیگ کا قیام 1906ء میں ڈھاکہ میں محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کے سالانہ اجلاس کے موقع پر ہوا۔ اس اجلاس کی صدارت نواب وقار الملک نے کی۔ مولانا محمد علی جوہر، مولانا ظفر علی خان، حکیم اجمل خان اور نواب سلیم اللہ خان سمیت بہت سے اہم مسلم اکابرین اجلاس میں موجود تھے۔ مسلم لیگ کا پہلا صدر سر آغا خان کو منتخب کیا گیا۔ مسلم لیگ کا مرکزی دفتر علی گڑھ میں قائم ہوا۔ تمام صوبوں میں متعدد شاخیں بنائی گئیں۔ برطانیہ میں لندن برانچ کا صدر سید امیر علی کو بنایا گیا۔

مسلم لیگ کے قیام کے اسباب

1۔ **اردو ہندی تنازعہ:**
ہندو لیڈر دفتروں میں اردو کی جگہ ہندی رائج کرنے کا مطالبہ کررہے تھے۔ بعض انگریز گورنر اس پر آمادہ بھی ہوگئے تھے۔ اردو ہندی تنازعہ 1867ء میں بنارس کے مقام پر شروع ہوا۔ مسلمانوں نے اردو کے دفاع کے لئے تحریک چلائی۔ اردو زبان کا تحفظ مسلمانوں کے لئے ضروری تھا اور یہ کسی سیاسی تنظیم کے بغیر ممکن نہ تھا۔

2۔ **ہندو فرقہ پرست جماعتوں اور تحریکوں کا مذموم کردار:**
ہندو فرقہ پرست جماعتوں کا نعرہ تھا کہ:
''ہندوستان صرف ہندوؤں کے لئے ہے باقی سب بدیشی ہیں۔ ان کے لئے دو ہی راستے ہیں کہ وہ یا تو ہندومت قبول کریں یا پھر ہندوستان سے نکل جائیں''۔
ہندو تنظیموں کے نعروں کا موثر جواب دینے کے لئے مسلمانوں کے لئے سیاسی پلیٹ فارم کا ہونا ضروری تھا۔ ہندو مہا سبھا، سنگھٹن اور آریہ سماج جیسی تحریکوں سے مسلمانوں کے وجود کو خطرہ تھا چنانچہ مسلمانوں نے مسلم لیگ قائم کرلی۔

3۔ **ذبیحہ گاؤ کا مسئلہ:**
1883ء میں فرقہ پرست ہندو تنظیم آریہ سماج نے گائے کی حفاظت کے لئے ''گاؤ رکھشا سبھائیں'' قائم کیں جن کا مقصد مسلمانوں کو گائے ذبح کرنے سے روکنا تھا۔ ایسے حالات میں مذہبی امور میں ہندوؤں کی مداخلت روکنے کے لئے مسلمانوں کا اتحاد ناگزیر تھا۔ جس کے لئے ایک منظم جماعت کی تشکیل لازمی تھی۔

4۔ **کانگریس کا واحد نمائندہ جماعت ہونے کا دعویٰ:**
28 دسمبر 1885ء کو بمبئی میں لارڈ اے۔ او۔ ہیوم کی سربراہی میں قائم ہونے والی آل انڈیا نیشنل کانگرس نے یہ دعویٰ کردیا کہ وہ تمام ہندوستانی گروہوں کی نمائندہ جماعت ہے۔ اس دعویٰ کو غلط ثابت کرنے کے لئے مسلمانوں کی نمائندہ جماعت کا قیام ازحد ضروری تھا۔ لہٰذا مسلم لیگ کا قیام عمل میں لایا گیا۔

5۔ **شملہ وفد 1906ء کی کامیابی:**
مسلمانوں کے حقوق و مفادات کی حفاظت کے لئے مسلمانوں کا ایک 35 رکنی وفد سر آغا خان کی سربراہی میں شملہ کے مقام پر وائسرائے ہند لارڈ منٹو سے ملا اور اپنے مطالبات پیش کئے۔ اس نے مطالبات پر غور کرنے کے بعد وفد کے اراکین وسربراہ کو حوصلہ افزا جواب دیا۔ جس نے مسلمانوں میں خوداعتمادی وجذبہ اتحاد اور سیاسی بیداری کا احساس پیدا کیا۔ اسی احساس کے سبب مسلمانوں کی نمائندہ تنظیم آل انڈیا مسلم لیگ قائم ہوئی۔

مسلم لیگ کے قیام کے پانچ مقاصد

1- حکومت اور مسلمانوں کے درمیان بہتر تعلقات قائم کرنا
2- مسلمانوں میں وفاداری کا جذبہ پیدا کرنا
3- دوسری قوموں کے ساتھ تعاون کرنا
4- مسلمانوں کے حقوق کا تحفظ کرنا
5- مسلمانوں کے مفادات حاصل کرنے کے لئے دوسروں کے ساتھ مل کر کام کرنا

قواعد وضوابط اور دستور:
مسلم لیگ کے خصوصی اجلاس میں اغراض و مقاصد طے کرنے کے لئے سات ارکان پر مشتمل ایک دستوری کمیٹی تشکیل دی گئی۔ کمیٹی نے اپنی رپورٹ مسلم لیگ کے پہلے اجلاس منعقدہ دسمبر 1907ء کراچی میں پیش کی۔ دستور کو حتمی شکل دینے کے لئے مارچ 1908ء میں مسلم لیگ کا خصوصی اجلاس علی گڑھ میں منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں مسلم لیگ کے دستور کو متفقہ رائے سے منظور کرلیا گیا۔

مرکزی دفتر:
مسلمانان ہند کی سیاسی، تعلیمی اور معاشرتی ترقی میں علی گڑھ کو مرکزی مقام حاصل تھا۔ اس لئے آل انڈیا مسلم لیگ کا مرکزی دفتر بھی علی گڑھ مقرر کیا گیا۔

سوال نمبر6: **قرارداد پاکستان کے تین بنیادی نکات بیان کیجئے۔ ہندوؤں کا اس قرارداد کی منظوری پر کیا ردعمل تھا؟** یا
قرارداد لاہور پر نوٹ لکھیں۔

جواب: پس منظر:
تحریک پاکستان کی تاریخ اتنی ہی قدیم ہے جتنی خود مسلمانوں کی ہندوستان میں تاریخ قدیم ہے۔ یہ اس لئے کہ پاکستان دوقومی نظریہ کی بنیاد پر حاصل کیا گیا۔ دوقومی نظریہ کی بنیاد ہندوستان میں اسی دن ہی پڑگئی تھی جس دن ساحل مالابار کی ریاست کے حکمران راجہ سامری نے اسلام قبول

کیا تھا۔ رفتہ رفتہ دین اسلام کی شعاعیں پھیلتی چلی گئیں۔ بالآخر محمد بن قاسم نے 12ء میں سندھ فتح کر کے اسلامی حکومت کی بنیاد ڈال دی۔ اسلامی حکومت کے قیام سے انگریز حکومت کے قیام تک مختلف مسلمان خاندانوں کی حکمرانی میں برصغیر میں اسلامی حکومت قائم رہی۔

اورنگ زیب کی وفات 1707ء کے بعد اس کے نااہل جانشینوں کے باعث برطانوی حکومت نے اسلامی حکومت پر قبضہ کر لیا۔ انگریزوں نے ہندوؤں سے گٹھ جوڑ کرتے ہوئے اسلام دشمنی کے سبب وسیع پیمانے پر مسلمانوں کا جانی و مالی اور سیاسی و مذہبی نقصان کرنے کی بھرپور کوششیں کیں۔ مسلمانانِ ہند کے لئے ہندوستان میں ہندوؤں کے ساتھ رہنا ناممکن ہو گیا۔ یہی وجہ ہے کہ 1938ء میں سندھ مسلم لیگ نے اکثریت کے ساتھ آزاد ملک کے حق کے میں باقاعدہ ایک قرارداد منظور کی۔ بالآخر 23 مارچ 1940ء کو مسلم لیگ کے ستائیسویں سالانہ اجلاس منعقدہ لاہور میں ایک علیحدہ اسلامی مملکت کے قیام کا مطالبہ کر دیا گیا۔

قرارداد پاکستان کے تین بنیادی نکات

قرارداد پاکستان کے تین بنیادی نکات درج ذیل ہیں:

1۔ **آزاد مسلم مملکت کا قیام:**

باہم متصل اکائیوں کی نئے خطوں کی صورت میں حد بندی کی جائے اور شمال مغرب اور مشرق میں مسلم اکثریت والے علاقوں پر مشتمل آزاد مملکت قائم کی جائے۔

2۔ **دوسری سکیم کی نامنظوری:**

برصغیر کے لئے تقسیم کے علاوہ کسی دوسری سکیم کو منظور نہیں کیا جائے گا۔

3۔ **ہندو علاقوں میں مسلمانوں کا تحفظ:**

برصغیر کی تقسیم کے بعد ہندو اکثریتی علاقوں میں مسلمانوں کے حقوق کے تحفظ کا مناسب بندوبست کیا جائے گا۔

قرارداد پاکستان پر ردعمل:

مسلم لیگ کا ردعمل:

قرارداد پاکستان پر مسلمانانِ ہند نے جس قدر خوشگوار اور پرمسرت ردعمل کا اظہار کیا اس کی مثال تاریخ میں کم ہی ملتی ہے۔ مسلم لیگ کے موقف اور نظریہ پاکستان کی اہمیت و افادیت کے فروغ اور نشر و اشاعت کے لئے دانشوروں کی ایک کمیٹی قائم کی گئی۔ شیخ محمد اشرف ناشر کتب لاہور نے ''پاکستان لٹریچر سیریز'' کے نام سے اشاعت کا ایک سلسلہ شروع کیا۔ اس سے مسلمانوں کو مسلم لیگ کے پلیٹ فارم پر متحد کرنے میں بڑی مدد ملی۔ مولانا شبیر احمد عثمانی، مولانا اشرف علی تھانوی اور مولانا ظفر علی انصاری وہ علماء تھے جنہوں نے اس قرارداد کا بھرپور ساتھ دیا۔

کانگریس کا ردعمل:

قرارداد لاہور پر کانگری لیڈروں اور ہندو اخبارات نے اسلام دشمنی کے سبب قرارداد لاہور پر شدید ردعمل کا اظہار کیا۔ راج گوپال اچاریہ نے کہا کہ:

''مسٹر جناح کا یہ اقدام اس طرح کا ہے جیسے دو بھائیوں کے مابین ایک گائے کی ملکیت پر جھگڑا ہو، اور وہ اسے کاٹ کر بانٹ لیں''۔

گاندھی نے قرارداد کی شدید مذمت کرتے ہوئے اسے اخلاقی پاپ (گناہ) قرار دیا۔ بیگم مولانا محمد علی جوہر کی طرف سے قرارداد لاہور کو قرارداد پاکستان کا نام دینے پر ہندو اخبارات نے لفظ ''پاکستان'' پر طنز کرتے ہوئے اس کی اس طرح مخالفت کی کہ ہندو مشتعل ہوں۔ ہندو اخباروں نے قرارداد لاہور کو قرارداد پاکستان کا نام دیتے ہوئے اسے دھرتی ماتا کے ٹکڑے کرنے کے مترادف قرار دیا۔ نیز اخبارات میں لفظ ''پاکستان'' کو نمایاں طور پر شائع کیا گیا تاکہ مسلمانوں کے خلاف ہندوؤں کے جذبات بھڑک اٹھیں۔

قرارداد پاکستان اور برطانوی پریس:

برطانوی پریس نے قرارداد لاہور کو کوئی خاص اہمیت نہ دی۔ روزنامہ لندن ٹائمز، مانچسٹر، گارڈین اور ڈیلی ہیرالڈ نے مختصر خبر شائع کی جب کہ ڈیلی ٹیلی گراف نے اسے سرے سے ہی نظر انداز کر دیا۔ لندن ٹائمز نے اپنی مختصر خبر میں پاکستان کی تجویز کو اس لئے رد کر دیا کہ اس سے ہندوستان کی وحدت ختم ہو جاتی۔

قرارداد لاہور کی تاریخی اہمیت

1۔ **مسلم لیگ کا بحیثیت مسلم نمائندہ جماعت ابھرنا:**

مسلم لیگ اپنے قیام (30 دسمبر 1906ء) سے قرارداد پاکستان کی منظوری (24 مارچ 1940ء) سے پہلے تک مسلم حقوق کی ترجمانی کرتے ہوئے تمام تر اقدامات اور کوششوں کے باوجود مسلمانوں کو اپنے پلیٹ فارم پر متحد نہ کر سکی تھی کہ قرارداد پاکستان منظور ہو گئی۔ اس کے ساتھ ہی مسلمان حصول منزل کے لئے مسلم لیگ کے پلیٹ فارم پر جمع ہونے لگے۔ مسلم مسلم لیگ مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت کی حیثیت اختیار کر گئی۔

2۔ **قائداعظم کی بین الاقوامی حیثیت کا تعین:**

1906ء میں کانگرس کے کلکتہ اجلاس میں تقریر کرتے ہوئے گوپال کرشن گوکھلے نے کہا تھا کہ:

''ہندوستان کو جب آزادی ملے گی مسٹر جناح کی بدولت ملے گی''

قرارداد پاکستان چونکہ قائداعظمؒ کی زیر صدارت منظور ہوئی تھی۔ لہٰذا مسلمان تو درکنار انگریزوں اور ہندوؤں کے علاوہ بین الاقوامی مبصرین کو بھی شبہ نہ رہا کہ قائداعظمؒ کی قیادت میں ہندوستان کی قسمت کا فیصلہ تقسیم پر مبنی ہے۔ بالآخر ہندوستان کے سیاسی حالات میں تیز تر تبدیلی نے ان کو بین الاقوامی شخصیت بنا دیا۔

3۔ **حاصل بحث:**

قرارداد پاکستان کو قیام پاکستان کی سمت میں پہلا فیصلہ کن قدم کہنا بے جا نہیں۔ کیونکہ 1857ء سے شروع ہونے والی آزادی کی طویل جدوجہد یوں ایک صدی کے بعد کسی فیصلے کو اپنا مقصد بنانے میں کامیاب ہوئی اور پھر تاریخ نے دیکھا کہ جب مقصد نظر میں ہو تو منزل آسان ہو جاتی ہے اور پھر صرف سات سالوں میں آزادی جیسا عظیم مقصد حاصل ہو گیا اور روئے زمین پر جغرافیہ نے ایک اور کروٹ لی اور دنیا کے نقشے پر متحدہ ہندوستان کی بجائے انڈیا اور پاکستان دو علیحدہ مملکتیں نشق ہوئیں۔

ALP سمارٹ سلیبس کے مطابق 2011-2019 کے تمام بورڈز کے پرچہ جات میں سے باب نمبر 2 کے معروضی سوالات

1۔ ریاست جموں و کشمیر کو انگریزوں نے ڈوگر راجہ کے ہاتھ کتنے روپوں میں فروخت کیا؟ (کلاس ورک) (تین مرتبہ)

(A) 70لاکھ (B) 85لاکھ (C) 50لاکھ (D) 75لاکھ

2۔ باؤنڈری کمشن کا سربراہ کون تھا؟ (دو مرتبہ)

(A) ماؤنٹ بیٹن (B) ریڈکلف (C) لارڈ منٹو (D) لارڈ کرزن

3۔ انگریزوں کے دور حکومت میں برصغیر میں ریاستوں کی تعداد کتنی تھی؟

(A) 535 (B) 435 (C) 635 (D) 630

4۔ بھارت اور پاکستان کے درمیان سندھ طاس معاہدہ ہونے کا سن:

(A) 1960 (B) 1962 (C) 1964 (D) 1966

5۔ اثاثوں میں پاکستان کا حصہ تناسب کے لحاظ سے کیا تھا؟ (کلاس ورک) (تین مرتبہ)

(A) 750 ملین روپے (B) 700 ملین روپے (C) 1050 ملین روپے (D) 950 ملین روپے

6۔ برصغیر کی تقسیم کے وقت ''ریزرو بنک'' میں رقم جمع تھی:

(A) 2 ملین (B) 3 بلین (C) 4 بلین (D) 5 بلین

7۔ تقسیم برصغیر سے پہلے ڈوگرہ راج کے خلاف کشمیریوں نے ______ میں اپنی آزادی کی جنگ کا آغاز کیا: (کلاس ورک)

(A) 1940 (B) 1930 (C) 1920 (D) 1928

8۔ متحدہ برصغیر میں 1947ء میں کتنی آرڈیننس فیکٹریاں کام کر رہی تھیں؟ (کلاس ورک) (پانچ مرتبہ)

(A) 10 (B) 12 (C) 16 (D) 20

9۔ اقوام متحدہ کے کس ادارے نے 1948 میں ریاست جموں کشمیر میں استصواب رائے کرانے کے حق میں قرارداد منظور کی؟ (کلاس ورک)

(A) جنرل اسمبلی (B) سلامتی کونسل (C) تولیتی کونسل (D) عالمی عدالت انصاف

10۔ قیام پاکستان کے وقت ریاست حیدرآباد دکن میں کس قوم کی اکثریت تھی؟ (کلاس ورک) (دو مرتبہ)

(A) مسلمان (B) ہندو (C) سکھ (D) عیسائی

11۔ برصغیر پر مسلمانوں نے کتنے سال حکومت کی؟

(A) 500 (B) 800 (C) 1000 (D) 1200

12۔ بھارت سے سرکاری ملازمین کو لانے کے لئے کس ہوائی کمپنی سے سمجھوتہ ہوا؟

(A) پی آئی اے (B) ٹاٹا ایئر کمپنی (C) کریسنٹ ایئرویز (D) اورینٹ ایئرویز

(کلاس ورک) (دو مرتبہ)

13۔ 11 ستمبر 1948 کو بھارت نے کس ریاست پر حملہ کیا؟
(A) ریاست حیدر آباد دکن (B) ریاست جموں و کشمیر (C) ریاست مناوادر (D) ریاست جوناگڑھ

14 ہندوستان میں آخری وائسرائے کون تھا؟
(A) لارڈ کرزن (B) لارڈ ویول (C) لارڈ منٹو (D) لارڈ ماؤنٹ بیٹن

16۔ پاکستان اور بھارت کے درمیان سندھ طاس معاہدہ کس کے تعاون سے طے پایا؟
(A) ورلڈ بنک (B) اقوام متحدہ (C) آئی۔ایم۔ایف (D) برطانیہ

16۔ 1941ء کی مردم شماری کے مطابق ریاست جموں کشمیر کی آبادی تھی:
(A) 25 لاکھ (B) 35 لاکھ (C) 40 لاکھ (D) 50 لاکھ

17۔ کراچی سے ریاست جوناگڑھ کا فاصلہ کتنے کلومیٹر تھا:
(A) 380 (B) 480 (C) 580 (D) 680

18۔ قیام پاکستان کے وقت ریاست حیدر آباد دکن میں ____ قوم کی اکثریت تھی:
(A) مسلمان (B) ہندو (C) سکھ (D) عیسائی

19۔ بھارتی افواج نے ریاست حیدر آباد دکن پر قبضہ کیا:
(A) 17 ستمبر 1947ء (B) 17 دسمبر 1947ء (C) 11 ستمبر 1947ء (D) 17 ستمبر 1948ء

20۔ کراچی اور ریاست جوناگڑھ کے درمیان فاصلہ تھا:
(A) 450 کلومیٹر (B) 460 کلومیٹر (C) 470 کلومیٹر (D) 480 کلومیٹر

21۔ بھارت کا پہلا گورنر جنرل کون تھا۔
(A) جواہر لال (B) ریڈکلف (C) گاندھی (D) ماؤنٹ بیٹن

جوابات

1	2	3	4	5	6	7	8	9	10
D	B	C	A	A	C	B	C	B	B
11	12	13	14	15	16	17	18	19	20
C	B	A	D	A	C	B	B	D	D
21									
D									

ALP سمارٹ سلیبس کے مطابق 2011-2019 کے تمام بورڈز کے پرچہ جات میں سے باب نمبر 2 کے مختصر سوالات اور جوابات

سوال 1 ریاست حیدر آباد دکن پر بھارت نے کیسے قبضہ کیا؟ (کلاس ورک) (تین مرتبہ)

جواب: حیدر آباد دکن کا حکمران نظام مسلمان تھا عوام کی اکثریت ہندو تھی 11 ستمبر کو بھارتی افواج نے دکن پر حملہ کیا 17 ستمبر کو نظام کی فوج نے ہتھیار ڈال دیئے یوں بھارت نے ریاست پر قبضہ کر لیا۔

سوال 2 پاکستان اور بھارت کے درمیان دریائی پانی کا مسئلہ کیسے حل ہوا؟ / سندھ طاس معاہدہ سے کیا مراد ہے؟ (کلاس ورک)

جواب: جب بھارت نے یکم اپریل 1948ء کو پاکستان کے دریاؤں کا پانی روک لیا تو دونوں ممالک کے درمیان 1960 میں عالمی بنک کی مدد سے ایک معاہدہ "سندھ طاس" طے پایا جس کے تحت تین دریاؤں ستلج، راوی اور بیاس پر بھارت کا حق تسلیم کیا گیا جہلم، سندھ اور چناب پاکستان کا۔ اس کے علاوہ عالمی بنک نے پاکستان میں دو ڈیم منگلا اور تربیلا اور سات لنک کی تعمیر کے لئے رقوم مختص کیں۔

سوال 3 بھارت سے سرکاری ملازمین کو لانے کے لئے کون سی کمپنی سے سمجھوتہ ہوا؟

جواب: ٹاٹا ائیر لائن سے۔

سوال 4 تشکیل پاکستان کے بعد پاکستان کی دو ابتدائی مشکلات بیان کریں۔ (دو مرتبہ)

جواب: i۔ مہاجرین کی آبادکاری ii۔ سرکاری دفاتر کی کمی

سوال 5 پاکستان کی چار انتظامی مشکلات بیان کریں۔ (کلاس ورک)

جواب: فوج کی تقسیم، ریاستوں کا تنازعہ، دریائی پانی کا مسئلہ، اثاثوں کی تقسیم۔

سوال 6 بھارت نے پاکستان کے حصے کے اثاثے پاکستان کو کیوں نہ دیے؟ (کلاس ورک)

جواب: بھارت نے پاکستان کے حصے کے اثاثے پاکستان کو اس لئے نہیں دیئے کیونکہ بھارت نہیں چاہتا تھا کہ پاکستان معاشی اقتصادی طور پر مضبوط ہو جائے۔

سوال 7 ریڈکلف کی دو ناانصافیاں تحریر کریں۔

جواب: دریائی پانی کے متعلق ناانصافی، سرحدی حد بندی کے متعلق ناانصافی۔

سوال 8 ریاست جوناگڑھ نے بھارت کے ساتھ الحاق کیوں نہ کیا؟ (کلاس ورک) (دو مرتبہ)

جواب: ریاست جوناگڑھ کا نواب مسلمان تھا اور پاکستان کے ساتھ الحاق کرنا چاہتا تھا کیونکہ ریاست کراچی سے 480 کلومیٹر دور تھی لیکن بھارت نے جوناگڑھ کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ خوراک و دیگر ضروریات کے ریاست میں جانے کی اجازت نہ دی گئی جب نواب نے یہ صورتحال دیکھی تو ہجرت کر کے پاکستان آ گیا اور ایک درخواست اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل میں بھیجی لیکن کوئی رد عمل نہ ہوا۔

سوال 9 دیسی ریاستوں کے نام لکھئے جس پر بھارت نے فوج کشی کر کے غائبانہ قبضہ کر لیا۔

جواب: ریاست حیدر آباد دکن، ریاست جوناگڑھ، مناوادر، جموں کشمیر۔

سوال 10 پاکستان کے انتظامی مسائل بیان کریں۔

جواب: پاکستان کے علاقوں میں سرکاری ملازمتوں پر فائز ہندو بڑی تعداد میں ہندوستان چلے گئے۔ دفاتر خالی ہو گئے، سٹیشنری، فرنیچر اور ٹائپ رائٹروں کی کمی تھی اکثر دفاتر کے لئے عمارتیں موجود نہ تھیں۔

سوال 11 ریاست جموں کشمیر کی سرحدیں کون سے ممالک سے ملتی ہیں؟

جواب: ریاست جموں کشمیر کی سرحدیں چین، تبت، افغانستان اور پاکستان سے ملتی ہیں۔

سوال 12 جوناگڑھ ریاست کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

جواب: جوناگڑھ کا نواب مسلمان تھا لیکن آبادی کی اکثریت غیر مسلم تھی۔ یہ ریاست کراچی سے 480 کلومیٹر دور تھی۔ آبادی سات لاکھ کے لگ بھگ تھی۔ نواب نے پاکستان سے الحاق کا اعلان کر دیا۔ بھارت کے گورنر جنرل ماؤنٹ بیٹن نے الحاق کو تسلیم نہ کرنے اور جوناگڑھ کو بھارت کا ایک حصہ ثابت کرنے کے حق میں دلائل دیے۔

سوال 13 ریزرو بنک آف انڈیا کا مختصر تعارف تحریر کریں۔

جواب: ریزرو بنک آف انڈیا دونوں ممالک (پاکستان اور انڈیا) کی بنکنگ کی ضروریات کا ذمہ دار تھا۔ بنک میں ہندوؤں کی اجارہ داری تھی اور ان سے پاکستان کی ترقی کے کردار کی توقع کرنا عبث تھا۔

سوال 14 بھارت نے ریاست جوناگڑھ پر کس طرح قبضہ کیا؟

جواب: نظام نے اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کو ایک درخواست بھارتی رویہ کے حوالے سے بھیجی ابھی معاملہ زیر غور ہی تھا کہ 11 ستمبر 1948ء کو بھارتی افواج نے دکن پر حملہ کر دیا۔ 17 ستمبر 1948ء کو نظام کی افواج نے ہتھیار ڈال دیئے اور بھارت نے ریاست پر قبضہ کر لیا۔

حصہ دوم

سوال 1۔ پاکستان کی ابتدائی مشکلات میں سے ریاستوں کے تنازعوں پر ایک نوٹ لکھیے۔ (ہوم ورک)

جواب: **ریاستوں کا تنازع:** برصغیر کی دیسی ریاستوں (Princely States) کے حکمران نواب یا راجے داخلی طور پر خود مختار تھے۔ ان پر کنٹرول برطانوی حکومت کو حاصل تھا۔ ریاستوں میں برصغیر کی کل آبادی کا ایک چوتھائی رہائش پذیر تھا اور ایک تہائی علاقے پر یہ مشتمل تھیں۔ آزادی کی منزل قریب آئی تو ریاستوں کے مستقبل کے بارے میں بھی سوچا جانے لگا۔ کابینہ مشن پلان کے حوالے سے ریاستوں کے حکمرانوں کو کہا گیا کہ وہ مستقبل میں اپنی حیثیت اور مفادات کے تحفظ کے لیے دستور سازی کے عمل میں شریک ہوں۔ حکمرانوں کو کابینہ مشن نے یہ بھی تلقین کی کہ وہ فیصلہ کرتے وقت اپنے عوام کی پسند اور مذہبی رشتوں کا دھیان رکھیں۔

حکومت برطانیہ نے 20 فروری 1947ء کو انڈیا اور انڈین ریاستوں پر اپنا کنٹرول اٹھا لینے کا اعلان کیا۔ اسی اعلان کے تحت ریاستوں نے ہندوستان یا پاکستان سے وابستہ ہونے کا فیصلہ کر لیا۔ صرف درج ذیل ریاستوں کی طرف سے کوئی قدم فوری طور پر نہ اٹھایا گیا۔ ان ریاستوں پر بھارتی افواج نے فوج کشی کر کے قبضہ کر لیا۔

(ا) **ریاست حیدر آباد دکن:** اس ریاست کا حکمران ''نظام حیدر آباد دکن'' مسلمان تھا جبکہ عوام کی اکثریت کا تعلق ہندوازم سے تھا۔ نظام عوام میں ہر دلعزیز تھا۔ ریاست کی معاشی حالت بہت اچھی تھی۔ نظام مسلمان ہونے کے ناطے چاہتا تھا کہ پاکستان سے الحاق کرلے لیکن بھارتی حکومت نے سخت دباؤ ڈالا۔ لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے بھارت کے پہلے گورنر جنرل کی حیثیت سے نظام کو مجبور کیا کہ وہ اپنی ریاست کی جغرافیائی حیثیت کو دیکھتے ہوئے بھارت سے الحاق کرے۔ نظام اس پر رضامند نہ ہوا۔ وہ آزاد اور خود مختار ریاست کے قیام کے بارے میں سوچنے لگا۔ وہ بھارت سے الحاق کی دستاویز پر دستخط کرنے کو آمادہ نہیں تھا۔ نظام نے اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کو ایک درخواست بھارتی رویہ کے حوالے سے بھیجی۔ ابھی معاملہ زیر غور ہی تھا کہ 11 ستمبر 1948ء کو بھارتی افواج نے دکن پر حملہ کر دیا۔ 17 ستمبر 1948 کو نظام کی افواج نے ہتھیار ڈال دیے اور بھارت نے ریاست پر قبضہ کر لیا۔

(ب) **جونا گڑھ:** جونا گڑھ کا نواب مسلمان تھا لیکن آبادی کی اکثریت غیر مسلم تھی۔ یہ ریاست کراچی سے 480 کلومیٹر دور تھی۔ آبادی سات لاکھ کے لگ بھگ تھی۔ نواب نے پاکستان سے الحاق کا اعلان کر دیا۔ بھارت نے گورنر جنرل ماؤنٹ بیٹن نے الحاق کو تسلیم نہ کرنے اور جونا گڑھ کو بھارت کا ایک حصہ ثابت کرنے کے حق میں دلائل دیے۔ پاکستان نے نواب جونا گڑھ کے الحاق کے اعلان کو قبول کرتے ہوئے ایک خط جاری کر دیا جس کی نقل گورنر جنرل لارڈ ماؤنٹ بیٹن کو بھی بھیجی گئی۔ بھارت نے پاکستان کی توثیق کو اپنے اندرونی معاملات میں مداخلت سے تعبیر کیا۔ جونا گڑھ کو چاروں طرف سے گھیر لیا گیا اور خوراک و دیگر ضروریات ریاست کے اندر جانے کی اجازت نہ دی گئی۔ بھارتی افواج نے جونا گڑھ میں داخل ہو کر اس کے دارالحکومت پر قبضہ کر لیا۔ نواب نے یہ صورت دیکھی تو ہجرت کر کے پاکستان آ گیا۔ نواب نے ایک درخواست اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کو بھیجی لیکن کوئی رد عمل نہ ہوا۔ پاکستان بھی اقوام متحدہ میں جونا گڑھ کے تنازعہ کو لے گیا لیکن یہ معاملہ ابھی تک اقوام متحدہ کے پاس بغیر کسی فیصلے کے پڑا ہے۔

(ج) **مناوادر:** جونا گڑھ کے قریب ایک اور ریاست مناوادر کے مسلمان حکمران نے بھی پاکستان سے الحاق کرنے کا اعلان کیا۔ جونا گڑھ کے ساتھ ساتھ بھارتی افواج نے مناوادر پر بھی حملہ کیا اور اسے زبردستی اپنے قبضے میں لے لیا۔ مناوادر اور جونا گڑھ کی ریاستوں پر فوج کشی کے احکامات پر گورنر جنرل ماؤنٹ بیٹن نے دستخط کیے تھے۔

(د) **ریاست جموں و کشمیر:** ریاست جموں و کشمیر پاکستان کے شمال میں برصغیر کی ریاستوں میں علاقے کے اعتبار سے سب سے بڑی ریاست تھی۔ اس ریاست کی سرحدیں چین، تبت، افغانستان اور پاکستان سے ملتی ہیں۔ 1941ء کی مردم شماری کے مطابق ریاست کی کل آبادی چالیس لاکھ کے قریب تھی۔ آبادی کا بہت بڑا حصہ مسلمانوں پر مشتمل تھا۔ برطانوی حکومت نے اس ریاست کو ایک ڈوگرہ راجہ گلاب سنگھ کے پاس صرف 75 لاکھ میں فروخت کر دیا تھا۔ ڈوگرہ راجہ گلاب اور اس کے جانشینوں نے اپنی مسلم رعایا پر ظلم و جبر کے پہاڑ توڑے۔ معمولی جرائم کی پاداش میں مسلمانوں کو کڑی سزائیں دی جاتیں۔ تنگ آکر 1930ء میں کشمیری مسلمانوں نے ڈوگرہ راج کے خلاف آزادی کی تحریک شروع کر دی۔ برطانوی حکومت کی مدد کے ساتھ راجہ نے عوامی تحریک کو سختی سے کچل دیا۔

ریاست جموں و کشمیر جغرافیائی، ثقافتی اور مذہبی اعتبار سے پاکستان سے بہت قریب رہی۔ پاکستان کو سیراب کرنے والے اکثر دریا کشمیر سے نکلتے ہیں۔ 1947ء میں کشمیری عوام چاہتے تھے کہ راجہ پاکستان سے الحاق کا فیصلہ کرے لیکن راجہ اس پر آمادہ نہ ہوا۔ عوام نے محسوس کیا کہ راجہ ان کے جذبوں کے مطابق الحاق نہیں کرنا چاہتا تو انہوں نے ایک بڑی تحریک شروع کر دی۔ راجہ نے سختی سے کام لیا اور لاکھوں افراد ترک وطن پر مجبور ہوئے۔ سوا دو لاکھ سے زیادہ مسلمان شہید کر دیے گئے۔ تحریک دبائی نہ جا سکی اور راجہ نے بھارتی حکومت سے مدد کی درخواست کی۔ بھارت نے اپنی افواج ریاست میں اتار دیں اور ساتھ ہی دباؤ ڈالا کہ راجہ بھارت سے ریاست کے الحاق کی دستاویز پر دستخط کر دے۔ راجہ ایسا کرنے سے گریز کرتا رہا۔ بھارتی حکومت نے ایک جعلی دستاویز تیار کی اور اعلان کر دیا کہ راجہ نے ریاست کو بھارت میں شامل کرنے کی درخواست کی ہے جسے بھارتی حکومت نے مان لیا ہے۔

کشمیری عوام راجہ کے خلاف تحریک چلا رہے تھے۔ اب انہوں نے باقاعدہ ہتھیار اٹھا لیے۔ سابقہ کشمیری فوجی جنگ آزادی میں مسلمانوں کی قیادت کرنے لگے۔ رضا کاروں کے جتھے آزادی کے لیے بھارتی افواج اور راجہ کے دستوں کے خلاف جہاد میں شامل ہوئے تو دیکھتے ہی دیکھتے بہت سا علاقہ راجہ کے قبضے سے نکل گیا۔ حکومت پاکستان عوام کی پوری پوری اخلاقی اور مالی امداد تحریک آزادی کشمیر کو حاصل ہوئی تو آزادی کے لیے لڑنے والوں کا پلہ بھاری ہونے لگا۔ بھارت نے حالات کا رخ دیکھا تو اقوام متحدہ کا دروازہ جا کھٹکھٹایا۔

اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل نے دو قرار دادیں منظور کیں اور دونوں ممالک کو جنگ بند کرنے کی تلقین کی۔ حد بندی کیے جانے کا فیصلہ بھی کیا۔ اقوام متحدہ نے واضح طور پر کہہ دیا کہ کشمیری عوام کی رائے معلوم کی جائے گی۔ ان کی مرضی کے مطابق کشمیر کا الحاق بھارت یا پاکستان سے ہو جائے گا۔ پاکستان اور کشمیری مجاہدین نے اپنی برتر فوجی پوزیشن کے باوجود قراردادوں کا احترام کرتے ہوئے جنگ بندی پر آمادگی ظاہر کر دی۔ استصواب رائے کرانے کا اعلان تو اقوام متحدہ نے کر دیا لیکن مسئلہ کو حل کرنے کے لیے اب تک کوئی قدم نہیں اٹھایا گیا۔ 1965ء اور 1971ء میں دو جنگیں

ہوئیں لیکن کشمیر کا مسئلہ حل نہیں ہو سکا۔ پچھلے پندرہ سالوں سے کشمیری مجاہدین ہتھیار اٹھائے آزادی کے لیے لڑ رہے ہیں۔ مسئلہ کشمیر اقوام متحدہ کے ایجنڈے پر موجود ہے لیکن وہ کوئی موثر قدم اٹھانے سے قاصر ہے۔

سوال نمبر 2: پاکستان کی ابتدائی مشکلات بیان کیجئے۔ یا پاکستان کی ابتدائی مشکلات کیا تھیں؟ تفصیل سے بیان کیجئے۔ (ہوم ورک)

جواب: پاکستان نظریہ اسلام کی بنیاد پر قائم ہوا تھا۔ پاکستان کے علاوہ تاریخ عالم میں کوئی بھی ایک ایسا ملک نہیں جس کا نظریہ پہلے وجود میں آیا ہو اور ملک اس نظریے کی بنیاد پر بعد میں حاصل کیا گیا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ قائداعظمؒ نے جب دو قومی نظریے کی بنیاد پر پاکستان کا مطالبہ کیا تو انگریز نے اسے ناممکن اور ناقابل عمل قرار دیا اور ہندوؤں نے اسے مجذوب کی بڑ سمجھا۔ ہندو انگریزوں کے جانے کے بعد یہاں رام راج قائم کرنے کے خواب دیکھ رہے تھے۔ اس لئے وہ تقسیم ہند پر کسی صورت رضامند نہ تھے قائداعظمؒ کے پرزور دلائل، حق پر استقامت اور سیاسی بصیرت کے سامنے تمام مخالف قوتوں کو گھٹنے ٹیکنے پڑے اور آخر کار لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے ہندوؤں کو یہ یقین دلا کر تقسیم ملک پر رضامند کر لیا کہ مسلمانوں کو ایسا کٹا پھٹا اور لولا لنگڑا پاکستان دوں گا جو چھ ماہ بھی مشکل سے چل سکے گا اور بالآخر وہ ہندو یونین میں ضم ہونے کے لئے خود ہی سے درخواست کرنے پر مجبور ہو گا۔

اور اس نے اپنی ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا تا کہ ہندوؤں کے ساتھ کیا ہوا وعدہ پورا کرے۔

مدعی لاکھ برا چاہے تو کیا ہوتا ہے — وہی ہوتا ہے، جو منظور خدا ہوتا ہے

اور منظور خدا یہی تھا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور توفیق و رحمت سے لیلۃ القدر کا یہ عظیم الشان تحفہ، پاکستان قائم و دائم رہے، ترقی کرے اور پھلے پھولے، چنانچہ تقسیم ملک کے وقت انگریزوں اور ہندوؤں نے ہمارے لئے جی بھر کر مشکلات پیدا کیں اور اسے خدانخواستہ سر جھکانے پر مجبور کرنے یا ختم کرنے کے لاکھوں جتن کئے۔

قائداعظمؒ کے فرمان کے مطابق:

''پاکستان قائم رہنے کے لئے بنا ہے اور انشاء اللہ تا قیامت قائم رہے گا۔''

آیئے ان گھمبیر مشکلات میں سے چند ایک کا مختصر سا جائزہ لیں جن میں پاکستان معرض وجود میں آتے ہی مبتلا کر دیا گیا تھا گیا الحمدللہ پاکستان ہر آزمائش میں یہ کہتے ہوئے سرخرو ہو کر نکلا کہ: ہزار دام سے نکلا ہوں ایک جنبش میں — جسے ہو زعم، وہ آئے، کرے شکار مجھے

ریڈکلف ایوارڈ کی ناانصافیاں:

3 جون 1947ء کے منصوبے کے تحت صوبہ پنجاب اور صوبہ بنگال کی مسلم اکثریت والے علاقوں کو پاکستان میں شامل ہونا تھا اور غیر مسلم اکثریت والے علاقوں کو ہندوستان میں شامل ہونا تھا۔ اس مقصد کے لئے صوبوں کی تقسیم کی ذمہ داری ایک انگریز ماہر قانون سر سیرل ریڈکلف کے سپرد کی گئی۔ آخری وائسرائے ہند لارڈ ماؤنٹبیٹن جسے بعد میں ہندوستان کا پہلا گورنر جنرل بنایا گیا، ایک سازش کے تحت پہلے ہی کانگریس سے ملا ہوا تھا۔ سر ریڈکلف نے اس کے دباؤ میں آ کر صوبوں کی تقسیم میں بہت زیادہ ناانصافیاں کیں۔ جن کے متعلق ریڈکلف کے پرائیوٹ سیکرٹری کا اعتراف اب تاریخی دستاویز بن چکا ہے۔ مسلم اور غیر مسلم آبادی کے لحاظ سے تقسیم کی خاطر صوبوں کے نقشوں پر جو لائن لگائی گئی تھی اسے بے ایمانی سے تبدیل کر دیا گیا اور ضلع گورداسپور کی مسلم اکثریت والی تین تحصیلیں گورداسپور، پٹھانکوٹ اور بٹالہ، نیز ضلع فیروزپور کی تحصیل زیرہ اور بعض دوسرے مسلم اکثریت والے علاقے ہندوستان میں شامل کر دیئے گئے۔ اسی طرح کی بددیانتی بنگال کے حد بندی ایوارڈ میں کلکتہ کا شہر اور بندرگاہ، ضلع مرشد آباد اور ندیا کے علاقے ہندوستان کو دے دیئے گئے۔ گورداسپور کے علاقے ہندوستان کو دینے کا مقصد صرف یہ تھا کہ بھارت کو کشمیر پر غاصبانہ قبضہ کرنے کے لئے راستہ دے دیا جائے اگر صوبہ پنجاب کی تقسیم صحیح ہوتی تو کشمیر کا مسئلہ کبھی پیدا نہ ہوتا جس پر پاک بھارت کے درمیان تین جنگیں ہو چکی ہیں اور آج بھی یہ مسئلہ ان دونوں ممالک کے مابین کشیدگی کا ذریعہ ہے۔

قائداعظمؒ نہایت بااصول سیاست دان تھے چونکہ وہ ریڈکلف کو ثالث تسلیم کر چکے تھے۔ اس لئے اس کا فیصلہ ماننے پر اصولاً مجبور تھے انھوں نے فرمایا:

''یہ ایوارڈ غیر منصفانہ، ناقابل فہم بلکہ غیر معقول ہے چونکہ میں اس پر عمل کرنے کا عہد کر چکا ہوں، اس لئے اس کی پابندی ہم پر لازمی ہے بہر حال جو مشکلات آئیں گی ہم انھیں برداشت کریں گے۔''

1- انتظامی امور میں مشکلات:

ابتدا میں پاکستان کو ملکی انتظام میں بے حد مشکلات پیش آئیں۔ دفتروں میں اعلیٰ عہدوں پر کام کرنے والے زیادہ تر ہندو تھے۔ وہ جاتے ہوئے دفتری سامان حتیٰ کہ ٹائپ رائٹر تک اپنے ساتھ لے گئے۔ وہ اکثر پرانے ریکارڈ بھی ضائع کر گئے۔ کراچی کو پاکستان کا دارالحکومت بنایا گیا، تو مرکزی حکومت کے کئی دفاتر جگہ نہ ملنے کی وجہ سے فوجی بیرکوں میں بنائے گئے۔ ہر محکمے میں تجربہ کار افراد کی بے حد کمی تھی۔ دفتروں میں سٹیشنری نایاب تھی۔ کئی دفتر کھلے آسمان تلے قائم کئے گئے اور کچھ انگریزوں کو بھرتی کر کے کام کا آغاز کیا گیا۔ کیکر کے کانٹوں سے کامن پنوں کا کام لیا گیا۔

کام کا آغاز بے حد مشکل تھا لیکن قوم پرعزم تھی، عوام میں جذبہ تعمیر موجود تھا۔ لہٰذا انھوں نے جلد ہی مشکلات پر قابو پا لیا۔

2۔ مہاجرین کی آباد کاری:

قیام پاکستان کا اعلان ہوتے ہی ہندو اور سکھ فوجیوں اور بھارتی شہریوں نے ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت مسلمانوں کو بے دریغ قتل کرنا خواتین کو وحشی درندوں کی طرح بے آبرو کرنا شروع کر دیا۔ روزانہ لاکھوں کی تعداد میں مہاجرین لٹ پٹ کر پاکستان پہنچنے لگے۔ لاکھوں ضعیف عورتیں اور بچے تو راستے میں ہی شہید کر دیئے گئے۔ تاہم جو مہاجرین پاکستان آنے میں کامیاب ہو گئے ان کی تعداد بھی ایک کروڑ پچیس لاکھ زیادہ تھی اور یہ ایک عالمی ریکارڈ ہے۔ یہ ایک بھارتی سازش تھی کہ پاکستان پر مہاجرین کا اتنا بوجھ ڈالو کہ ان کی معیشت اپنے پاؤں پر کھڑی ہو سکے۔ لیکن قائداعظمؒ کی تقاریر مہاجرین کا حوصلہ بڑھاتی رہیں۔ حکومت نے انھیں عارضی کیمپوں میں رکھا۔ پاکستانی شہریوں نے بھی انصار مد کی طرح مہمان نوازی کا پورا پورا حق ادا کیا۔ کیمپوں میں جگہ نہ رہی تو مہاجرین کو جہاں جگہ ملی انھوں نے کھلے آسمان تلے ڈیرے ڈال دیے یا گھا پھونس کی جھونپڑیاں بنالیں۔ بہر حال جیسے بھی بن پڑا حکومت نے مخیر شہریوں کی مدد سے مہاجرین کی بحالی کا فریضہ ادا کیا۔ مہاجرین کی آباد کا کے لئے ایک علیحدہ وزارت بنادی گئی۔

وزارت بحالی مہاجرین نے ہندوؤں کی متروکہ املاک پر مہاجرین میں تقسیم کر دیں اور پاکستان کے درد دل رکھنے والے صاحب حیثیت شہریو نے دل کھول کر ''قائداعظم ریلیف فنڈ'' میں زر تعاون جمع کرا کے حکومت کا ہاتھ بٹایا۔

3۔ اثاثوں کی تقسیم کا مسئلہ:

قیام پاکستان کے وقت متحدہ ہندوستان کے ریزرو بنک میں چار ارب روپے جمع تھے تناسب کے لحاظ سے ان میں سے 750 ملین پاکستان کو ملنا چاہئیں تھ بھارت پاکستانی معیشت کو تباہ کرنے کے لئے یہ اثاثے دینے میں مسلسل ٹال مٹول سے کام لیتا رہا۔ آخر پاکستان کے مسلسل مطالبے پر اور بین الاقوامی سا قائم رکھنے کے لئے بھارت نے پاکستان کو 200 ملین دے دیئے۔ باقی اثاثوں کی ادائیگی کے لئے بھارتی وزیر سردار پٹیل نے یہ شرط لگائی کہ پاکستا کشمیر پر بھارت کا غاصبانہ قبضہ تسلیم کرلے۔ پاکستان اس ظالمانہ سودے بازی کے لئے کیسے آمادہ ہو سکتا تھا؟ آخر بین الاقوامی شرمندگی سے بچنے کے گاندھی کے کہنے پر بھارتی حکومت نے 500 ملین کی ایک مزید قسط پاکستان کے حوالے کر دی۔ ابھی بھی بھارت کے ذمہ واجب الادا رقم 50 ملین روپے ہے

4۔ افواج اور فوجی اثاثوں کی تقسیم کا مسئلہ:

انصاف کا تقاضا تو یہ تھا کہ ملک کی تقسیم کے فیصلے کے ساتھ ہی افواج اور فوجی ساز و سامان کی تقسیم بھی عمل میں آجاتی۔ اس وقت متحدہ ہندوستان کا کمانڈر ان چیف فیلڈ مارشل آکن لیک چاہتا تھا کہ افواج کو تقسیم نہ کیا جائے اور اسے ایک ہی کمانڈر کے تحت رکھا جائے لیکن مسلم لیگ اس پر رضامند نہ ہوئی۔ آخر طے پایا کہ دونوں ممالک میں فوجی اثاثے 64 فیصد اور 36 فیصد کے تناسب سے تقسیم کر دیئے جائیں۔ اس وقت متحدہ ہندوستان میں 16 اسلحہ ساز فیکٹریاں کام کر رہی تھیں اور ا میں سے ایک بھی پاکستانی علاقے میں نہ تھی اور بھارتی حکومت کسی اسلحے کا کوئی پرزہ بھی پاکستان کو دینے پر آمادہ نہ تھی۔ تیار اسلحے کے تمام ڈپو بھی بھارت میں تھ ان کی تقسیم کا جو بھی طریقہ کار پیش کیا جاتا بھارا سے جان بوجھ کر مسترد کر دیتا۔ کافی تکرار کے بعد پاکستان کو آرڈیننس فیکٹری قائم کرنے کے لئے 60 ملین رو دینا طے پایا۔ افواج کو فوری تقسیم نہ کرنے کا یہ اثر ہوا کہ بھارتی افواج اپنی نگرانی میں پاکستانی علاقوں میں رہنے والے ہندوؤں اور سکھوں کو ان کے مال و دولت اور ساز و سامان سمیت بحفاظت نکال کرلے گئیں۔ لیکن پاکستان کے پاس تمام بھارتی علاقوں سے مہاجرین کو لانے کے لئے فوجی عملہ موجود نہیں تھا۔

5۔ دریاؤں کی تقسیم اور نہری پانی کا مسئلہ:

یہ ایک بین الاقوامی مسلمہ اصول ہے کہ دریا اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ قدرتی وسائل میں سے ہیں اور کسی ملک کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ دریا کے قدرتی بہاؤ کے راستے کو روکے۔ پاکستان بنیادی طور پر ایک زرعی ملک ہے اور دریا اس کی معیشت کے لئے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ پنجاب کو دریائے سندھ کے پانچ معاون دریا بیاس، ستلج، راوی، چناب اور جہلم سیراب کرتے ہیں۔ ریڈکلف نے تقسیم کے وقت یہ بد دیانتی کی کہ دریائے راوی کا مادھو پور ہیڈ ورکس اور دریائے ستلج کا فیروز پور ہیڈ ورکس بھارت کے حوالے کر دیئے حالانکہ ان ہیڈ ورکس سے نکلنے والی نہریں پاکستان کے وسیع علاقوں کی آبپاشی کا واحد ذریعہ تھیں۔

بھارت نے اپریل 1948ء میں ہمارے دریاؤں کے پانی کا راستہ روک لیا۔ نیز بھارت نے دریائے ستلج پر ڈیم بنانے کا فیصلہ کیا تو پاکستان نے اس پر شدید احتجاج کیا اور عالمی برادری کو بھارت کی زیادتیوں اور بے انصافیوں سے آگاہ کیا۔

آخر کار عالمی بنک کی مدد سے 1960ء میں پاکستان اور بھارت کے درمیان ''سندھ طاس کا معاہدہ'' طے پایا جس کی رو سے تین مشرقی دریاؤں راوی، ستلج اور بیاس پر بھارت کا حق تسلیم کیا گیا اور سندھ، جہلم اور چناب پاکستان کو ملے۔ تین دریاؤں سے دستبردار ہونے کے بعد آبپاشی کے متبادل نظام کے تحت منگلا ڈیم، تربیلا ڈیم اور سات لنک کینال بنانے کا آغاز ہوا۔ اس طرح پاکستان کا یہ مسئلہ کافی حد تک حل ہو گیا۔

ALP سمارٹ سلیبس کے مطابق 2011-2019 کے تمام بورڈز کے پرچہ جات میں سے باب نمبر 3 کے معروضی سوالات

1۔ پاکستان کا کل رقبہ کتنا ہے (مربع کلومیٹر)؟ (کلاس ورک) (چھ مرتبہ)
(A) 796096 (B) 696094 (C) 896097 (D) 795095

2۔ شاہراہ ریشم کس درہ سے پاکستان کو چین سے ملاتی ہے: (دو مرتبہ)
(A) درہ خنجراب (B) درہ خیبر (C) درہ ٹوچی (D) درہ گومل

3۔ پاکستان کے جنوب میں کون سا سمندر واقع ہے: (کلاس ورک) (پانچ مرتبہ)
(A) خلیج بنگال (B) بحیرہ عرب (C) خلیج فارس (D) بحیرہ قلزم

4۔ پاکستان کے مشرق میں کون سا ملک واقع ہے؟ (دو مرتبہ)
(A) ایران (B) چین (C) افغانستان (D) بھارت

5۔ پاکستان کے شمال میں کون سا ملک واقع ہے؟ (دو مرتبہ)
(A) بھارت (B) افغانستان (C) ایران (D) چین

6۔ پاکستان کے مغرب میں کون سا ملک واقع ہے؟
(A) بھارت (B) چین (C) بنگلہ دیش (D) افغانستان

7۔ بھارت پاکستان کی کس سمت میں واقع ہے؟
(A) مشرق (B) مغرب (C) شمال (D) جنوب

8۔ پاکستان میں کتنے قسم کے موسم ہیں؟
(A) دو (B) تین (C) چار (D) پانچ

9۔ پاکستان نے ایٹمی دھماکے کس سن میں کیے؟
(A) 1997 A.D ء (B) 1998 A.D ء (C) 1999 A.D ء (D) 2000 A.D ء

10۔ چترال اور پشاور کو ملانے والے درے کا نام کیا ہے؟
(A) درہ خیبر (B) درہ بولان (C) درہ لواری (D) درہ خنجراب

11۔ آب و ہوا کے لحاظ سے پاکستان کو کتنے حصوں میں تقسیم کرتے ہیں؟
(A) ایک (B) دو (C) تین (D) چار

جوابات

1	2	3	4	5	6	7	8	9	10	11
A	A	B	D	D	D	A	C	B	C	D

ALP سمارٹ سلیبس کے مطابق 2011-2019 کے تمام بورڈز کے پرچہ جات میں سے باب نمبر 3 کے مختصر سوالات اور جوابات

سوال 1 پاکستان کا کل رقبہ اور آبادی لکھیں۔
جواب: پاکستان کا کل رقبہ 796096 مربع کلومیٹر اور آبادی تقریباً 19 کروڑ 91 لاکھ ہے۔

سوال 2 پاکستان کا محل وقوع بیان کریں۔ (کلاس ورک) (پانچ مرتبہ)
جواب: پاکستان 23.50 درجہ عرض بلد شمالی سے 37 سینٹی درجہ عرض بلد شمالی اور 61 درجہ طول بلد مشرق سے 77 درجہ طول بلد مشرق کے درمیان پھیلا ہوا ہے پاکستان کے مشرق میں بھارت شمال مغرب میں افغانستان، جنوب مغرب میں ایران جنوب میں بحیرہ عرب جبکہ شمال میں چین واقع ہے۔

سوال 3 خلیج فارس سے ملحقہ دو مسلم ممالک کے نام لکھیے۔ (کلاس ورک)

جواب: i۔ ایران ii۔ کویت iii۔ عراق iv۔ سعودی عرب

v۔ قطر vi۔ بحرین

سوال 4 پاکستان کے محل وقوع کی اہمیت سے متعلق دو نکات لکھیے۔

جواب: i۔ پاکستان اسلامی دنیا کے مرکز میں واقع ہے جسے اسلامی دنیا میں اہم مقام حاصل ہے۔

ii۔ پاکستان سیاسی، تجارتی اور ثقافتی اعتبار سے دنیا کے اہم ترین حصے میں واقع ہے۔

iii۔ پاکستان کی سرحدیں چین اور بھارت جیسی ایٹمی طاقتوں سے ملتی ہیں۔

iv۔ پاکستان افغانستان اور چھ وسطی ایشیائی ریاستوں کے قریب ترین بحری راستہ فراہم کرتا ہے۔

سوال 5 پاکستان کے لئے افغانستان اور وسطی ایشیائی ممالک کی اہمیت بیان کریں۔ (کلاس ورک) (دومرتبہ)

جواب: i۔ افغانستان وسطی ایشیائی ممالک ہمارے برادر اسلامی ممالک ہیں ان کے ساتھ ہمارے صدیوں پرانے تاریخی ثقافتی اور تہذیبی تعلقات ہیں۔

ii۔ یہ ممالک تیل کی دولت سے مالا مال ہیں۔

iii۔ وسطی ایشیائی ممالک قازقستان اور ازبکستان، تاجکستان، ترکمانستان، کرغزستان اور آزادبائیجان کی زمین زرخیز ہے ان کی مجموعی آبادی پاکستان سے آدھی ہے لیکن رقبہ پاکستان سے چھ گنا زیادہ ہے۔

iv۔ ان ممالک کے ساتھ کوئی سمندر نہیں ملتا۔

سوال 6 خلیج فارس سے ملحقہ مسلم ممالک پاکستان کے لئے کیوں اہم ہیں؟ (دومرتبہ)

جواب: یہ ممالک تیل کی دولت سے مالا مال ہیں اور مسلم ممالک بھی ہیں تو ان کے ساتھ اچھے تعلقات بنا کر خارجہ پالیسی کو بہتر بنایا جاسکتا ہے۔

سوال 7 آب وہوا کی بنیاد پر ہم پاکستان کو چار حصوں میں تقسیم کرتے ہیں۔ انکے نام لکھیں۔

جواب: 1۔ پاکستان کے ساحلی علاقے 2۔ پاکستان کے میدانی علاقے

3۔ مغربی پہاڑی سلسلے 4۔ شمالی پہاڑی سلسلے

سوال 8 آب وہوا کے لحاظ پاکستان کو کتنے حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ نام لکھیں۔

جواب: آب وہوا کے لحاظ سے پاکستان کو چار حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

1۔ پاکستان کے ساحلی علاقے

2۔ پاکستان کے میدانی علاقے

3۔ مغربی پہاڑی سلسلے

4۔ شمالی پہاڑی سلسلے

سوال 9 شاہراہ ریشم کا مختصر تعارف لکھیں۔

جواب: شاہراہ ریشم پاکستان اور چین کو ملاتی ہے۔ یہ پاکستان اور چین نے مل کر بنائی ہے اور ان کے مابین بہت اچھے تعلقات ہیں۔

حصہ دوم

سوال 1۔ آب وہوا کے لحاظ سے پاکستان کو کتنے حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ ہر حصے کی تفصیل بیان کریں۔ (ہوم ورک)

جواب: آب وہوا کی بنیاد پر ہم پاکستان کو درج ذیل چار حصوں میں تقسیم کرتے ہیں۔

1۔ پاکستان کے ساحلی علاقے 2۔ پاکستان کے میدانی علاقے

3۔ مغربی پہاڑی سلسلے 4۔ شمالی پہاڑی سلسلے

1۔ **پاکستان کے ساحلی علاقے:** پاکستان کے ساحلی علاقوں میں آب وہوا سارا سال گرم مرطوب رہتی ہے۔ یہاں نسیم بری اور نسیم بحری ہوائیں گرمی کی شدت میں کمی کرتی ہیں۔ جس وجہ سے یہاں گرمیاں شدید قسم کی نہیں ہوتیں۔ درجہ حرارت اوسطاً 32° سینٹی گریڈ کے قریب رہتا ہے اس لیے یہاں سردی نہیں ہوتی۔ کبھی کبھار کوئٹہ کی ہوا کراچی کا رخ کرتی ہے جس سے موسم خوشگوار ہو جاتا ہے۔ یہاں بارش بہت کم ہوتی ہے، جو دس انچ سالانہ سے کم ہے لیکن ہوا میں رطوبت زیادہ رہتی ہے۔

2۔ **پاکستان کے میدانی علاقے:** اس حصے میں گرمی شدید ہوتی ہیں۔ درجہ حرارت 50° سینٹی گریڈ سے زیادہ بھی ہو جاتا ہے۔ گرمی اپریل سے شروع ہو کر ستمبر تک رہتی ہے اور اوسط درجہ حرارت 35° سینٹی گریڈ سے زیادہ ہی رہتا ہے جبکہ جون اور جولائی کا اوسط درجہ حرارت 40° سینٹی گریڈ ہو

جاتا ہے۔ جنوبی میدانی علاقے مارچ میں ہی گرمی کی لپیٹ میں چلے جاتے ہیں اور اکتوبر تک شدید گرمی پڑتی ہے۔ یہاں اوسط درجہ حرارت 40° سینٹی گریڈ کے قریب رہتا ہے۔ جولائی اگست اور ستمبر میں مون سون بارش کی وجہ سے شمالی میدانی علاقوں میں گرمی کا زور کم ہوتا ہے لیکن جنوبی علاقے زیادہ تر بارش سے محروم رہتے ہیں اس لیے یہاں گرمی کا زور برقرار رہتا ہے۔ ان علاقوں میں جیکب آباد، سبی اور ملتان شامل ہیں جن کا درجہ حرارت 45° سے لے کر 54° درجے سینٹی گریڈ تک چلا جاتا ہے۔

سردیوں میں درجہ حرارت میں کمی آتی ہے۔ شمالی میدانی علاقے کا درجہ حرارت اوسطاً 7° سینٹی گریڈ کے قریب رہتا ہے۔ یہاں دسمبر سے لے کر فروری تک موسم سرد رہتا ہے لیکن شدید سردی نہیں ہوتی جبکہ جنوبی میدانی علاقوں میں درجہ حرارت 15° سینٹی گریڈ کے قریب یا اس سے زیادہ رہتا ہے اور جنوری کا موسم خوشگوار رہتا ہے۔

3۔ **مغربی پہاڑی سلسلے:** مغربی پہاڑی سلسلوں میں گرمی کا موسم اپریل سے ستمبر تک رہتا ہے جہاں درجہ حرارت 30° سینٹی گریڈ سے کم ہی رہتا ہے۔ اس لیے یہاں گرمی قابل برداشت ہوتی ہے، یہاں موسم سرما میں درجہ حرارت صفر درجے سینٹی گریڈ سے کم ہو جاتا ہے اور مغربی ہواؤں کی وجہ سے دسمبر اور جنوری میں برف باری ہوتی ہے جس سے سردی کی شدت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

4۔ **شمالی پہاڑی سلسلے:** ان علاقوں میں گرمیوں کا موسم خوشگوار ہوتا ہے۔ گرمی کے موسم میں اوسط درجہ حرارت 20° سینٹی گریڈ سے کم ہی رہتا ہے اس لیے یہاں بہت سے تفریحی مقامات ہیں جہاں لوگ تفریح کے لیے چلے جاتے ہیں۔ ستمبر میں موسم سرد ہونا شروع ہو جاتا ہے اور اپریل تک سردی پڑتی ہے۔ یہاں سردی کا موسم شدید ہوتا ہے۔ پہاڑ برف سے ڈھک جاتے ہیں۔ دسمبر، جنوری اور فروری میں درجہ حرارت منفی 5° سینٹی گریڈ سے کم ہی رہتا ہے۔ شمالی پہاڑوں پر گرمیوں میں بارش ہوتی ہے اور سردیوں میں مغربی ہواؤں کی وجہ سے برف باری ہوتی ہے، یہیں سے دریا نکل کر جنوب کی طرف بہتے ہیں۔

سوال 2۔ آب وہوا انسانی زندگی پر کیسے اثرانداز ہوتی ہے۔ وضاحت کریں۔ (ہوم ورک)

جواب: دنیا میں مختلف علاقوں میں مختلف قسم کی آب وہوا پائی جاتی ہے جو ان علاقوں پر اور ان کے ماحول پر اپنا ایک خاص اثر رکھتی ہے۔ لوگوں کی سرگرمیاں اس کے تابع ہوتی ہیں۔ یہاں تک کہ مختلف اقسام کی فصلیں، پھل اور پھول بھی آب وہوا کے تعلق کی بنا پر پیدا ہوتے ہیں۔ آب وہوا اس علاقے کے جانوروں اور پرندوں کی زندگی پر بھی اثرانداز ہوتی ہے۔ پاکستان میں گرمیوں کے موسم میں ہم ہلکے کپڑوں کا استعمال کرتے ہیں پانی بار بار پیتے ہیں گرم خوراک میں کمی کر دیتے ہیں۔ یہاں تک کہ سکولوں اور کالجوں میں چھٹیاں ہو جاتی ہیں لیکن اس موسم میں گندم پک کر تیار ہوتی ہے۔ خربوزے اور آم کا موسم آتا ہے اور ہم مشروبات کا استعمال کرتے ہیں۔ چھتری اور ٹوپی کا استعمال بڑھ جاتا ہے۔ لوگ دوپہر کو گھروں سے باہر نہیں نکلتے۔ میدانی علاقے مثلاً راولپنڈی، لاہور، ملتان، کراچی اور پشاور وغیرہ میں شدید گرمی پڑتی ہے جس کے باعث ہر قسم کی سرگرمیاں متاثر ہوتی ہیں۔ امیر لوگ گرمیوں سے تنگ آ کر مری، ایوبیہ، اور نتھیاگلی جیسے پرفضا مقامات پر چلے جاتے ہیں۔

صحرائی علاقے گرمی اور پانی کی کمی کی وجہ سے ناقابل برداشت ہو جاتے ہیں۔ جس کے نتیجے میں لوگ نقل مکانی شروع کر دیتے ہیں۔ اسی طرح جب سردیوں کا موسم آتا ہے تو ہماری سرگرمیاں دوبارہ تبدیل ہو جاتی ہیں۔ سردیوں میں گوشت اور مچھلی کا استعمال بڑھ جاتا ہے۔ لوگ دھوپ میں بیٹھنا اور آگ تاپنا پسند کرتے ہیں۔ گہرے رنگ اور اونی کپڑوں کا استعمال ہوتا ہے۔ دن چھوٹے اور راتیں لمبی ہو جاتی ہیں۔ بلند پہاڑ شدید سردی کی لپیٹ میں چلے جاتے ہیں۔ راستے برفباری سے بند ہو جاتے ہیں۔ زندگی مفلوج ہو کر رہ جاتی ہے، پہاڑی علاقوں میں بچوں کو چھٹیاں دے دی جاتی ہیں اور لوگ میدانی علاقوں کی طرف منتقل ہو جاتے ہیں۔ کاروبار بھی آب وہوا کی تبدیلی سے متاثر ہوتے ہیں۔

سوال نمبر 3: پاکستان کے محل وقوع کی اہمیت بیان کیجئے۔ (ہوم ورک)

جواب: تعارف:

قیام کے وقت وطن عزیز، دو حصوں مغربی اور مشرقی پاکستان پر مشتمل تھا۔ 1971ء میں بھارت کی جارحیت اور چند ناگزیر وجوہات کی بنا پر پاکستان کا مشرقی حصہ الگ ہو کر بنگلہ دیش کے نام سے الگ مملکت بن گیا۔ اب سابق مغربی پاکستان ہی پاکستان کہلاتا ہے۔ جو ایک مکمل جغرافیائی وحدت ہے۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان عالم اسلام کے وسط میں واقع ہے۔ نیز براعظم ایشیا کے جنوب میں واقع ہونے کی وجہ سے جنوبی ایشیا کا حصہ ہے۔ وسعت کے اعتبار سے پاکستان $231/2^0$ سے 37^0 عرض بلد اور 61^0 سے 77^0 مشرقی طول بلد کے درمیان واقع ہے۔ اس کا کل رقبہ 7,96,096 مربع کلومیٹر ہے۔ اکنامک سروے آف پاکستان کے مطابق پاکستان کی آبادی 2012ء میں 17 کروڑ 71 لاکھ سے زیادہ ہے۔ جس میں تقریباً 32 فیصد لوگ شہروں میں جبکہ باقی دیہات میں آباد ہیں۔ پاکستان کی کل آبادی میں مسلم اکثریت 97 فیصد ہے جبکہ 3 فیصد مختلف اقلیتیں ہیں جن میں ہندو، سکھ، عیسائی اور قادیانی وغیرہ ہیں۔

پاکستان کی جغرافیائی اہمیت:

پاکستان جغرافیائی لحاظ سے دنیا کے انتہائی اہم خطے میں واقع ہے۔ اس کی جغرافیائی اہمیت کو ہم مندرجہ ذیل نکات سے واضح کر سکتے ہیں۔

1۔ پاکستان اور ہمسایہ ممالک:

پاکستان کے شمال اور شمال مغرب میں کوہ ہمالیہ، کوہ قراقرم اور کوہ ہندوکش کے سلسلے ہیں۔ ان کے پار عوامی جمہوریہ چین واقع ہے۔ چین کے ساتھ پاکستان کی تقریباً 600 کلومیٹر لمبی سرحد ہے۔ شاہراہ ریشم پاکستان اور چین کے درمیان تعمیر کی گئی ہے جو درہ خنجراب کے ذریعے چین کے صوبہ سنکیانگ میں داخل ہوتی ہے جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے۔

شمال مغرب میں افغانستان کی 20 کلومیٹر چوڑی پٹی ''واخان'' کے پار سابقہ سوویت یونین کی وسط ایشیا کی ریاستیں ہیں جو اب آزاد ہو چکی ہیں۔ ان میں قازقستان، ازبکستان، تاجکستان، ترکمانستان اور کرغزستان شامل ہیں۔ یہ تمام مسلمان ریاستیں ہیں اور آزادی کے بعد E.C.O اور O.I.C کی رکن بن چکی ہیں۔

مغرب میں پاکستان کی سب سے لمبی سرحد افغانستان سے ملتی ہے جس کی لمبائی 2252 کلومیٹر ہے۔ پاکستان اور افغانستان کی درمیانی سرحد کو ڈیورنڈ لائن کہا جاتا ہے۔

جنوب مغرب میں ایران سے پاکستان کی تقریباً 800 کلومیٹر لمبی سرحد ہے۔ ایران سے آگے عرب ممالک کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ جو شمالی افریقہ کے ساحلوں تک پھیلا ہوا ہے۔

پاکستان کے جنوب میں بحیرہ عرب ہے جو بین الاقوامی اہمیت کی اہم سمندری تجارتی گزرگاہ ہے۔ مغربی اور مشرقی ممالک کے درمیان تجارت اسی راستے سے ہوتی ہے۔ پاکستان کے ساحل کی لمبائی 1046 کلومیٹر ہے۔

پاکستان کے مشرق میں بھارت ہے۔ اس کے ساتھ ہماری سرحد 1650 کلومیٹر لمبی ہے۔ بھارت کے مشرق میں کئی مسلمان ممالک بنگلہ دیش، ملائیشیا، انڈونیشیا اور برونائی دارالسلام واقع ہیں۔

پاکستان دنیا کے اہم ترین خطے میں واقع ہے۔ ساری دنیا اور خاص کر عالم اسلام کے لئے اس کی جغرافیائی اہمیت بہت زیادہ ہے۔

2۔ خلیج فارس سے ملحقہ ممالک:

پاکستان کے جنوب مغرب میں خلیج فارس سے ملحقہ ریاستیں تیل سے مالا مال ہیں۔ بڑے ممالک خلیجی ریاستوں کو بہت اہمیت دیتے ہیں اور پاکستان کی ان علاقوں سے جغرافیائی اور سیاسی قربت خود پاکستان کو اہم تر مقام دیتی ہے۔ تیل دنیا بھر کی ضرورت ہے اور تیل کی صحیح ترسیل بڑی قوتوں کی مجبوری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مضبوط پاکستان مغربی دنیا کی تجارتی ضروریات کے لئے ضروری سمجھا جا رہا ہے۔ پاکستان کے ان ممالک سے گہرے اور مضبوط تعلقات ہیں جس بناء پر اسے دنیا میں ایک ممتاز حیثیت حاصل ہے۔

3۔ وسطی ایشیائی ریاستیں:

روس سے آزاد ہونے والی وسطی ایشیائی اسلامی ریاستوں کے قیام کے بعد پاکستان کی جغرافیائی اہمیت بہت بڑھ گئی ہے۔ اسلام کے مضبوط رشتے میں بندھے ہونے کی وجہ سے ان ممالک سے پاکستان کے سیاسی، معاشی اور تجارتی تعلقات بڑھ رہے ہیں نیز ان ممالک کو سمندر تک رسائی کی ضرورت ہے جو پاکستان فراہم کر سکتا ہے۔ افغانستان کے کشیدہ حالات کی وجہ سے ان ریاستوں کے ساتھ متوقع تعلقات زیادہ پروان نہیں چڑھے۔ افغانستان میں امن پوری طرح بحال ہو تو پاکستان افغانستان سمیت تمام وسطی ایشیائی ریاستوں کو تجارتی سہولتیں فراہم کر کے بہت فائدہ پہنچا سکتا ہے ان ممالک کی تجارت پاکستان کے لئے بھی بڑی سود مند ثابت ہو سکتی ہے۔ یہ ممالک بھی تیل اور گیس کی دولت سے مالا مال ہیں۔

4۔ چین.....ایک اہم ہمسایہ:

پاکستان کی جغرافائی اور سیاسی اہمیت کی ایک بڑی وجہ عوامی جمہوریہ چین کی ہمسائیگی ہے۔ چین کو اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کی مستقل رکنیت حاصل ہے۔ آبادی کے لحاظ سے دنیا میں سب سے بڑا ملک ہے اور اپنے بین الاقوامی کردار کو نبھانے کے لئے کوشاں ہے۔ 55-1954ء میں پاک چین دوستی کا آغاز ہوا اور اب تک دونوں ممالک گہری دوستی کے رشتے میں بندھے چلے آ رہے ہیں۔ چین نے پاکستان کو دفاعی، صنعتی، سیاسی اور دیگر شعبوں میں بھرپور مدد دی۔ شاہراہ ریشم کی تعمیر (1969ء) دونوں کو بہت قریب لے آئی ہے۔ گوادر پورٹ اور کوسٹل ہائے وے کی تعمیر میں چین نے بنیادی کردار ادا کیا ہے۔ پاک چین دوستی بھارت، روس اور بہت حد تک امریکہ کے لئے فکر کا سبب بن رہی ہے اور اس تعلق کی بدولت پاکستان کی اہمیت بہت بڑھ گئی ہے۔

5۔ بھارت کی ہمسائیگی:

پاکستان کے مشرق میں واقع بھارت اس خطے کا اہم ملک ہے آزادی سے لے کر موجودہ دور تک دونوں ممالک کے تعلقات اچھے نہیں رہے جس کی بنیادی وجہ کشمیر کا مسئلہ ہے۔ اسی مسئلے کی وجہ سے دونوں ممالک کئی بار جنگ کے تلخ تجربات کر چکے ہیں۔ دونوں ممالک ایٹمی ہتھیاروں اور میزائل کی دوڑ میں بہت آگے نکل چکے ہیں اور ان کے کشیدہ تعلقات اس خطے کی تباہی کا ذریعہ بن سکتے ہیں۔ اگر دونوں ممالک مسئلہ کشمیر اور دیگر مسائل کو حل کر لیں تو ترقی اور خوشحالی کے نئے دور کا آغاز ہو سکتا ہے کیونکہ دونوں ممالک میں مختلف شعبوں میں تعاون کے وسیع امکانات موجود ہیں۔ اس کے علاوہ SAARC بھی اسی صورت میں اس خطے کے لئے اپنا فعال کردار ادا کر سکتی ہے جب یہ دونوں ممالک اپنا بھرپور کردار ادا کریں۔

6۔ تین اہم خطوں کا سنگم:

پاکستان جنوبی ایشیاء، مشرق وسطی اور وسطی ایشیا کے سنگم پر واقع ہے۔ تینوں خطے مسلم آبادی کی وجہ سے اسلامی پہچان رکھتے ہیں۔ پاکستان نے تینوں خطوں کے ممالک سے دوستانہ تعلقات کے قیام کی ہمیشہ کامیاب کوشش کی ہیں۔ جغرافیائی اور سیاسی اعتبار سے ان تینوں خطوں کی بڑی اہمیت ہے۔ وسطی ایشیائی ریاستوں کی آزادی نے پاکستان کی اہمیت میں بہت زیادہ اضافہ کر دیا ہے۔

7۔ اسلام کا قلعہ:

پاکستان 1947ء میں وجود میں آیا تو سارے عالم اسلام میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ آج پاکستان کو اسلام کا قلعہ تصور کیا جاتا ہے۔ یہ اسلامی دنیا کے عین درمیان میں واقع ہے۔ جنوب مشرقی ایشیا میں انڈونیشیا، ملائشیا، برونائی اور بنگلہ دیش جیسے مسلم ممالک ہیں۔ وسطی ایشیا کی ریاستیں شمال میں موجود ہیں اور افغانستان، ایران، ترکی، سعودی عرب، شام، عراق، مصر، اردن، متحدہ عرب امارات اور افریقی و یورپی مسلم ممالک مغرب کی طرف واقع ہیں۔ پاکستان اسلام کے نام پر وجود میں آیا اور اس نے عالم اسلام کے مسائل کو اپنے مسائل مانا ہے۔ فلسطین، اریٹیریا، افغانستان، بوسنیا سمیت جہاں بھی امت مسلمہ کو پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا ہے پاکستان ان کے شانہ بشانہ رہا ہے۔

8۔ گرم پانیوں تک رسائی:

روس برس ہا برس تک خواب دیکھتا رہا کہ پاکستان سے گزر کر بحیرہ عرب تک پہنچے، افغانستان پر اس کے قبضے کی یہ ایک بڑی وجہ تھی۔ اگلا قدم پاکستان ہو سکتا تھا لیکن امریکہ کی مدد کے ساتھ پاکستان روس کو پیچھے دھکیلنے میں کامیاب ہو گیا۔ یوں گرم پانیوں تک پہنچنے کا روسی منصوبہ تشنہ تکمیل رہا۔ روس اگرچہ اب کمزور ہو چکا ہے لیکن امریکہ، چین اور دیگر بڑی قوتیں اپنی تجارت اور اثر و رسوخ کو اس خطے میں بڑھانے کے لئے سرگرم ہیں ان حالات میں پاکستان کی جغرافیائی اہمیت مزید بڑھ گئی ہے۔

9۔ امریکہ نقطہ نظر:

امریکہ نے پچاس کی دہائی میں اندازہ لگا لیا تھا کہ پاکستان جغرافیائی، سیاسی اور فوجی لحاظ سے بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ اس لئے بھارت کو نظر انداز کرتے ہوئے امریکہ نے پاکستان سے دفاعی معاہدے کئے اور اس کے دفاع کو مضبوط بنایا۔ روس کا افغانستان پر قبضہ اور بعد میں پیدا ہونے والے حالات نے امریکی نقطہ نظر کی تصدیق کر دی۔ امریکہ آج بھی پاکستان کو اپنی خارجہ پالیسی کا کلیدی کردار مانتا ہے۔ دہشت گردی کے خلافت پاک امریکی تعاون نے پاکستان کی اہمیت میں بہت اضافہ کر دیا ہے۔

10۔ اہم شاہراہیں:

پاکستان بحر ہند اور بحیرہ عرب کے کنارے اہم بحری شاہراہ پر واقع ہے۔ یورپ، مشرق وسطی، جنوبی اور جنوب مشرقی ایشیا کے ممالک کے بحری جہاز پاکستانی ساحلوں کے قریب سے گزرتے ہیں۔ اس آبی شاہراہ پر قبضہ کرنے کی ماضی میں یورپی ممالک نے مسلسل کوششیں کیں۔ آج بھی ا س کی اہمیت نمایاں ہے۔ بحر ہند، بحیرہ عرب اور خلیج فارس سے قربت کی وجہ سے پاکستان اہم مقام کا حامل رہا ہے۔ پاکستان ریل اور سڑکوں کے ذریعے وسطی ایشیاء، افغانستان، ایران اور ترکی کو ملاتا ہے۔ چین کے رہنما ماوزے تونگ نے کہا تھا ''پاکستان ایک ایسا ملک ہے جہاں چاروں طرف سے ہوا آتی ہے''۔ موٹروے کے منصوبوں کی تکمیل کے بعد پاکستان کے ہمسایہ ممالک کو تجارت کے لئے تیز ترین ذریعہ دستیاب ہوگا۔

11۔ ایٹمی قوت:

28 مئی 1998ء کو مسلم دنیا کی پہلی ایٹمی قوت بن جانے اور نیوکلیئر کلب کا رکن ہونے کے سبب پاکستان کو دنیا کے اہم ممالک میں شمار کیا جاتا ہے۔ پاکستان تمام ممالک کی سلامتی کا خواہاں ہے اور اسلامی دنیا کو محفوظ بنانے کی فکر میں رہتا ہے۔ پاکستان مسلم دنیا کے محافظ کا کردار کرنا چاہتا ہے اور یہ بات اسرائیل اور مغربی ممالک کو پسند نہیں۔ پاکستان کی دفاعی صلاحیت اور جغرافیائی حیثیت کے پیش نظر بڑے صنعتی ممالک اسے خصوصی توجہ کے قابل سمجھتے ہیں۔

12۔ بین الاقوامی سیاست کا محور:

پاکستان کے ہمسائے میں تین ایٹمی قوتیں (بھارت، روس، چین) ہیں۔ پاکستان نے بڑی طاقتوں کی چپقلش سے بچ کر بین الاقوامی سیاست میں اپنا کردار ادا کیا ہے۔ امریکہ کے اس خطے میں وسیع مفادات ہیں نیز روس اور بھارت کے توسیع پسندانہ عزائم ہیں پاکستان ہمیشہ رکاوٹ رہا ہے۔ لہٰذا دہشت گردی کے خلاف جنگ اور بدلتے ہوئے سیاسی حالات کے پیش نظر پاکستان بین الاقوامی سیاست کا اہم کردار ہے۔

ALP سمارٹ سلیبس کے مطابق 2011-2019 کے تمام بورڈز کے پرچہ جات میں سے باب نمبر 4 کے معروضی سوالات

1- قرارداد مقاصد کے مطابق ملک کا نظام ہوگا۔ (کلاس ورک) (تین مرتبہ)
(A) واحدانی (B) غیر وفاقی (C) وفاقی (D) صدارتی

2- اسلام میں اقتدار اعلیٰ کا مالک کون ہے؟ (کلاس ورک) (پانچ مرتبہ)
(A) پارلیمنٹ (B) عوام (C) صدر (D) اللہ تعالیٰ

3- قرارداد مقاصد پاس ہونے کا سن ہے؟ (کلاس ورک) (دو مرتبہ)
(A) 1947 (B) 1948 (C) 1949 (D) 1946

4- انسانی حقوق کا پہلا چارٹر ہے: (کلاس ورک) (پانچ مرتبہ)
(A) عالمی منشور (B) اقوام متحدہ کا منشور (C) خطبہ حجۃ الوداع (D) فرانس کا دستور

5- 1973ء کا دستور کب نافذ ہوا؟
(A) 23 مارچ (B) 14 اگست (C) 8 جون (D) 27 اکتوبر

6- پاکستان میں زکوٰۃ اور عشر کا نظام کب رائج کیا گیا؟
(A) 1980 (B) 1981 (C) 1982 (D) 1983

7- پاکستان میں کتنے فیصد مسلمان ہیں؟
(A) 96% (B) 97% (C) 90% (D) 99%

8- انسانی حقوق کا پہلا چارٹر ہے:
(A) عالمی منشور (B) اقوام متحدہ کا منشور (C) خطبہ حجۃ الوداع (D) فرانس کا منشور

9- قرارداد مقاصد دستور ساز اسمبلی نے کب منظور کی تھی:
(A) دو مارچ 1949ء (B) بارہ مارچ 1949ء (C) تئیس مارچ 1949ء (D) چودہ مارچ 1949ء

10- شرعی حدود کا آرڈیننس کا نفاذ کب ہوا: (کلاس ورک)
(A) 1948ء (B) 1980ء (C) 1979ء (D) 1891ء

11- اسلامی ریاست جس کے سامنے جوابدہ ہوتی ہے:
(A) مجلس شوریٰ (B) امیر المومنین (C) اللہ تعالیٰ (D) آمر

12- شرعی حدود آرڈیننس نافذ ہوا:
(A) 1981ء (B) 1980ء (C) 1979ء (D) 1978ء

13- شرعی حدود آرڈیننس نافذ کیا گیا:
(A) 1978 (B) 1979 (C) 1980 (D) 1981

14- قرارداد مقاصد کس وزیراعظم کے دور میں پیش ہوئی؟
(A) خواجہ ناظم الدین (B) چوہدری محمد علی (C) لیاقت علی خان (D) محمد علی بوگرا

جوابات

1	2	3	4	5	6	7	8	9	10
C	D	C	C	B	A	B	C	B	C
11	12	13	14						
C	C	B	C						

ALP سمارٹ سلیبس کے مطابق 2011-2019 کے تمام بورڈز کے پرچہ جات میں سے باب نمبر 4 کے مختصر سوالات اور جوابات

سوال 1 فرائض سے کیا مراد ہے؟ (تین مرتبہ)
جواب: شہریوں کو جو حقوق دیئے جاتے ہیں ان کے بدلے ان پر کچھ ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں جن کو فرائض کہتے ہیں۔

سوال 2 مسلمان کی تعریف کریں۔ (کلاس ورک) (پانچ مرتبہ)
جواب: آئین کی رو سے مسلمان وہ ہے جو توحید، رسالت، قیامت، اللہ تعالیٰ کی کتابوں پر ایمان لانے کے علاوہ حضرت محمد ﷺ کو آخری نبی مانتا ہو۔

سوال 3 1973ء کے آئین کے مطابق شہری کے دو حقوق لکھیں۔
جواب: رہائش کا حق، حق زندگی۔

سوال 4 اللہ تعالیٰ کی حاکمیت سے کیا مراد ہے؟ (کلاس ورک) (دو مرتبہ)
جواب: ساری کائنات کا مالک اللہ تعالیٰ ہے اور سارا اقتدار اسی کو حاصل ہے۔ اقتدار مسلمانوں کے پاس اللہ تعالیٰ کی امانت ہے۔ اور اس اقتدار کو اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود کے اندر رہ کر عوام کے منتخب نمائندے، استعمال کریں گے۔

سوال 5 اخلاقی حقوق سے کیا مراد ہے؟ (چار مرتبہ)
جواب: اخلاقی حقوق کی اساس کسی معاشرے میں رائج اخلاقی اقدار پر ہوتی ہے۔ جس قسم کی اخلاقی اقدار کسی معاشرے میں رائج ہوں گی اس نوعیت کے اخلاقی حقوق ہر معاشرے کے افراد کو حاصل ہوں گے مثلاً والدین کی خدمت ان کا حق ہے۔

سوال 6 خطبہ حجۃ الوداع کے دو اہم نکات بیان کریں۔
جواب: i۔ تمام کائنات اللہ تعالیٰ کی ہے۔ ii۔ ہر فرد کی زندگی، جائیداد اور عزت دوسرے کے لئے مقدس ہیں۔

سوال 7 شہریوں کے دو سیاسی حقوق تحریر کریں۔
جواب: حق رائے دہی، حق نمائندگی۔

سوال 8 شہریوں کے دو معاشرتی حقوق بیان کریں۔
جواب: حق خاندان، حق ملازمت۔

سوال 9 شہریوں کے دو فرائض تحریر کریں۔
جواب: i۔ وفاداری ii۔ قوانین کی پابندی۔

سوال 10 حقوق کی تعریف کریں۔ (تین مرتبہ)
جواب: وہ مطالبات جو شہری اپنی بھلائی کے لیے کرتے ہیں۔ جن کو حکومت تسلیم کرتی ہے اور ان کو پورا کرتی ہے شہریوں کے حقوق کہلاتے ہیں۔

سوال 11 اسلامی نظریاتی کونسل کیا کام کرتی ہے؟
جواب: نظریہ پاکستان کا تحفظ، ملکی قوانین کو اسلامی اصولوں کے مطابق ڈھالنا۔

سوال 12 1973ء کی دستور کی دو خصوصیات لکھیے۔
جواب: i۔ سرکاری مذہب اسلام ہوگا۔ ii۔ کالجوں اور سکولوں میں قرآن کی تعلیم لازمی ہوگی۔

سوال 13 انسانی حقوق کی دو خصوصیات لکھیے۔
جواب: i۔ بنیادی حقوق کی حیثیت ہمہ گیر ہوتی ہے۔ ii۔ بنیادی حقوق کو حکومت غصب نہیں کر سکتی۔

سوال 14 قرارداد مقاصد کی کیا اہمیت ہے؟ (کلاس ورک) (تین مرتبہ)
جواب: قرارداد مقاصد کا منظور ہونا آزادی کے بعد پہلا قدم بڑا تھا۔ قرارداد مقاصد کو پاکستان کی دستور سازی کی تاریخ میں بنیادی حیثیت حاصل ہے اس کو پاکستان کے تینوں دساتیر میں شامل کیا گیا ہے۔ قرارداد مقاصد کی منظوری سے مسلمانوں کے نمائندوں نے جمہوریت کے سنہری اصولوں کو اپنا لیا۔

سوال 15 کب اور کس نے ملک میں پہلا مارشل لاء لگایا؟
جواب: اکتوبر 1958 کو جنرل ایوب خان نے ملک میں پہلا مارشل لاء لگایا۔

(تین مرتبہ)

سوال 16 قرارداد مقاصد کے نکات لکھیں۔

جواب: 1۔ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت 2۔ اسلامی اصولوں کی پابندی 3۔ اسلامی طرز حیات
4۔ اقلیتوں کے حقوق 5۔ وفاقی نظام 6۔ بنیادی حقوق 7۔ آزاد عدلیہ

(کلاس ورک)

سوال 17 اسلامی نظریاتی کونسل کے کوئی سے دو فرائض تحریر کریں؟

جواب: 1۔ قانون ساز اداروں کی راہنمائی کرے گی۔ 2۔ موجودہ قوانین کو بھی اسلام کے مطابق ڈھالے گی۔

(کلاس ورک)

سوال 18 1973ء کے آئین کی چار اسلامی دفعات تحریر کریں۔

جواب: 1۔ ملک کا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان ہوگا۔
2۔ ملک کا سرکاری مذہب اسلام ہوگا۔
3۔ قرآن اور اسلامیات کی تعلیم سکولوں اور کالجوں میں لازمی ہوگی۔
4۔ حکومت سود کے نظام کو ختم کرے گی اور ملکی معیشت کو سود سے پاک کیا جائے گا۔

سوال 19 زکوۃ اور عشر سے کیا مراد ہے؟

جواب: صاحب نصاب مسلمانوں سے ہر سال اثاثوں کی بنیاد پر یکم رمضان کو اڑھائی فیصد زکوۃ وصول کرنا اور اسے مستحقین مصارف تک پہنچانا زکوۃ وعشر کہلاتا ہے۔

عشر: زمین کی پیداوار سے دسواں حصہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنا۔

سوال 20 قانونی اور اخلاقی حقوق میں کیا فرق ہے؟

جواب: قانونی حقوق: وہ حقوق جنہیں ریاست تسلیم کرتی ہے اگر کوئی ان حقوق کی خلاف ورزی کرتا ہے تو اسے سزا دی جاتی ہے۔ یعنی حقوق کے پیچھے ریاست کی طاقت ہوتی ہے۔

اخلاقی حقوق: اخلاقی حقوق کی اساس کسی معاشرہ میں رائج اخلاقی اقدار پر ہوتی ہے۔ جس قسم کے اخلاقی اقدار کسی معاشرے میں رائج ہوں گے اس نوعیت کے اخلاقی حقوق اس معاشرے کے افراد کو ملیں گے مثلاً والدین کی عزت کرنا۔ ان حقوق کی خلاف ورزی کرنے پر قانون متحرک نہیں ہوسکتا۔

سوال 21 بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی کب اور کہاں قائم کی گئی۔

جواب: بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی 2 جنوری 1981ء کو اسلام آباد میں قائم کی گئی۔

سوال 22 قرارداد مقاصد کے دو نکات بیان کریں۔

جواب: 1۔ ملک میں وفاقی نظام حکومت قائم کیا جائے گا جس میں صوبوں کو مقررہ آئینی حدود میں خود مختاری حاصل ہوگی۔
2۔ عدلیہ اپنے کاموں میں بالکل آزاد ہوگی اور بغیر کسی دباؤ کے کام کرے گی۔

سوال 23 قانونی اور اخلاقی حقوق میں کیا فرق ہے؟

جواب: قانونی حقوق: وہ حقوق جنہیں ریاست تسلیم کر لیتی ہے اور اگر کوئی ان حقوق کی خلاف ورزی کرتا ہے تو اس کو سزا دی جاتی ہے یعنی حقوق کے پیچھے ریاست کی طاقت ہوتی ہے۔

اخلاقی حقوق: اخلاقی حقوق کی اساس کسی معاشرہ میں رائج اخلاقی اقدار پر ہوتی ہے۔ جس قسم کے اخلاقی اقدار کسی معاشرے میں رائج ہوں گے اس نوعیت کے اخلاقی حقوق اس معاشرہ میں کے افراد کو حاصل ہوں گے۔ مثلاً والدین کی خدمت ان کا حق ہے۔ اور شوہر کا حق ہے کہ بیوی اس کی فرماں بردار ہے۔ ان حقوق کے ادا نہ کرنے پر قانون متحرک نہیں ہوسکتا۔

سوال 24 قرارداد مقاصد کب اور کس نے پیش کی؟

جواب: قرارداد مقاصد 12 مارچ 1949ء کو پاکستان کے پہلے وزیراعظم لیاقت علی خان نے پیش کی۔

سوال 25 احترام رمضان آرڈیننس سے کیا مراد ہے؟

جواب: ماہ رمضان کے احترام کے لئے ایک آرڈیننس جاری کیا گیا اور احترام رمضان نہ کرنے والے کو تین ماہ قید اور 500 روپے جرمانہ کی سزا دی جاسکتی ہے۔

سوال 26 قرارداد مقاصد کب اور کس نے منظور کی؟

جواب: قرارداد مقاصد پاکستان کے پہلے وزیراعظم لیاقت علی خان نے پہلی دستور ساز اسمبلی میں 12 مارچ 1949ء کو منظور کی۔

سوال 27 مذہبی آزادی سے کیا مراد ہے؟

جواب: تمام مذہبی اقلیتوں کو ان کے مذہب کے مطابق عبادات کی مکمل آزادی کو مذہبی آزادی کہتے ہیں۔

حصہ دوم

سوال 1۔ پاکستان میں نفاذ اسلام کے لیے کی گئی کوششوں کا ذکر کریں۔ (ہوم ورک)

جواب: قرارداد مقاصد نے مستقبل کے تمام آئین سازوں کو اس امر کا پابند کر دیا تھا کہ وہ اسلامی نظریے کی بالادستی کو تسلیم کریں۔ یہی وجہ تھی کہ 1956ء، 1962ء اور 1973ء کے دساتیر میں اسلامی رنگ نمایاں تھا۔ ان میں بہت سی اسلامی دفعات شامل کر لی گئی تھیں، مثلاً اللہ تعالیٰ کی تمام کائنات پر حاکمیت تسلیم کرنا اسلام کو سرکاری مذہب قرار دینا اور آئین میں مسلمان کی تعریف شامل کرنے جیسے اقدامات کیے گئے۔ اسی طرح آنے والے ادوار میں بھی یہ کوشش جاری رہی۔

1۔ زکوۃ وعشر کا نظام: 20 جون 1980ء کو زکوۃ وعشر کا نظام جاری کیا گیا۔ اس نظام کے مطابق صاحب نصاب مسلمانوں سے ہر سال بینکوں میں جمع شدہ اثاثوں کی بنیاد پر یکم رمضان کو اڑھائی فیصد زکوۃ وصول کی جاتی ہے۔ زکوۃ کی یہ رقم زکوۃ کونسلوں کے ذریعے مستحقین میں تقسیم کی جاتی ہے۔ عشر کی وصولی کا کام عملی طور پر 1983ء میں شروع ہوا۔ جس کے مطابق سالانہ پیداوار کی مخصوص حد کا 10 فیصد عشر وصول کیا جاتا ہے۔

2۔ شرعی حدود کا نفاذ: 10 فروری 1979ء کو شرعی حدود کا آرڈیننس نافذ کیا گیا جس کے مطابق چوری، شراب نوشی اور زنا کے جرائم پر شرعی سزائیں دینے کے احکامات جاری کیے گئے۔

3۔ سود کا خاتمہ: سود سے نجات حاصل کرنے کے لیے یکم جنوری 1981ء سے نفع و نقصان کی بنیاد پر کھاتے کھولے گئے۔ اور یکم جولائی 1984ء سے تمام سیونگ اکاؤنٹس کو پی۔ ایل۔ ایس کھاتوں میں تبدیل کر دیا گیا۔ علاوہ ازیں سرکاری تحویل میں کام کرنے والے مالیاتی اداروں نے بھی شراکت کی بنیاد پر قرضے جاری کرنے شروع کر دیے۔

4۔ شرعی عدالتوں کا قیام: 10 فروری 1979ء کو ایک آرڈیننس کے ذریعے تمام ہائیکورٹس میں شریعت بنچ قائم کر دیے گئے۔ جن میں علماء کو بطور جج شامل کر دیا گیا۔ مئی 1980ء میں شریعت بنچوں کی بجائے وفاقی شرعی عدالت قائم کی گئی جو ماتحت عدالتوں کے فیصلوں کے خلاف اپیل سنتی تھی اور اسلام کی تشریح کرتی تھی۔ وفاقی شرعی عدالت کے فیصلوں کے خلاف اپیل کی سماعت سپریم کورٹ کا بنچ کرتا ہے۔ یہ عدالت اسلام سے متصادم قوانین اور اقدامات کو کالعدم قرار دے سکتی ہے۔

5۔ اسلامیات کی لازمی تعلیم: تعلیمی نظام کو اسلام سے ہم آہنگ کرنے کے لیے تمام کلاسوں میں اسلامیات کی تعلیم لازمی قرار دے دی گئی۔

6۔ احترام رمضان آرڈیننس: ماہ رمضان کے احترام کے لیے ایک آرڈیننس جاری کیا گیا اور احترام رمضان نہ کرنے والے کو تین ماہ قید اور 500 روپے جرمانہ کی سزا دی جاسکتی ہے۔

7۔ اہتمام نماز: سرکاری دفاتر، سکولوں اور کالجوں میں ظہر کی نماز کا اہتمام کیا گیا۔ لوگوں کو نماز پر راغب کرنے کے لیے نماز کمیٹیاں قائم کی گئیں۔

8۔ عربی کی لازمی تعلیم: سکولوں میں جماعت ششم سے جماعت ہشتم تک عربی زبان کی تعلیم لازمی قرار دے دی گئی۔

9۔ بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی کا قیام: 2 جنوری 1981ء سے اسلام آباد میں بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی نے کام شروع کر دیا جو اسلامی قانون کے ہر پہلو پر تحقیق کرتی ہے۔

10۔ دینی مدارس کی سرپرستی: اس دور میں دینی مدارس کی سرپرستی کی گئی اور ان کو سالانہ امداد دی گئی، اور ان کی اسناد کو ایم۔ اے کے برابر درجہ دے دیا گیا۔

اسلامی قانون کے نفاذ میں مشکلات: عملی طور پاکستان کا آئین اسلامی اصولوں پر استوار ہے۔ قرارداد مقاصد کے تحت وقتاً فوقتاً جو اقدامات تجویز کیے گئے۔ ان پر خلوص دل سے عمل درآمد نہ ہوسکا۔ اس کی بنیادی وجہ وہ چند بااختیار لوگ ہیں جو انگریز کے بنائے ہوئے قوانین کو ترک کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ ہمارے ملک کا ایک طبقہ ملک کو سیکولر ریاست بنانے کے لیے کوشاں ہے۔ ان افراد کی ریشہ دوانیوں کی بدولت اسلامی قوانین کا نفاذ نہ ہوسکا۔ اس کے علاوہ علماء کے مختلف طبقوں نے اسلامی قوانین کی تشریح اپنے اپنے نقطہ نظر سے کی۔ اسلامی قوانین کو نافذ کرنے میں اسلام کے متعلق مختلف نعرے لگائے اور اسلامی قوانین کے سلسلے میں ابہام پیدا کیا۔ عوام الناس کی ناخواندگی اور ملکی معاشی حالات بھی اسلامی قوانین کو نافذ کرنے میں رکاوٹ ہیں۔

سوال 2۔ خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کا خطبہ حجۃ الوداع انسانی حقوق کا ایک مسلمہ بین الاقوامی چارٹر ہے۔ خطبہ حجۃ الوداع کی اہم باتوں کی روشنی میں اس کا جائزہ لیجئے۔ (ہوم ورک)

جواب: خطبہ حجۃ الوداع اور انسانی حقوق: خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ نے ہجرت کے دسویں سال حج کا ارادہ فرمایا اور عرب کے تمام علاقوں میں اپنا پیغام بھجوایا کہ آپ ﷺ نے اس سال حج کرنے کا فیصلہ فرمایا ہے اس لیے تمام مسلمانوں کو دعوت دی جاتی ہے کہ آپ ﷺ کے ساتھ شریک حج ہوں۔ خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ 25 ذی القعدہ 10 ہجری کو ایک لاکھ چالیس ہزار جانثاروں کے ساتھ روانہ ہوئے۔ 4 ذوالحج 10 ہجری کو آپ ﷺ مکہ پہنچ گئے اور اس کے بعد آپ ﷺ نے حج ادا فرمایا۔

آخری خطبہ: خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ نے میدان عرفات میں جبل الرحمت کے قریب کھڑے ہو کر آخری خطبہ دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

''اے لوگو! میرے الفاظ غور سے سنو کیونکہ یہ میں نہیں جانتا کہ اگلے سال میں آپ کے درمیان ہوں گا۔ یاد رکھیے آپ نے اپنے خدا کے سامنے پیش ہونا ہے جو آپ سے آپ کے کاموں کا حساب لے گا۔''

''اے لوگو! آپ کی اپنی بیویوں پر حق حاصل ہے انکے ساتھ نرمی سے پیش آؤ۔ یقیناً وہ اللہ کے حکم سے آپ کی حفاظت میں ہیں اور اللہ کے حکم سے آپ پر حلال ہیں۔''

''اپنے غلاموں کو وہی کھلاؤ اور وہی پہناؤ جو تم خود اپنے لیے کھانا اور پہننا پسند کرتے ہو۔ اگر وہ کوئی غلطی کر بیٹھیں اور آپ انھیں معاف کرنے کے لیے تیار نہ ہوں تو تب انھیں آزاد کر دیں اور ان کے ساتھ سختی سے مت پیش آئیں۔''

''اے لوگو! میرے الفاظ سن لو اور یاد رکھو کہ تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ جب تم آپس میں بھائی بھائی ہو تو اپنے بھائی کا مال مت لو جو اس کو وہ خوشی سے دینا نہ چاہے۔ ناانصافی کرنے سے اپنے آپ کو روکو۔''

''اللہ کی دن میں پانچ بار عبادت کرو۔ ماہ رمضان میں روزے رکھو۔ اپنے مال پر زکوٰۃ دو اور اللہ کے گھر کا حج ادا کرو۔''

''وہ لوگ جو آج موجود ہیں ان کو بتائیں جو آج موجود نہیں ہیں''

خلاصہ: خطبہ حجۃ الوداع انسانی حقوق کا ایک مسلمہ بین الاقوامی چارٹر ہے جس میں آپ ﷺ نے فرمایا۔

(i) تمام کائنات اللہ کی ہے۔
(ii) تمام لوگ حضرت آدم کی اولاد ہیں۔ تمام انسان برابر اور ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔ کسی کو کسی پر کوئی فوقیت حاصل نہیں۔
(iii) ہر فرد کی زندگی، جائیداد اور عزت دوسرے کے لیے مقدس ہے۔
(iv) عورتوں کے حقوق مسلمہ ہیں۔ انکے ساتھ نرمی کا سلوک کیا جائے۔ عرب معاشرہ میں عورت کو پہلی دفعہ حقوق دیئے گئے اور بلند درجہ عطا فرمایا گیا۔
(v) خطبہ میں غلاموں کے حقوق کو بھی محفوظ کیا گیا اور لوگوں کو کہا گیا کہ ان کے لیے وہی پسند کرو جو تم اپنے ساتھ پسند کرو گے۔
(vi) گورے کو کالے پر اور عربی کو عجمی پر کوئی فوقیت حاصل نہیں یعنی گورا، کالا، عربی اور عجمی آپس میں برابر ہیں۔

ان تمام حقائق کو سامنے رکھتے ہوئے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ خطبہ حجۃ الوداع عالمی انسانی حقوق کا ایک مکمل اور جامع چارٹر ہے جس میں تمام انسانوں کو برابر کر دیا گیا ہے۔ ہر قسم کی اونچ نیچ ختم کر دی گئی ہے اور غلام کو مالک کے برابر حقوق دیے گئے ہیں۔

سوال نمبر 3: قرارداد مقاصد کے اہم نکات بیان کریں۔ (ہوم ورک)

جواب: پاکستان ایک نظریاتی مملکت ہے۔ اس کا وجود دو قومی نظریہ کا مرہون منت ہے۔ جس کی اساس اسلامی نظام حیات ہے یعنی اسلام اور پاکستان لازم و ملزوم ہیں۔ لہٰذا اب یہ ضروری تھا کہ نظریہ پاکستان کو عملہ جامہ پہنایا جائے اور یہ اسی صورت میں ہی ممکن تھا کہ اس کا آئین اسلام کے بتائے ہوئے اصولوں پر ترتیب دیا جائے۔

اس طرح پاکستان میں اسلامی نظام کے نفاذ کی کوششیں قیام پاکستان کے فوراً بعد ہی شروع کر دی گئیں۔ اس سلسلے میں جو پہلا قدم اٹھایا گیا ''قرارداد مقاصد'' کی منظوری تھا۔ جسے ملک کی پہلی دستور ساز اسمبلی نے 12 مارچ 1949ء کو منظور کیا جسے ملک کے پہلے وزیر اعظم لیاقت علی خان نے پیش کیا تھا۔ اس قرارداد کی منظوری کے بعد دستور کی نوعیت واضح ہو گئی۔ جو کہ جمہوری اور اسلامی تھی۔ اسے بعد کے تینوں دساتیر میں بنیادی دستاویز کی حیثیت دی گئی۔ اس کے اہم نکات مندرجہ ذیل ہیں:

1۔ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت:

پوری کائنات میں اصل حاکمیت اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے۔ وہی کائنات کا لاشریک حاکم اعلیٰ ہے۔ پاکستان کی حکومت کو جو اقتدار ملا ہے وہ اللہ کی مقدس امانت ہے۔

2۔ اسلامی ماحول:

پاکستان میں اسلامی ماحول تشکیل دیا جائے گا اور اس میں مساوات، اخوت، آزادی فکر، رواداری اور معاشرتی انصاف کے اسلامی اصولوں کو رائج کیا جائے گا۔

3۔ جواب دہ حکومت:

پاکستان میں عوامی حکومت ہوگی اور حکومت عوام کے سامنے جواب دہ ہوگی۔ حکومت کے اختیارات عوام کے منتخب نمائندوں کی تحویل میں دیے جائیں گے۔

4۔ عدلیہ کی آزادی:

عدلیہ ہر قسم کی مداخلت اور اثر و رسوخ سے آزاد ہوگی تاکہ عوام کو صحیح انصاف مل سکے۔ عدلیہ کو انتظامیہ اور دیگر شعبوں سے الگ رکھا جائے گا تاکہ ان کی مداخلت سے محفوظ رہ سکے۔

5۔ بنیادی حقوق کی حفاظت:

پاکستان کے شہریوں کو بنیادی حقوق حاصل ہوں گے اور ان حقوق کی حکومت حفاظت کرے گی۔ آزادی، تحریر و تقریر، آزادی فکر، جائیداد کی خرید فروخت، تعلیم حاصل کرنے اور ملازمت کے مواقع ہر شہری کو میسر ہوں گے۔

6۔ نیابت کے اختیارات:

پاکستان میں نیابت کے اختیارت عوام کو حاصل ہیں۔ پاکستان کی حکومت اُن اختیارات کو عوام کے منتخب نمائندوں کے ذریعے استعمال کرے گی۔

7۔ اسلامی قوانین کا نفاذ:

پاکستان کے مسلمانوں کو ایسے مواقع دیئے جائیں گے کہ وہ اپنی زندگیاں اسلامی اصولوں کے مطابق ڈھال سکیں۔ ملک کے قوانین عین اسلام کے مطابق ہوں گے۔ ملک کا نظام قرآن و سنت کے مطابق چلایا جائے گا اور اس کے لئے حکومت مناسب اقدامات کرے گی۔

8۔ پسماندہ علاقوں کی ترقی:

پاکستان کے غیر ترقی یافتہ علاقوں کی ترقی و خوشحالی کے لئے اقدامات کئے جائیں گے اور انہیں ترقی یافتہ علاقوں کی سطح پر لایا جائے گا۔

9۔ اقلیتوں کی حفاظت:

تمام مذاہب کے ماننے والوں کو اپنے مذہبی اصولوں کے مطابق زندگی گزارنے کی مکمل آزادی ہوگی۔ ان کی جان اور مال کی حفاظت کے لئے مناسب اقدامات کئے جائیں گے۔

10۔ وفاقی طرز حکومت:

ایسا طرز حکومت ہوگا جس میں اختیارت کو آئین کی رو سے صوبوں اور مرکز میں تقسیم کیا جائے گا ایسے نظام کو وفاقی نظام حکومت کہا جاتا ہے اور اس کو پاکستان میں نافذ کیا جائے گا۔

11۔ دفاع پاکستان:

پاکستان کے علاقوں کی سالمیت اور وفاق کی آزادی کی حفاظت کی جائے گی۔

12۔ حاصل کلام:

پاکستان میں نفاذ اسلام کے حوالے سے یہ پہلا قدم تھا۔ یہ قرارداد 1956، 1962 اور 1973 کے آئین میں صرف دیباچہ میں شامل کی گئی 1985 میں آٹھویں ترمیم کے ذریعے یہ قرارداد 1973ء کے آئین کا حصہ بنا دی گئی۔

ALP سمارٹ سلیبس کے مطابق 2011-2019 کے تمام بورڈز کے پرچہ جات میں سے باب نمبر 5 کے معروضی سوالات

1۔ قومی اسمبلی کے ارکان کی کل تعداد: (کلاس ورک) (تیرہ مرتبہ)

(A) 275 (B) 342 (C) 237 (D) 100

2۔ ملک کا سربراہ ہے: (کلاس ورک) (تیرہ مرتبہ)

(A) فوج کا سربراہ (B) وزیر اعظم (C) صدر (D) گورنر

3۔ مجلس شوریٰ ______ ایوانوں پر مشتمل ہے: (کلاس ورک) (گیارہ مرتبہ)

(A) 1 (B) 2 (C) 3 (D) 4

4۔ حکومت کا سربراہ ہوتا ہے: (بارہ مرتبہ)

(A) صدر (B) وزیر اعظم (C) چیف جسٹس (D) آرمی چیف

5۔ پاکستان میں سینیٹ کے ارکان کی تعداد ہے: (کلاس ورک) (بارہ مرتبہ)

(A) 104 (B) 63 (C) 87 (D) 50

6۔ سپریم کورٹ کا صدر دفتر کس شہر میں ہے؟ (کلاس ورک)

(A) اسلام آباد (B) لاہور (C) کراچی (D) پشاور

7۔ قومی اسمبلی کے ارکان کے انتخاب کی مدت کتنے سال ہے؟ (کلاس ورک) (تین مرتبہ)

(A) 4 (B) 5 (C) 6 (D) 3

8۔ صدر پاکستان کا سیکرٹریٹ کہاں واقع ہے؟
(A) کراچی (B) لاہور (C) اسلام آباد (D) راولپنڈی

9۔ نئے لوکل گورنمنٹ کے نظام میں ضلع کی سطح پر محکموں کی تعداد:
(A) 10 (B) 12 (C) 14 (D) 16

10۔ صدر اور وزیراعظم کے ساتھ انتظامی تکون کا تیسرا ممبر ہے:
(A) چیف آف آرمی سٹاف (B) چیف جسٹس (C) چیئرمین سینٹ (D) اسپیکر

11۔ حضرت عمرؓ نے اسلامی ریاست کو کتنے صوبوں میں تقسیم کیا؟
(A) 11 (B) 12 (C) 13 (D) 14

12۔ قومی اسمبلی میں صوبہ بلوچستان کی عام نشتوں کی تعداد کتنی ہے۔
(A) دس ارکان (B) بارہ ارکان (C) چودہ ارکان (D) سولہ ارکان

13۔ دستور پاکستان 1962ء پاس کروانے والے سربراہ مملکت کا نام ہے:
(A) سکندر مرزا (B) ایوب خاں (C) یحییٰ خان (D) چوہدری محمد علی

14۔ قومی اسمبلی میں خواتین کی مخصوص نشستوں کی کل تعداد ہے:
(A) 40 (B) 50 (C) 70 (D) 80

15۔ 1973 کے آئین کے مطابق قومی اسمبلی میں مخصوص خواتین نشستوں کی تعداد کیا ہے؟
(A) 40 (B) 50 (C) 60 (D) 70

16۔ 1973 کے آئین کے مطابق قومی اسمبلی میں اقلیتوں کی مخصوص نشستوں کی تعداد کیا ہے؟
(A) 10 (B) 12 (C) 14 (D) 15

17۔ ریاست کا سربراہ ہوتا ہے:
(A) وزیراعظم (B) آرمی چیف (C) صدر (D) گورنر

18۔ 1973 کے آئین کے مطابق مجلس شوریٰ کے اراکین کی تعداد:
(A) 342 (B) 372 (C) 415 (D) 446

19۔ اپنی ڈویژن کا سیاسی سربراہ ہوتا ہے:
(A) صوبائی وزیر (B) وفاقی وزیر (C) وزیراعظم (D) وزیر مملکت

جوابات

1	2	3	4	5	6	7	8	9	10	11	12	13
B	C	B	B	A	A	B	C	B	A	D	C	B

14	15	16	17	18	19
C	C	A	C	D	D

ALP سمارٹ سلیبس کے مطابق 2019-2011 کے تمام بورڈز کے پرچہ جات میں سے باب نمبر 5 کے مختصر سوالات اور جوابات

سوال 1 مقننہ کیا کام کرتی ہے؟ (کلاس ورک) (دو مرتبہ)
جواب: مقننہ قانون سازی کرتی ہے۔

سوال 2 انتظامیہ کے دو فرائض لکھیے۔ (کلاس ورک) (تین مرتبہ)
جواب: i۔ تمام انتظامی دفاتر کی نگرانی کرنا۔ ii۔ مقننہ کے بنائے ہوئے قوانین کو لاگو کرنا

سوال 3 وفاقی وزیر اور وزیر مملکت میں فرق بتائیے۔ (کلاس ورک)
جواب: وفاقی وزیر وزارت کا سیاسی سربراہ ہوتا ہے۔ جبکہ وزیر مملکت ڈویژن کا سیاسی سربراہ ہوتا ہے۔
وفاقی وزیر اپنی وزارت اور وزیراعظم کے درمیان رابطے کا کام کرتا ہے۔ وزیر مملکت اپنی ڈویژن اور وزیراعظم کے درمیان رابطے کا کام کرتا ہے۔

سوال 4 ضلعی ناظم کے دو فرائض بتائیے۔
جواب: i۔ ضلعی ناظم متعلقہ ضلع میں امن وامان قائم کرتا ہے۔ ii۔ ناظم ضلع کونسل میں بجٹ پیش کرتا ہے اور اسے منظور کرواتا ہے۔

سوال 5 وفاقی وزیر کے فرائض کیا ہیں؟
جواب: i۔ وفاقی وزیر وزارت اور وزیراعظم کے درمیان ایک رابطہ کی حیثیت رکھتا ہے۔
ii۔ وفاقی وزیر ایوان میں اپنی وزارت کی نمائندگی کرتا ہے۔ iii۔ وفاقی وزیر اپنی وزارت پر کیے گئے سوالات کے جواب دیتا ہے۔

سوال 6 سپریم کورٹ کے کوئی سے دو اختیارات تحریر کریں۔ (کلاس ورک) (تین مرتبہ)
جواب: i۔ سپریم کورٹ مرکز اور صوبوں کے درمیان امور کی بنیادی سماعت کرتا ہے ii ۔ ہائی کورٹ کے خلاف اپیلوں کی سماعت بھی کرتی ہے۔

سوال 7 حضرت عمرؓ کے دور میں حکام کے احتساب کا کیا طریقہ رائج تھا؟
جواب: آپؓ کے دور میں کڑے احتساب کا بندوبست تھا۔ آپ جب بھی کسی کو حکومتی عہدیدار مقرر کرتے تھے لکھ کر تقرر نامہ ودیگر ہدایات ذمہ داریاں دیتے۔ ہر عہدیدار کو ہدایات تھیں کہ وہ نہ تو گھوڑے پر سوار ہوگا نہ عمدہ کپڑے پہنے گا اور نہ ہی دروازے پر دربان بٹھائے گا۔

سوال 8 وفاقی حکومت کے دو اہم اداروں کے نام لکھیے۔ (کلاس ورک)
جواب: i۔ صدر کا سیکرٹیریٹ ii۔ سپریم کورٹ iii۔ وفاقی مجلس شوریٰ

سوال 9 وزارت کسے کہتے ہیں؟ (کلاس ورک) (پانچ مرتبہ)
جواب: وزارت ایک حکومتی ادارہ ہے۔ جس کا سیاسی سربراہ وفاقی وزیر ہوتا ہے۔ اور انتظامی سربراہ گریڈ 22 کا وفاقی سیکرٹری ہوتا ہے۔ وزارت ایک یا زیادہ ڈویژنوں پر مشتمل ہوتی ہے۔

سوال 10 پاکستان کی مجلس شوریٰ پارلیمنٹ کے دو ایوانوں کے نام تحریر کریں۔
جواب: 1973 کے آئین کے مطابق پاکستان میں دو ایوانی مقننہ یا مجلس شوریٰ تشکیل دی جاتی ہے۔
i۔ ایوان بالا سینٹ ii۔ ایوان زیریں یا قومی اسمبلی

سوال 11 ہائی کورٹ کے دو اختیارات لکھیے۔
جواب: i۔ بنیادی سماعت کا اختیار ii۔ اپیلوں کی سماعت کا اختیار iii۔ نگرانی کا اختیار

سوال 12 D.C.O کے دو فرائض لکھیے۔ (دو مرتبہ)
جواب: i۔ اپنے محکمے کی کارکردگی کو بڑھانا ii۔ ضلع کی نگران کمیٹیوں کو محکمہ سے متعلقہ اطلاعات بہم پہنچانا۔
iii۔ وفاقی اور صوبائی حکومتوں کے قوانین بشمول ٹیکس اور قوانین کو لاگو کرنا۔

سوال 13 پارلیمنٹ / مجلس شوریٰ کے چار فرائض لکھیے۔ (کلاس ورک) (پانچ مرتبہ)
جواب: i۔ مقننہ قانون سازی کرتی ہے۔ ii۔ مقننہ صدر کا انتخاب کرتی ہے۔
iii۔ مقننہ سپریم کورٹ کے ججوں کی تعداد اور اس سے متعلقہ امور منظور کرتی ہے۔

سوال 14 اچھے نظام حکومت کی دو خوبیاں لکھیے۔
جواب: i۔ اچھے نظام حکومت میں مکمل مذہبی آزادی ہوتی ہے۔ ii۔ اچھے نظام حکومت میں بدعنوانی کا خاتمہ کیا جاتا ہے۔

سوال 15 سیکشن آفیسر کے دو فرائض لکھیے۔ (کلاس ورک)
جواب: i۔ اپنے سیکشن کے عملے کی نگرانی کرنا ii۔ حکام بالا کے احکامات کی تعمیل کرنا
iii۔ ڈپٹی سیکرٹری کو مطلوبہ رپورٹس ارسال کرنا

سوال 16 ڈویژن کسے کہتے ہیں؟
جواب: ڈویژن صوبے سے چھوٹی انتظامی اکائی ہے یہ چند اضلاع پر مشتمل ہوتی ہے۔ اس کا سیاسی سربراہ وزیر مملکت ہوتا ہے۔

سوال 17 ضلعی حکومت کن افراد پر مشتمل ہوتی ہے؟
جواب: i۔ ضلعی ناظم ii۔ ضلعی نائب ناظم iii۔ ضلع کونسل iv۔ ضلعی انتظامیہ

سوال 18 1973 کے آئین کے مطابق گورنر کے چار اختیارات بیان کیجئے۔

جواب: گورنر صوبائی حکومت کا سربراہ ہوتا ہے جس کو صدر نامزد کرتا ہے۔

گورنر صوبائی اسمبلی کا اجلاس طلب کرسکتا ہے۔ اسے خطاب کرسکتا ہے۔

گورنر وزیر اعلیٰ کے مشورے پر تمام نظم و نسق چلاتا ہے۔ حالات کے فوری تقاضے کے پیش نظر آرڈی نینس جاری کرسکتا ہے۔

سوال 19 معاشرتی عدل وانصاف کا قیام کیوں ضروری ہے؟

جواب: معاشرتی عدل وانصاف کا معاشرے میں قیام اس لئے ضروری ہے کیوں کہ اس میں کسی فرد یا طبقہ سے کسی قسم کی زیادتی نہیں کی جاتی اور ہر ایک کے ساتھ انصاف کا سلوک ہوتا ہے اس سے معاشرے میں کسی قسم کا بگاڑ پیدا نہیں ہوتا اور ہر شخص صحیح طریقے سے اپنی زندگی گزارتا ہے۔

سوال 20 مقننہ کے دو فرائض لکھیے۔

جواب: 1۔ قانونی سازی 2۔ انتظامیہ کی نگرانی 3۔ آئین میں ترمیم

سوال 21 پاکستان کی پارلیمنٹ کے دو اختیارات تحریر کریں۔

جواب: 1۔ قانون سازی 2۔ انتظامیہ کی نگرانی 3۔ مالیاتی اختیارات 4۔ عدالتی اختیارات

سوال 22 حضرت عمرؓ نے زمین کے متعلق کیا پالیسی اختیار کی تھی؟

جواب: آپؓ نے جاگیردرانہ نظام کو ختم کر کے تمام زمین مزارعوں میں تقسیم کردی۔ اس کے علاوہ نہریں کھدوائیں، زمین کا سروے کروایا اور سروے کے مطابق ٹیکس کی رقم متعین کی۔

سوال 23 صوبائی اسمبلی کے دو اختیارات تحریر کریں۔

جواب: 1۔ صوبائی اسمبلی صوبے کے لیے قانون بناتی ہے۔

2۔ صوبائی اسمبلی ہر سال بجٹ کی منظوری دیتی ہے۔

سوال 24 وزارت کسے کہتے ہیں۔

جواب: وزارت ایک یا ایک سے زیادہ ڈویژنوں پر مشتمل ہوتی ہے۔ اس کا اہم کام پالیسیاں بنانا اور ان کو لاگو کرنا ہوتا ہے۔

سوال 25 ڈینگی بخار کی دو احتیاطی تدابیر بیان کریں۔

جواب: **ذاتی سطح پر۔** جسم کو مچھر کے کاٹنے سے بچائیں۔ اس مقصد کے لیے لباس ایسا ہونا چاہیے جو جسم کو مکمل طور پر ڈھانپ لے یعنی پوری آستین والی قمیص، پاجامہ شلوار وغیرہ۔ مچھر کو بھگانے والی دوا جسم پر لگائیں۔ مچھر دانی میں سوئیں جس پر مچھر مار دوا لگائی گئی ہو۔

گھریلو سطح پر۔ گھروں میں مچھر مار سپرے کرائیں اور کوائل جلائیں۔ گھروں میں کھڑکیوں اور دروازوں پر جالیاں لگوائیں مچھر پلنے والی معاون جگہوں مثلاً خالی بوتلیں، پیکنگ کا سامان، پلاسٹک، بالٹیاں رستے ہوئے نل، خالی ڈرم، جار، خالی آئس کریم کپ، گملے، جوہڑ، تالاب، پانی کے کھلے یا ٹوٹے ہوئے ٹینک، پانی کے کولر کو ختم کرنا چاہیے۔

سوال 26 ڈینگی کو ہڈی کا بخار کیوں کہا جاتا ہے؟

جواب: ڈینگی بخار میں پٹھوں اور جوڑوں میں شدید درد ہوتا ہے جس کی وجہ سے اسے "ہڈی توڑ بخار" بھی کہا جاتا ہے۔

سوال 27 ڈینگی بخار کی دو علامات تحریر کریں۔

جواب: 102F ڈگری سے زیادہ تیز بخار جسم پر سرخ دھبے (الرجی) سر میں درد، خاص طور پر آنکھوں کے پیچھے، پٹھوں اور جوڑوں میں شدید درد ہوتا ہے۔

سوال 28 ڈینگی مچھر کس وقت کاٹتا ہے؟

جواب: ڈینگی مچھر عام طور پر انسان کو علی الصبح اور غروب آفتاب کے وقت کاٹتی ہے اس کے بعد مچھر کے لعاب دہن سے وائرس انسان کی جلد سے ہوتا ہوا ان کے خون میں منتقل ہوتا ہے۔

سوال 29 ڈینگی بخار کتنے دن تک رہتا ہے؟

جواب: ڈینگی بخار 5 سے 7 دن تک رہتا ہے۔ اسکی علامات 3 سے 10 دن تک رہتی ہیں۔

سوال 30 ڈینگی بخار کے مریض کو کس قسم کی غذا دینی چاہیے؟

جواب: ڈینگی بخار کے مریض کے جسم میں مائعات کی کمی کو پھلوں کے جوس اور ORS سے پورا کیا جاتا ہے۔

سوال 31 مچھر کی کون سی قسم ڈینگی پھیلاتی ہے؟

جواب: ایڈیز کی مادہ مچھر ڈینگی پھیلاتی ہے۔ ڈینگی وائرس کی چار اقسام DEN1، DEN2، DEN3، DEN4 وائرس مادہ مچھر کے ذریعے بیمار انسان سے صحت مند انسان کو منتقل ہوتا ہے۔ یہ وائرس مادہ مچھر میں پرورش پاتا ہے۔

سوال 32 ڈینگی مچھر کی علامات لکھیے۔

جواب: اس کے جسم پر سفید رنگ کے دھبے اور دھاریاں ہوتی ہیں۔

سوال 33 پاکستان میں ایوان بالا کی ساخت بیان کریں۔

جواب: ایوان بالا یعنی سینٹ کے کل ارکان کی تعداد 104 ہے۔ سینٹ میں صوبوں کو برابر نمائندگی دی جاتی ہے۔ یعنی ہر صوبہ سے 22 بشمول ٹیکنو کریٹ و خواتین، اسلام آباد سے 4 بشمول ایک عالم دین اور ایک عورت، قبائلی علاقے سے 8 اور 4 اقلیتی ارکان کا انتخاب ہوتا ہے۔ ان ارکان کا انتخاب 6 سال کے لئے متعلقہ صوبائی اسمبلی متناسب نمائندگی کی بنیاد پر کرتی ہے۔

سوال 34 حضرت عمرؓ نے زمین کے متعلق کیا پالیسی اختیار کی تھی؟

جواب: آپؓ نے جاگیردرانہ نظام کو ختم کر کے تمام زمین مزارعوں میں تقسیم کردی۔ اس کے علاوہ نہریں کھدوائیں، زمین کا سروے کروایا اور سروے کے مطابق ٹیکس کی رقم متعین کی۔

سوال 35 وفاقی کابینہ سے کیا مراد ہے؟

جواب: وفاقی کابینہ وزیر اعظم اور وزراء پر مشتمل ہوتی ہے۔ جو کہ وفاقی حکومت کے تمام امور چلاتی ہے۔ وفاقی کابینہ میں دو قسم کے وزراء ہوتے ہیں یعنی وفاقی وزراء اور وزراء مملکت جو وزیر اعظم کی خوشنودی تک یا پارلیمنٹ کے اعتماد تک اپنے عہدے پر برقرار رہتے ہیں۔

سوال 36 پاکستان کی پارلیمنٹ کے دو اختیارات تحریر کریں۔

جواب: پاکستان کی پارلیمنٹ کے دو مندرجہ ذیل اختیارات ہیں۔

i۔ مالیاتی اختیارات: پارلیمنٹ کا ایوان زیریں یعنی قومی اسمبلی ہر سال بجٹ پاس کرتی ہے۔

ii۔ عدالتی اختیارات: پارلیمنٹ کے دونوں ایوان سپریم کورٹ کے ججوں کی تعداد مقرر کرتے ہیں۔

سوال 37 پارلیمنٹ کے دو مالیاتی اختیارات سے متعلق دو نکات تحریر کریں۔

جواب: i۔ پارلیمنٹ کا ایوان زیریں یعنی قومی اسمبلی ہر سال بجٹ پاس کرتی ہے۔

ii۔ پارلیمنٹ کی منظوری کے بعد حکومت قومی خزانے سے ایک پیسہ بھی خرچ نہیں کرسکتی۔ اس طرح حکومت کو نئے ٹیکس لگانے یا ٹیکس کو ختم کرنے کے لئے پارلیمنٹ سے منظوری لینی پڑتی ہے۔

حصہ دوم

سوال 1۔ مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کے پانچ فرائض بیان کیجئے۔

جواب: **مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کے فرائض:** مجلس شوریٰ کے دونوں ایوانوں کو قانون سازی میں برابر کے اختیارات حاصل ہوتے ہیں لیکن مالی امور میں قومی اسمبلی زیادہ بااختیار ہے یعنی بجٹ کی منظوری صرف قومی اسمبلی کا کام ہے۔ اس کے فرائض درج ذیل ہیں۔

1۔ قانون سازی: مجلس شوریٰ ملک کے لیے قوانین بناتی ہے۔ دونوں ایوانوں کو اس ضمن میں برابر کے اختیارات حاصل ہوتے ہیں۔ یعنی ایک بل ایک ایوان سے پاس ہونے کے بعد دوسرے ایوان کے پاس جاتا ہے یا اگر دوسرا ایوان مخصوص بل کو پہلے پاس کرتا ہے تو وہ پہلے ایوان کے پاس منظوری کے لیے جاتا ہے۔ وفاقی امور کی لسٹ میں مجلس شوریٰ کو قانون سازی کا پورا اختیار حاصل ہے۔ مشترکہ امور میں سے بھی وفاقی پارلیمنٹ قانون بنا سکتی ہے۔

2۔ انتظامیہ کی نگرانی: مجلس شوریٰ انتظامیہ پر کنٹرول کی مجاز ہوتی ہے۔ وزیر اعظم اور اس کی کابینہ پارلیمنٹ کے سامنے جوابدہ ہوتے ہیں۔ وقفہ سوالات کے دوران وزراء انفرادی یا اجتماعی طور پر سوالات کے جوابات دیتے ہیں۔ وزیر اعظم اور اس کی کابینہ اس وقت تک اپنے فرائض سرانجام دے سکتے ہیں جب تک انہیں مقننہ کا اعتماد حاصل ہوتا ہے۔

3۔ مالیاتی اختیارات: پارلیمنٹ کا ایوان زیریں یعنی قومی اسمبلی ہر سال بجٹ پاس کرتی ہے۔ پارلیمنٹ کی منظوری کے بعد حکومت قومی خزانے سے ایک پیسہ بھی خرچ نہیں کرسکتی۔ اس طرح حکومت کو نئے ٹیکس لگانے یا ٹیکس کو ختم کرنے کے لیے پارلیمنٹ سے منظوری لینی پڑتی ہے۔

4۔ عدالتی اختیارات: پارلیمنٹ کے دونوں ایوان سپریم کورٹ کے ججوں کی تعداد مقرر کرتے ہیں اس کے علاوہ ان کی سروس کے متعلقہ امور کی بھی منظوری دیتے ہیں۔

5۔ انتخابی اختیارات: مجلس شوریٰ کے دونوں ایوان مل کر صدر کا انتخاب کرتے ہیں۔ وزیر اعظم کا انتخاب قومی اسمبلی کرتی ہے۔ اس کے علاوہ سپیکر اور ڈپٹی سپیکر کا انتخاب قومی اسمبلی جبکہ سینٹ چیئرمین اور ڈپٹی چیئرمین کا انتخاب کرتا ہے۔

6۔ آئین میں ترمیم: مجلس شوریٰ کے دونوں ایوان آئین میں ترمیم کر سکتے ہیں۔ لیکن ترمیم کرتے وقت ہر ایوان کے کل ارکان کی تعداد کی 2/3 اکثریت کی منظوری لازمی ہوتی ہے۔ دونوں ایوان مشترکہ اجلاس میں بھی آئین میں ترمیم کر سکتے ہیں۔

سوال۔ وفاقی انتظامیہ کے ڈھانچے کی وضاحت کیجئے۔

جواب:۔ (i)۔ صدر کا سیکرٹریٹ: صدر کا سیکرٹریٹ اسلام آباد میں ہے اور صدر پاکستان کے زیر انتظام کام کر رہا ہے جو وزیراعظم کے سیکرٹریٹ اور مرکزی سیکرٹریٹ سے رابطہ رکھتا ہے۔ ان سے اطلاعات وصول کرتا ہے اور ان کو ہدایات جاری کرتا ہے۔

(ii)۔ وزیراعظم کا سیکرٹریٹ: وفاقی حکومت میں انتظامیہ کا سب سے بڑا دفتر وزیراعظم کا سیکرٹریٹ ہوتا ہے جو تمام انتظامی دفاتر کی نگرانی کرتا ہے اور وفاقی حکومت کے انتظامی امور کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ اس کا سربراہ وزیراعظم ہوتا ہے۔ وزیراعظم انتظامیہ کی کارکردگی کے لیے پارلیمنٹ کے سامنے جوابدہ ہوتا ہے۔

(iii)۔ مرکزی سیکرٹریٹ: مرکزی سیکرٹریٹ تمام وزارتوں اور ڈویژنوں پر مشتمل ہوتا ہے۔

(iv)۔ وزارت: وزارت ایک یا ایک سے زیادہ ڈویژنوں پر مشتمل ہوتی ہے۔ وزارت کا اہم کام پالیسیاں بنانا اور ان کو لاگو کرنا ہوتا ہے۔ وزارت کا سیاسی سربراہ وفاقی وزیر ہوتا ہے جبکہ انتظامی سربراہ سیکرٹری ہوتا ہے جو 22 گریڈ کا آفیسر ہوتا ہے۔ وفاقی وزیر، وزارت اور وزیراعظم کے درمیان رابطہ کا کام کرتا ہے یعنی وہ وزارت کی کارکردگی سے وزیراعظم کو وقتاً فوقتاً آگاہ کرتا رہتا ہے۔

(v)۔ ڈویژن: ڈویژن وزارت کی طرح ایک مکمل انتظامی اکائی ہوتی ہے اور وزارت ہی کی طرح اپنے فرائض سرانجام دیتی ہے۔ اس کا سیاسی سربراہ وزیر مملکت ہوتا ہے جبکہ انتظامی سربراہ ایڈیشنل سیکرٹری ہوتا ہے جو 21 ویں گریڈ کا آفیسر ہوتا ہے۔ وزیر مملکت بھی وزیراعظم اور ڈویژن کے درمیان رابطہ کا کام کرتا ہے۔

(vi)۔ منسلکہ محکمہ: ہر وزارت یا ڈویژن میں ایک سے زیادہ منسلکہ محکمے ہوتے ہیں۔ منسلکہ محکمہ کا براہ راست تعلق ڈویژن یا وزارت سے ہوتا ہے اور پالیسیاں بنانے میں ان کی مدد کرتا ہے۔ ان پالیسیوں کے لاگو کرنے کا اختیار بھی انہی کے پاس ہوتا ہے۔

(vii)۔ ماتحت دفتر: ہر منسلکہ محکمہ کے ساتھ کئی۔ تحت دفاتر بھی ہوتے ہیں جو ذیلی دفاتر کہلاتے ہیں۔ یہ ذیلی دفاتر خاص فرائض سرانجام دیتے ہیں اور تمام سرگرمیاں انجام دینے کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔ ماتحت دفتر کا سربراہ ڈائریکٹر یا ایڈمنسٹریٹر کہلاتا ہے۔

(viii)۔ خود مختار اور نیم خود مختار ادارے: ہر وزارت یا ڈویژن کے زیر نگرانی بے شمار خود مختار اور نیم خود مختار ادارے ہوتے ہیں۔ یہ ادارے جلد فیصلے کرتے ہیں اور قومی ترقی میں مفید کردار سرانجام دیتے ہیں۔ آج کل پاکستان میں ان اداروں کی تعداد بڑی تیزی سے بڑھ رہی ہے۔

سوال نمبر 2: 1973ء کے آئین کی اسلامی دفعات لکھیں۔ (ہوم ورک)

جواب: پس منظر:

صدر ایوب خاں اپنے خلاف عوامی تحریک کے نتیجے میں 25 مارچ 1969ء کو مستعفی ہو گئے۔ جنرل محمد یحییٰ خاں نے ملک میں مارشل لاء لگا کر آئین کو منسوخ کر دیا۔ جنرل یحییٰ خاں نے دسمبر 1970ء میں اسمبلیوں کے انتخابات کروائے۔ انتخابات کے نتیجے میں مشرقی پاکستان میں شیخ مجیب الرحمٰن کو اور مغربی پاکستان میں ذوالفقار علی بھٹو کو اکثریت حاصل ہو گئی۔ بدقسمتی سے اقتدار کی منتقلی کا کوئی سمجھوتہ طے نہ پا سکا اور ہندوستان کی مداخلت کی وجہ سے 16 دسمبر 1971ء کو مشرقی پاکستان الگ ہو کر بنگلہ دیش بن گیا۔

20 دسمبر 1971ء کو فوجی حکومت نے اقتدار ذوالفقار علی بھٹو کے حوالے کر دیا جس نے 12 اپریل 1972ء کو ملک میں ایک عبوری آئین لاگو کیا۔ اس دوران مستقل آئین کا مسودہ اسمبلی میں پیش ہوا جو اپریل 1973ء کو منظور ہوا اور جسے 14 اگست 1973ء کو نافذ کر دیا گیا۔

دستور 1973ء میں وہ تمام اسلامی دفعات شامل کی گئیں جو پہلے دساتیر میں موجود تھیں بلکہ ان میں اضافہ بھی کیا گیا۔

1973ء کے آئین کی اسلامی دفعات مندرجہ ذیل ہیں:

1۔ حاکمیت:

اللہ تعالیٰ کل کائنات کا حاکم مطلق ہے اور اقتدار اعلیٰ اسی کی ذات پاک کو حاصل ہے۔ پاکستان کے عوام اقتدار اعلیٰ کو اللہ تعالیٰ کی مقدس امانت سمجھتے ہوئے اس کی مقرر کردہ حدود میں رہتے ہوئے استعمال کریں گے۔

2۔ مسلمان کی تعریف:

آئین میں مسلمان کی باقاعدہ تعریف بیان کی گئی کہ "جو اللہ تعالیٰ کی وحدت، رسالت، قیامت، الہامی کتابوں اور ملائکہ پر ایمان لانے کے علاوہ حضرت محمد ﷺ کو آخری نبی ﷺ تسلیم کرے وہ مسلمان ہوگا"۔

3۔ صدر اور وزیراعظم:

آئین کے مطابق صدر اور وزیراعظم کے لئے مسلمان ہونا لازمی قرار دیا اور وہ حلف اٹھا کر اقرار کریں گے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی توحید اور حضور اکرم ﷺ کو آخری نبی ﷺ تسلیم کرتے ہیں۔

4۔ سرکاری مذہب:

1973ء کے آئین میں اسلام کو سرکاری مذہب کا درجہ دیا گیا۔

5۔ ملک کا نام:

1973ء کے آئین میں پاکستان کا نام "اسلامی جمہوریہ پاکستان" رکھا گیا جس سے پتہ چلتا ہے کہ پاکستان ایک اسلامی مملکت ہے۔

6۔ اسلامی اقدار:

اسلام کی بنیادی اسلامی اقدار یعنی جمہوریت، انصاف، رواداری، آزادی، مساوات کو عملاً تسلیم کیا جائے گا اور انھیں مکمل نظام کا حصہ بنایا جائے گا۔

7۔ اسلامی قوانین کا نفاذ:

پاکستان کا قانونی ڈھانچہ اسلام کے مطابق ہوگا۔ قوانین قرآن وسنت کے مطابق بنائے جائیں گے اور ان کو پورے ملک میں نافذ کیا جائے گا۔

8۔ عربی کی لازمی تعلیم:

اسلام کے اصولوں کو جاننے کے لئے لازمی ہے کہ مسلمان قرآن اور حدیث کا مطالعہ کریں۔ اس لئے سکول میں عربی کی تعلیم کو لازمی قرار دیا گیا۔

9۔ زکوٰۃ وعشر:

آئین میں واضح کیا گیا کہ مسلمانوں کے لئے زکوٰۃ اور عشر کا ایک باقاعدہ نظام ترتیب دیا جائے گا اور اوقاف کے مسائل حل کرنے کے لئے ضروری اقدامات کئے جائیں گے۔

10۔ اسلامی نظریاتی کونسل:

1973ء کے آئین کے تحت ملک میں ایک "اسلامی نظریاتی کونسل" قائم کی جائے گی اور یہ قوانین کو اسلامی بنانے میں مشورے دے گی۔

11۔ سود کا خاتمہ:

آئین میں درج ہے کہ پاکستان سے سود کا نظام ختم کر دیا جائے گا اور ایسے اقدامات کئے جائیں گے کہ سود کی لعنت سے قوم کو جلد از جلد چھٹکارا دلایا جائے۔

12۔ غلطیوں سے پاک قرآن پاک کی طباعت واشاعت:

قرآن پاک کی غلطیوں سے پاک طباعت واشاعت کا بندوبست کیا جائے گا۔ آئین نے یہ ذمہ داری حکومت پر عائد کی کہ وہ خصوصی بندوبست کرے تاکہ قرآن کریم کی صحیح طور پر طباعت ہو سکے۔

13۔ عوامی نمائندوں کے اوصاف:

1985ء کی ترمیم کے مطابق عوامی نمائندوں کے لئے اسلامی اوصاف کا حامل ہونا ضروری ہے۔ یعنی وہ متقی، پرہیزگار اور اعلیٰ سیرت وکردار کے مالک ہوں۔

14۔ اقلیتوں کے مذہبی حقوق:

پاکستان کے آئین کی ایک اعلیٰ خصوصیت یہ ہے کہ اس میں اقلیتوں کو مکمل تحفظ اور اعلیٰ معاشرتی مقام دیا گیا ہے۔ ان کو اجازت ہے کہ وہ اپنے پرسنل لاء کے مطابق زندگی گزاریں۔

سوال نمبر 3: اچھے نظام حکومت کی خصوصیات بیان کریں۔ (ہوم ورک)

جواب: اچھا نظام حکومت:

اچھے نظام حکومت سے مراد ایسا حکومت کا نظام ہے، جس میں تمام عوامی وحکومتی فیصلے صاف وشفاف طریقے سے سرانجام پائیں اور تمام سرکاری اور حکومتی عہدیداروں کو اپنے عہدوں کا ذمہ دار ٹھہرایا جائے اور حکومت اور عوام کے درمیان قریبی تعلق قائم کیا جائے۔

گویا ہم کہہ سکتے ہیں کہ اچھا نظام حکومت سے مراد،

i۔ حکومت کرنے کا ایسا فن ہے جس میں تمام عوامی فیصلے و دیگر حکومت کے معاملات صاف شفاف طریقے سے سرانجام دیے جائیں۔

ii۔ حکومتی عہدیداروں کو اپنے اپنے عہدوں کا ذمہ دار ٹھہرایا جائے۔ iii۔ حکومت اور عوام کے درمیان قریبی تعلق قائم کیا جائے۔

iv۔ اس نظام حکومت میں تمام معاشرتی وسیاسی گروہوں کو حکومت کے کاروبار میں برابر کا شریک ٹھہرایا جائے۔

v۔ پبلک اور پرائیوٹ سیکٹر مل کر فلاحی کام کریں۔

اچھے نظام حکومت کی خصوصیات:

اچھے نظام حکومت میں مندرجہ ذیل خصوصیات پائی جاتی ہیں۔

1۔ عدل وانصاف کا قیام:

یہ نظام عدل وانصاف پر مبنی ہوتا ہے۔ کسی فرد یا طبقہ سے کسی قسم کی زیادتی نہیں کی جاتی اور ہر ایک کے ساتھ انصاف کا سلوک ہوتا ہے۔

2۔ **جمہوری اقدار کا فروغ:**
اس نظام میں جمہوری اقدار مثلاً مساوات، انصاف، برداشت، آزادی وغیرہ کو فروغ دیا جاتا ہے۔ ظلم و تشدد کو ختم کر کے تمام لوگوں کو برابر کے انسانی حقوق دیئے جاتے ہیں۔

3۔ **بدعنوانی کا خاتمہ:**
اس نظام حکومت میں بدعنوانی کا مکمل خاتمہ کیا جاتا ہے۔ انتظامیہ ایمان دار ہوتی ہے اور ہر کام شفاف طریقے سے کرتی ہے۔ اگر انتظامیہ میں کوئی بدعنوان عنصر موجود ہو تو اسے نکال دیا جاتا ہے۔

4۔ **خوشحال معاشرہ کا قیام:**
اچھی انتظامیہ معاشرہ کو خوش حال اور ملک کو معاشی طور پر ترقی دیتی ہے۔ ملک و معاشرہ کو پسماندہ رکھنا اچھی انتظامیہ کے اصولوں کے خلاف ہے۔

5۔ **مکمل مذہبی آزادی:**
اچھی انتظامیہ مکمل آزادی کو فروغ دیتی ہے اور تمام مذہبی اقلیتوں کو ان کے مذاہب کے مطابق عبادات کی مکمل آزادی ہوتی ہے۔

6۔ **استحصال سے پاک معاشرہ:**
اچھی حکومت استحصال سے پاک معاشرہ قائم کرتی ہے یعنی کوئی طبقہ کسی دوسرے کا استحصال نہیں کر سکتا اور نہ ہی کسی طبقہ کو حق سے محروم رکھا جا سکتا ہے۔

7۔ **ذمہ دار حکومت کا اصول:**
اچھی حکومت ذمہ دار حکومت کا اصول اپناتی ہے اور خود کو عوام اور تمام اداروں کے سامنے جواب دہ ہوتی ہے، اسی طرح حکومت کا ہر ملازم بھی اپنے فرائض کے لئے عوام کے سامنے جواب دہ ہوتا ہے۔

8۔ **احتساب کا اصول:**
حکومت کے ہر آفیسر کو احتساب کے مراحل سے گزرنا پڑتا ہے۔ ہر ایک کو نااہلی اور لاپرواہی پر سزا دی جاتی ہے اور اس اصول کو اپنانے سے ایک صاف ستھری انتظامیہ معرض وجود میں آتی ہے۔ اختیارات کا ناجائز استعمال، سرخ فیتہ اور اقربا پروری جیسے عناصر کا سختی سے خاتمہ کیا جاتا ہے۔

9۔ **مناسب منصوبہ بندی:**
اچھی انتظامیہ ملک و قوم کی ترقی کے لئے مناسب منصوبہ بندی کرتی ہے اور اس کو عملی جامہ پہناتی ہے۔

10۔ **حکومت اور عوام میں رابطہ:**
اچھی انتظامیہ حکومت اور عوام میں قریبی رابطہ پیدا کرتی ہے تاکہ حکومت عوام کے مسائل معلوم کر سکے اور ان کے لئے مناسب اقدام اٹھا سکے۔ جس سے عوام کا حکومت پر اعتماد بڑھتا ہے۔ حکومت کے مختلف ٖمال عوامی رابطہ مہم کے لئے مختلف ذرائع استعمال کرتے رہتے ہیں۔

11۔ **مہارت کا اصول:**
اچھی حکومت مہارت کے اصول پر کام کر رہی ہوتی ہے یعنی جو فرد جس کام کا ماہر ہے، اس کو وہی کام سونپا جائے جس سے حکومت کی کارکردگی میں اضافہ ہوتا ہے۔ سرکاری، نیم سرکاری اور دیگر سطحوں پر مہارت کی بنیاد پر ذمہ داریاں دی جاتی ہیں۔ جس سے مہارت اور اہلیت کی بنیاد پر ذمہ دار ان آفیسرز اپنی ذمہ داریاں انتہائی دیانتداری سے ادا کرتے ہیں جس سے فلاحی ریاست وجود میں آتی ہے جو اچھے نظام حکومت کی بنیاد ہے۔

12۔ **جاگیردارانہ نظام کا خاتمہ:**
اچھے نظام حکومت کے لئے جاگیردارانہ نظام بڑی رکاوٹ رہا ہے۔ اس نظام کا خاتمہ پاکستان بننے کے فوراً بعد کر لینا چاہیئے تھا لیکن بدقسمتی سے ایسا نہ ہوا۔ جمہوری اقدار اور اچھے نظام حکومت کے لئے جاگیردارانہ سسٹم کو ختم کرنا ضروری ہے۔

13۔ **وسائل کا بہتر استعمال:**
اللہ تعالیٰ نے پاکستان کو ہر قسم کے وسائل سے نوازا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ان وسائل کو ایماندارانہ طور پر استعمال کیا جائے تاکہ پاکستان ایک مضبوط ملک کی حیثیت سے ابھر سکے۔

سوال نمبر4: **حضرت عمرؓ کے دور کی انتظامیہ کی خصوصیات بیان کیجئے۔** (ہوم ورک)

جواب: **حضرت عمرؓ کا نظام حکومت:**
حضرت عمرؓ اسلامی انتظامیہ اور اسلامی ریاست کے حقیقی بانی تھے۔ آپؓ نے انتظامیہ میں نئی اصلاحات نافذ کیں اور انتظامیہ نظریہ و عمل کا صحیح تصور پیش کیا۔ آپؓ نے انتظامیہ کو عوام کی خدمت کا لبادہ پہنایا۔ آپؓ نے جب کبھی کوئی گورنر یا سرکاری اہلکار مقرر کیا تو اس کو عوام کی خدمت کا درس کیا۔
حضرت عمرؓ نے حکومت پر جمہوریت کا صحیح رنگ چڑھایا کیونکہ تمام حکومتی معاملات شوریٰ میں زیر بحث آتے تھے اور متفقہ فیصلہ ہوتا تھا۔ آپؓ ہمیشہ

نیک، قابل اعتماد افراد کو مجلس شوریٰ کے مشورہ کے بعد عارضی طور پر انتظامی عہدوں پر مقرر فرماتے تھے۔ اگر وہ اپنی اہلیت ثابت کرتا تو مستقل کر دیا جاتا ورنہ گھر بھیج دیا جاتا۔

حضرت عمرؓ حکام کا سخت احتساب کرتے تھے۔ آپؓ کا احتساب کا طریقہ بڑا انوکھا تھا۔ حج کے موقع پر تمام حکام کی حاضری ضروری ہوتی تھی۔ اگر عوام کو کسی کے خلاف کوئی شکایت ہوتی تو موقع پر ہی شکایت کا ازالہ کیا جاتا تھا۔ آپؓ کے دور حکومت میں تمام شہریوں کو برابر کے حقوق حاصل تھے۔ حضرت عمرؓ کا دور حکومت سنہری دور کہلاتا ہے۔

حضرت عمرؓ کے دور کی انتظامیہ کی خصوصیات:

1۔ **مجلس شوریٰ کا قیام:**
آپؓ اپنے دور حکومت میں مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کا قیام عمل میں لائے۔ مجلس شوریٰ کے دو حصے تھے۔ مجلس شوریٰ خاص اور مجلس شوریٰ عام۔ مجلس شوریٰ خاص، کابینہ کے ارکان پر مشتمل تھی۔ مجلس شوریٰ عام، قبائل کے لیڈروں اور عام آدمیوں پر مشتمل ہوتی تھی۔ تمام فیصلے مشاورت سے کئے جاتے تھے۔

2۔ **ریاست کی انتظامیہ ڈویژن میں تقسیم:**
آپؓ نے تمام سلطنت اسلامیہ کو چودہ صوبوں میں تقسیم کیا تھا اور صوبوں کو مزید ضلعوں میں تقسیم کیا یعنی تمام ملک کو مختلف انتظامی اکائیوں میں تقسیم کیا گیا تھا۔ آپؓ نے ہر صوبہ میں بہت سے سرکاری ملازمین مثلاً ولی، کاتب، کاتب الخراج، صاحب الاحادیث، صاحب البیت المال، قاضی اور عادل مقرر کر رکھے تھے۔

3۔ **مرکزی حکومت:**
آپؓ کے دور حکومت میں مرکزی حکومت بہت مضبوط تھی جس میں بے شمار محکمے تھے۔ ان میں قابل الذکر دیوان الجند، دیوان الانشاء دیوان الخراج، وقف کا محکمہ اور شکایتی مرکز وغیرہ شامل تھے۔ مرکزی حکومت کے تمام محکمے عوام کی خدمت کے فرائض سرانجام دیتے تھے۔

4۔ **انتظامیہ پالیسی:**
حضرت عمرؓ نے اپنے دور حکومت میں بہت سی انتظامی پالیسیاں بنائیں جن کا مختصر ذکر حسب ذیل ہے۔

i۔ **دروازہ کھلا رکھنے کی پالیسی:**
حضرت عمرؓ نے عوام کے لئے دروازہ کھلا رکھنے کی پالیسی اپنائی ہوئی تھی۔ گورنرز و دیگر اہل کاروں کو ہدایت دے رکھی تھی کہ عوام پر اپنے دروازے ہمیشہ کھلے رکھیں اور مظلوموں کی دادرسی کریں۔

ii۔ **احتساب پالیسی:**
آپؓ کے دور میں کڑے احتساب کا بندوبست تھا۔ آپؓ جب بھی کسی کو حکومتی کارندہ مقرر کرتے تو لکھ کر تقرر نامہ و دیگر ہدایات و ذمہ داریاں دیتے۔ سرکاری افسر اپنے علاقہ میں جا کر لوگوں کو اکٹھا کرتا اور اپنا حکم نامہ پڑھ کر سناتا تاکہ لوگوں کو اس کی ذمہ داریاں معلوم ہو جائیں۔ تقرر کے وقت اس کی جائیداد وغیرہ کا ریکارڈ بھی رکھا جاتا تھا۔ اس میں اضافہ کی شکل میں مذکورہ عہدیدار کو اپنے عہدے سے بھی ہاتھ دھونا پڑتا اور تمام جائیداد بحق سرکار ضبط بھی کی جاتی تھی۔ ہر حکومتی عہدیدار کو ہدایت تھی کہ نہ تو وہ اعلیٰ نسل کے گھوڑے پر سوار ہوگا، نہ عمدہ کپڑے پہنے گا اور نہ ہی دروازے پر دربان بٹھائے گا۔

iii۔ **زمین کے متعلق پالیسی:**
آپؓ نے جاگیردارانہ نظام کو ختم کر کے تمام زمین مزارعوں میں تقسیم کر دی۔ اس کے علاوہ نہریں کھدوائیں، زمین کا سروے کروایا اور سروے کے مطابق ٹیکس کی رقم متعین کی۔

iv۔ **میرٹ پالیسی:**
آپؓ نے نظام حکومت میں میرٹ کی پالیسی کو اپنایا اور قابل رشک اہلیت کے حامل افراد کو حکومت کے مختلف عہدوں پر مقرر کیا۔ جید علماء کو جج مقرر کیا۔ تمام تقرریاں کرنے سے پہلے مجلس شوریٰ سے رائے لی جاتی تھی۔

v۔ **مالی پالیسی:**
آپؓ نے سلطنت اسلامیہ کے لئے مالی پالیسی تین اصولوں کی بنیاد پر بنائی تھی یعنی صحیح اکٹھا کرو، صحیح خرچ کرو اور غلط خرچ کرنے سے روکو۔ آپؓ بیت المال کو عوام کی امانت سمجھتے تھے اور کہتے تھے کہ اگر خلیفہ امیر ہے تو اسے بیت المال سے کچھ نہیں لینا چاہیئے۔ اگر وہ غریب ہے تو گزارے کے مطابق لینا چاہیئے۔ ملک کے تمام لوگوں کو روٹی، کپڑا مہیا کرنا حکومت کی ذمہ داری تھی اس لئے آپؓ نے درجوں کے مطابق مستحقین کے وظائف مقرر کر رکھے تھے۔ آپؓ نے تمام لوگوں کو ہدایت دے رکھی تھی کہ اپنی بچت کو کسی نہ کسی کاروبار میں لگائیں تاکہ دولت چند ہاتھوں میں مرکوز نہ

کا فرق کم ہو سکے۔

ہو جائے۔ اسی طرح آپؓ نے چند ایک نئے ٹیکس امیروں پر عائد کیے تھے تا کہ امیر و غریب کا فرق کم ہو سکے۔

پاکستان بھی ایک اسلامی فلاحی ریاست بننے کی راہ پر گامزن ہے اور اچھے نظام حکومت کے لئے کوشاں ہے اس لئے یہاں بھی ضرورت ہے کہ حضرت عمرؓ کی انتظامی پالیسی ایمانداری، لگن، کارکردگی، احتساب، دروازہ کھلا رکھنے کی پالیسی، میرٹ پالیسی اور مالی پالیسی کو اپنایا جائے۔ پاکستان کی افسر شاہی (بیوروکریسی) کو چاہیئے کہ وہ حضرت عمرؓ کی انتظامی فلاسفی کو سمجھیں اور عوام کی خدمت کی تہیہ کریں تو ان میں اچھی انتظامیہ کے اوصاف پیدا ہو سکتے ہیں۔

ALP سمارٹ سلیبس کے مطابق 2011-2019 کے تمام بورڈز کے پرچہ جات میں سے باب نمبر 6 کے معروضی سوالات

1۔ ہڑپہ کے کھنڈرات کس ضلع میں واقع ہیں؟ (کلاس ورک) (بارہ مرتبہ)
(A) لاہور (B) اوکاڑہ (C) ساہیوال (D) ملتان

2۔ وادی سندھ کی تہذیب کتنے سال پرانی ہے: (کلاس ورک) (بارہ مرتبہ)
(A) 2000 سال (B) 3000 سال (C) 4000 سال (D) 5000 سال

3۔ راولپنڈی سے پشاور تک کا علاقہ کیا کہلاتا ہے؟ (کلاس ورک) (گیارہ مرتبہ)
(A) گندھارا (B) وسطی پنجاب (C) ٹیکسلا (D) ہڑپہ

4۔ موہنجوداڑو کا کیا مطلب ہے؟
(A) انسانوں کا شہر (B) مردوں کا شہر (C) زندوں کا شہر (D) مسجدوں کا شہر

5۔ ہڑپہ اور موہنجوداڑو کے درمیان فاصلہ ہے:
(A) 550 کلومیٹر (B) 650 کلومیٹر (C) 750 کلومیٹر (D) 850 کلومیٹر

6۔ انگریز ماہر آثار قدیمہ سر جان مارشل کی نگرانی میں موہنجوداڑو کی کھدائی کی گئی:
(A) 1912ء (B) 1922ء (C) 1932ء (D) 1942ء

7۔ موہنجوداڑو کے کھنڈرات واقع ہیں:
(A) ضلع ملتان (B) ضلع اوکاڑہ (C) ضلع لاڑکانہ (D) ٹیکسلا

8۔ ہڑپہ اور موہنجوداڑو ایک دوسرے سے ______ فاصلے پر واقع ہیں:
(A) 350 کلومیٹر (B) 450 کلومیٹر (C) 550 کلومیٹر (D) 650 کلومیٹر

جوابات

1	2	3	4	5	6	7	8
C	D	A	B	B	B	C	D

ALP سمارٹ سلیبس کے مطابق 2011-2019 کے تمام بورڈز کے پرچہ جات میں سے باب نمبر 6 کے مختصر سوالات اور جوابات

سوال 1 پاکستان میں کون کون سے اسلامی تہوار منائے جاتے ہیں؟ (کلاس ورک) (پانچ مرتبہ)
جواب: عید میلاد النبی ﷺ، شب برآت، شب معراج، عید الفطر، عید الاضحیٰ۔

سوال 2 ثقافت کی تعریف کریں۔ (کلاس ورک) (گیارہ مرتبہ)
جواب: ایڈورڈ ٹائلر ثقافت کا تعلق ہر قسم کے علوم و فنون، عقائد و قوانین رسم و رواج سے ہوتا ہے۔ یہ انسان کے افکار و اعمال سے بھی متعلق ہوتی ہے۔

سوال 3 پاکستان میں کس قسم کے لباس اور زیورات پہنے جاتے ہیں؟ (کلاس ورک) (تین مرتبہ)
جواب: پاکستان کا قومی لباس شلوار قمیض ہے مگر پاکستان کے مختلف علاقوں میں موسموں اور رسم و رواج کے مطابق لباس استعمال کیے جاتے ہیں دیہات میں عام طور پر دھوتی، قمیض اور پگڑی پہنی جاتی ہے اور شہروں میں پینٹ شرٹ کو پسند کیا جاتا ہے۔

سوال 4 قدیم تہذیب سے تعلق رکھنے والے چار جانوروں کے نام لکھیں۔ (کلاس ورک)
جواب: وادی سندھ کی قدیم سے تعلق رکھنے والے جانوروں میں بھینس، خرگوش، مچھلی، سانپ، ہاتھی، گینڈے اور شیر وغیرہ شامل ہیں۔

سوال 5 گندھارا تہذیب کا مرکز کہاں ہے؟ (کلاس ورک) (پانچ مرتبہ)
جواب: گندھارا تہذیب کا مرکز ٹیکسلا تھا جو راولپنڈی سے 40 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔

سوال 6 پاکستان میں کون کون سی غذائیں پسند کی جاتی ہیں۔؟ (دو مرتبہ)
جواب: گندم اور چاول پاکستان کی عام غذائیں ہیں۔ پنجاب اور سندھ میں سبزیاں دالیں، گوشت، چاول پنجاب میں لسی اور دودھ، سرحد اور بلوچستان میں گوشت اور خشک و تازہ پھل، سرحد اور بلوچستان میں قہوہ، سجی اور کڑاہی گوشت کراچی سے پشاور تک پسند کی جاتی ہے۔ ساحلی باشندے مچھلی اور چاول پسند کرتے ہیں۔

سوال 7 انگریز ماہر آثار قدیمہ سر جان مارشل نے پاکستان میں کیا کام کیا؟ (کلاس ورک) (چار مرتبہ)
جواب: 1922ء میں انگریز ماہر آثار قدیمہ سر جان مارشل نے موہنجوداڑو اور ہڑپہ کے کھنڈرات کی کھدائی کروا کے آج سے پانچ ہزار سال پہلے کی تہذیب و ثقافت کا کھوج لگایا۔

سوال 8 پاکستان کے چار مشہور میلوں اور عرسوں کے نام تحریر کریں۔ (کلاس ورک) (چار مرتبہ)
جواب: i۔ عرس حضرت شیخ علی ہجویری لاہور ii۔ حضرت مادھو لال حسین
iii۔ عرس حضرت میاں میر۔ iv۔ ہارس اینڈ کیٹل شو، لاہور فورٹریس سٹیڈیم۔ سبی کا سالانہ میلہ

سوال 9 وادی سندھ کے قدیم باشندے کس قسم کے جنگی اوزار استعمال کرتے تھے؟ (کلاس ورک)
جواب: وادی سندھ کے قدیم باشندے تانبے، پتن اور کانسی سے بنے ہوئے آلات جنگی اور اوزار استعمال کرتے تھے۔ جنگی آلات میں تیر، کمان، کلہاڑی، خنجر آری اور چاقو جیسے آلات شامل ہیں۔

سوال 10 وادی سندھ سے کیا مراد ہے؟
جواب: وادی سندھ دنیا کی قدیم ترین تہذیب ہے۔ یہ تقریباً 5 ہزار سال پرانی وادی سندھ کی شہری تہذیب تھی۔ یہاں کے لوگ روٹی، کپڑے، مکانات ہتھیاروں، اوزار، برتنوں، زیورات کے استعمال سے آشنا تھے۔

سوال 11 پاکستانی ثقافت کی چار نمایاں خصوصیات لکھیے۔ (تین مرتبہ)
جواب: i۔ مخلوط ثقافت ii۔ مذہبی ہم آہنگی iii۔ علاقائی لباس iv۔ مشترکہ معاشرتی تدریس

سوال 12 مخلوط ثقافت سے کیا مراد ہے؟
جواب: پاکستانی علاقوں میں آ کر بسنے والے لوگ دنیا کے مختلف علاقوں سے آئے ان میں ایرانی، وسطی ایشیائی، تورانی، عربی، یونانی، عراقی اور یورپی شامل تھے۔ جو گروہ بھی آیا اپنے ہمراہ اپنی روایات، رسوم، تہوار، لباس، خوراک اور زندگی گزارنے کے انداز لے کر آیا ان گروپوں نے ایک دوسرے پر اثر ڈالا اور ایک ملی جلی (مخلوط) ثقافت ابھرتی گئی۔

سوال 13 موہن جو داڑو کا تعارف دو جملوں میں کروائیے۔
جواب: موہنجوداڑو کا معنی "مردوں کا شہر" کے ہیں یہ شہر سندھ کے شہر لاڑکانہ سے صرف 27 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ کھدائی سے یہ معلوم ہوا ہے کہ یہ شہر باقاعدہ منظم طور پر آباد تھا۔ ماہرین کا خیال ہے کہ یہ شہر 5000 سال سے بھی پہلے آباد کیا گیا۔

سوال 14 پاکستان کے مشہور کھیلوں کے نام لکھیے۔
جواب: پاکستان کی کھیلیں کرکٹ، ہاکی، سکوائش کی ٹیمیں دنیا بھر میں مشہور ہیں۔

حصہ دوم

سوال 1۔ ثقافت کی تعریف کریں نیز انسانی ثقافت کا ارتقاء بیان کریں۔ (ہوم ورک)
جواب: کسی قوم کی شناخت اس کی ثقافت سے کی جاتی ہے۔ کسی قوم کے افراد جب مدتوں سے ایک سرزمین پر مل جل کر رہ رہے ہوں تو ان کے ہاں مشترکہ قدریں، رسم و رواج، انداز زندگی، عائلی قوانین، تفریحات، کھیل، فنون اور مجلسی زندگی کے اصول دیکھے جا سکتے ہیں۔ یہی خصوصیات اس قوم کو دوسری اقوام سے مختلف اور ممتاز بناتی ہیں۔ اس قوم کے افراد اپنی ان خصوصیات سے لگاؤ رکھتے ہیں۔ زندگی کے مختلف پہلوؤں میں وہ اپنی پسند کے مطابق رویوں کو مستحکم کرتے ہیں اور فنون لطیفہ یعنی شاعری، مصوری، فن تعمیر، موسیقی، خطاطی اور زبان کو پروان چڑھاتے ہیں۔ پھر وہ بتدریج اپنے رہن سہن، رسومات اور لباس وغیرہ کو ارادی اور غیر ارادی طور پر اپنی زندگی کا حصہ بنا لیتے ہیں۔ یہ تمام عناصر مجموعی طور پر ایک ثقافت کی شکل اختیار کر جاتے ہیں۔ تہذیب و ثقافت کی صورت ان ہی عناصر پر بنیاد رکھتے ہوئے ابھرتی ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ دنیا کی مختلف قومیں بڑی حد تک اپنی اپنی جداگانہ ثقافتی خصوصیات رکھتی ہیں۔ کوئی قوم جتنی پرانی تاریخ کی حامل ہوتی ہے، اس کی ثقافت اتنی ہی مضبوط اور ہمہ گیر ہوتی ہے۔

ثقافت کا مسلسل ارتقاء: ثقافت کا مسلسل ارتقاء ہوتا رہتا ہے۔ اس میں تبدیلیاں رونما ہوتے رہنا فطری امر ہے۔ ایک علاقے یا قوم کی ثقافت دوسرے علاقوں اور قوموں کی ثقافت کا اثر بھی نمایاں طور پر پڑتا ہے۔ ثقافت کے لغوی معنی ہی کسی شے یا ذات کی ذہنی و جسمانی نشوونما اور اصلاح کے ہیں۔ فرد کسی قوم کی ثقافت کی بنیادی اکائی ہے۔ افراد مل کر اپنے مقاصد، قدروں اور اصولوں کا تعین کرتے ہیں۔ ایک وسیع علاقے یا ایک بڑی قوم میں چھوٹی چھوٹی ذیلی علاقائی ثقافتیں بھی موجود ہوتی ہیں جو مل جل کر ایک بڑی اور مرکزی ثقافت کو ترتیب دینے میں معاون ثابت ہوتی ہیں۔

ایڈورڈ ٹائلر نے ثقافت کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

''ثقافت کا تعلق ہر قسم کے علوم وفنون، عقائد وقوانین اور رسم ورواج سے ہوتا ہے، یہ انسانوں کے افکار واعمال سے بھی متعلق ہوتی ہے۔''

ایک اور تعریف کچھ اس طرح کی جاتی ہے۔ ''ثقافت ماحول کا وہ حصہ ہے جو انسان نے تشکیل دیا ہو''

ثقافت ایک کل ہوتی ہے اور کسی علاقے میں رہنے والے انسانوں کے ارادی غیر ارادی افعال کی بدولت پروان چڑھتی ہے اور یوں ان لوگوں کے عقائد رسم ورواج، علوم وفنون، قوانین اور معاشرتی رویے اس میں شامل ہوتے جاتے ہیں۔

سوال 2۔ قدیم وادی سندھ کی ثقافت کی خصوصیات بیان کیجئے۔ (ہوم ورک)

جواب: قدیم وادی سندھ کی خصوصیات

1۔ تعمیرات:۔ وادی سندھ کی قدیم تہذیب شہری تھی۔ موہنجوداڑو اور ہڑپہ ہم عصر شہر تھے اور دونوں میں بہت سی ملتی جلتی خصوصیات تھیں۔ دونوں رقبے کے لحاظ سے بڑے اور کافی گنجان آباد تھے۔ فن تعمیر قابل تعریف تھا۔ شہروں کو باقاعدہ بازاروں، گلیوں اور محلوں کی صورت میں بسایا گیا تھا۔ گھروں میں پانی کی نکاسی کا عمدہ بندوبست تھا۔ پکی نالیاں تھیں، جو اوپر سے ڈھکی ہوئی تھیں۔ گھر کشادہ اور ہوادار تھے۔ پختہ اور کچی دونوں اقسام کی اینٹیں استعمال کی گئی تھیں۔ سڑکیں اور گلیاں چوڑی اور سیدھی تھیں۔ گھروں کے اندر غسل خانے تھے اور محلے میں حمام بنائے گئے تھے۔ عمارتوں کے فرش پختہ انیٹوں کے بنے ہوئے تھے۔ تعمیرات کا عمدہ اور پختہ ذوق ہر جگہ جھلکتا نظر آتا ہے۔ ہڑپہ یا موہنجوداڑو جائیں تو آج بھی قدیم دیکھ کر انسانی عقل حیران رہ جاتی ہے کہ کھدائی کے بعد گلیاں اور بازار مکانات اور دیگر عمارتیں باہر نکل آئی ہیں جو پانچ ہزار سال پہلے کے باسیوں کے ذوق اور شعور کا پتہ دیتی ہیں۔ کنوئیں بھی دریافت ہوئے جن سے پانی کی بہم رسائی کے انتظام کا پتہ چلتا ہے۔ گھروں کے نیچے تہہ خانے بھی بنائے جاتے تھے تاکہ موسم کی شدت سے بچا جا سکے۔ تہہ خانوں میں روشنی اور ہوا کے گزر کا اہتمام بھی موجود تھا۔ یقیناً قدیم تہذیب فن تعمیر کے حوالے سے بہت ترقی یافتہ تھی۔

2۔ لباس وزیورات:۔ کپاس بونے اور کپڑا تیار کرنے کے بھی شواہد ملے ہیں۔ قدیم تہذیب سے وابستہ لوگ روئی اور کپڑے کے استعمال سے پوری طرح آشنا تھے۔ بعض بت اور مجسمے جو کھدائی کے بعد دریافت ہوئے، لباس زیب تن کیے ہوئے تھے۔ شال اوڑھنے اور سلا ہوا لباس پہننے کے ثبوت بھی ملے ہیں۔ ایسے اوزار بھی ملے ہیں، جن سے روئی کاتی جاتی تھی۔ لباس پر کڑھائی اور بیل بوٹے کا کام کرنے کا بھی رواج تھا۔ سلائی اور کڑھائی کے فن سے اس دور کے لوگوں کے فیشن کا پتہ چلتا ہے۔ خواتین لہنگا اور چادر استعمال کرتی تھیں۔

خواتین میں زیورات کا استعمال عام تھا۔ کھدائی کے بعد کئی قسموں کے زیوات ملے ہیں مثلاً ہار، بالیاں، انگوٹھیاں اور چوڑیاں وغیرہ۔ جواہرات کا استعمال بھی کیا جاتا تھا۔ جو غالباً وسط ایشیا سے منگوائے جاتے تھے۔ ہاتھی کے دانت سے زیورات بنانے کا رواج بھی تھا۔

3۔ کھلونے:۔ بچوں کے لیے کھلونے تیار کیے جاتے تھے جو عموماً مٹی کے بنے ہوتے تھے۔ جانوروں اور انسانوں کے مجسمے اور روزمرہ استعمال کی چیزوں کے نمونے بھی تیار کیے جاتے تھے۔ مٹی کی بنی ہوئی گڑیاں بھی دریافت ہوئی ہیں۔ گھوڑے اور رتھ کی طرح کے کھلونے بھی کھدائی کے بعد ملے ہیں۔ رتھ سے ثابت ہوا کہ قدیم لوگ پہیے کے استعمال سے آشنا تھے۔ کھلونوں کی موجودگی سے معاشرتی زندگی میں خاندان اور بچوں کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔

4۔ روزمرہ کی گھریلو اشیا: قدیم باشندے کانسی، تانبے اور ہاتھی دانت کے استعمال سے واقف تھے۔ البتہ لوہے کے بارے میں ان کے علم کی تصدیق نہیں ہو سکی ہے۔ گھر میں استعمال ہونے والے برتن تانبے اور کانسی کے بھی بنائے جاتے تھے۔ زیادہ تر برتن عام مٹی کے بنے ہوتے تھے۔ مٹی کے پیالے، گھڑے، تھالیاں، مٹکے اور دیگر ظروف بڑی تعداد میں کھدائی کے بعد نکالے گئے۔ ہاتھی دانت اور جانوروں کی ہڈیوں سے بنی اشیاء بھی ملی ہیں۔ یہ اشیا آج بھی ہڑپہ اور موہنجوداڑو کے عجائب گھروں میں دیکھی جا سکتی ہیں۔ پاکستان کے بڑے عجائب گھروں میں بھی کھدائی کے بعد حاصل ہونے والی اشیاء عام لوگوں کو دکھانے کے لیے رکھی گئی ہیں۔ طلباء و طالبات ان کا مشاہدہ کر کے وادی سندھ کی قدیم تہذیب کے بارے میں بڑی قیمتی معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔

5۔ جنگی ہتھیار: وادی سندھ کے قدیم باشندے تلوار، نیزے، بھالے، تیر کمان، کلہاڑی، خنجر آری، چاقو جیسے جنگی آلات سے آگاہ تھے۔ یہ ہتھیار زیادہ تعداد میں دریافت نہیں ہوئے۔ کانسی اور تانبے کے ہتھیاروں سے جنگ کی جاتی تھی۔ وسطی ایشیا سے آنے والے حملہ آوروں نے علاقے پر آسانی سے قبضہ کر لیا اور مقامی باشندوں کو شکست دے کر یا تو غلام بنا لیا یا پھر ان کی برصغیر کے دوسرے حصوں میں بھاگ جانے پر مجبور کر دیا۔ جنگی امور میں وہ لوگ زیادہ ترقی یافتہ نہ تھے۔ اس سے ان کے امن پسند ہونے کا بھی پتہ ملتا ہے۔ وہ لوگ جنگوں میں رتھ کا استعمال بھی کرتے تھے۔

6۔ تجارت: اندازہ لگایا گیا ہے کہ وادی سندھ کے قدیم باشندوں کے تجارتی تعلقات دور دراز کے علاقوں میں رہنے والے لوگوں سے تھے۔ وہ اپنی اشیا انہیں بھیجتے اور ان کے ہاں ملنے والی اشیاء درآمد کرتے تھے۔ تانبا، کانسی، ٹین اور چاندی کے استعمال سے وہ لوگ واقف تھے لیکن یہ اشیا وادی سندھ میں مہیا نہیں تھیں۔ ظاہر ہے کہ وہ باہر سے منگواتے ہوں گے۔ یوں کہا جا سکتا ہے کہ ان کے تجارتی رابطے مختلف علاقوں میں تھے۔ افغانستان، وسط ایشیا، ایران اور خراسان کے علاقوں میں بسنے والے لوگوں سے ان کا لین دین تھا۔ کھدائی میں ملنے والی اشیاء میں جواہرات بھی ملے ہیں، نیز کئی اقسام کے زیورات کا بھی استعمال کیا جاتا تھا۔ یہ چیزیں بھی وہ دوسرے علاقوں سے حاصل کرتے تھے۔ ماہرین نے ان ہی حقائق کی بنیاد پر اندازہ لگایا ہے کہ وہ تجارت سے بخوبی آگاہ تھے اور اپنی وادی سے باہر کا تجارتی سفر بھی کرتے رہتے تھے۔

7۔ اعتقادات: کھدائی کی گئی تو بت برآمد ہوئے۔ بتوں کی وجہ سے قیاس کیا جاتا ہے کہ وہ لوگ بت پرست تھے۔ پتھروں اور دھاتوں کے بنائے ہوئے بتوں کی پرستش کرتے تھے۔ سورج، چاند اور ستاروں کی پوجا کا بھی رواج تھا۔ وہ اپنے مردہ افراد کو زمین میں دفن کرتے تھے۔ مشترکہ طور پر عبادت کرنے کے لیے مخصوص عمارتیں بنائی گئی تھیں۔

8۔ جانور: مچھلی، بھینس، خرگوش، سانپ، ہاتھی، گینڈے اور شیر سمیت کچھ جانور اس دور میں پائے جاتے ہیں کیونکہ ان جانوروں کی شکلیں دیواروں اور مختلف مہروں پر بنائی گئی تھیں۔ پتھر اور تانبے کی بنی ہوئی مہروں پر جانوروں کی تصاویر سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ لوگ ان جانوروں کی موجودگی سے آگاہ تھے۔ اور اپنی روزمرہ زندگی میں ان کا استعمال کرتے تھے۔ مچھلی، شیر اور گینڈے کی موجودگی ظاہر کرتی ہے کہ وہ شکار سے بھی رغبت رکھتے تھے۔

9۔ خوراک: جو، گندم، مچھلی اور کھجور ان کی خوراک تھی۔ وہ کھیتی باڑی سے کافی حد تک آگاہ تھے۔ جو، گندم اور کپاس بوتے تھے۔ کھجور کی گٹھلیاں بھی کھدائی میں دستیاب ہوئی ہیں اور مچھلی پکڑنے کا سامان بھی ملا ہے، جس سے ان لوگوں کی خوراک کا پتہ چلتا ہے۔ اناج کے گودام کی تعمیر کا سراغ بھی موہنجوداڑو اور ہڑپہ کی کھدائی کے بعد ملا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ لوگ بہت ترقی یافتہ اور مہذب تھے۔

10۔ گندھارا: وادی سندھ کی قدیم تہذیب 5000 سال پہلے سے موجود تھی۔ وسطی ایشیائی علاقوں سے آنے والے گروہوں اور لشکروں نے وادی سندھ کی ثقافت میں اپنے رنگ بھی شامل کیے۔ کشن خاندان کے مہاراجہ کنشک کے دور میں گندھارا آرٹ کو بہت عروج حاصل ہوا۔ گندھارا کا علاقہ وادی سندھ کے شمال میں واقع ہے۔ راولپنڈی سے پشاور تک کا علاقہ گندھارا کہلاتا تھا اور اس کا مرکزی شہر ٹیکسلا تھا۔ 2500 سال پہلے گندھارا تہذیب وثقافت کا ایک اعلیٰ اور ممتاز مرکز تھا۔ یہاں تعلیمی سہولتیں بہت معیاری تھیں۔ ٹیکسلا میں یونیورسٹی موجود تھی، جہاں دور دراز سے علم کے متلاشی آتے اور فیض یاب ہوتے تھے۔

ثقافتی اعتبار سے 2500 سال پہلے کا زمانہ گندھارا میں بڑا ہی اہم اور منفرد تھا۔ علم وحکمت کے علاوہ مختلف فنون میں بھی وہ لوگ ماہر تھے۔ سنگ تراشی کا فن خصوصاً نمایاں تھا۔ اس دور کی عبارت لکھی ہوئی پائی جاتی ہیں۔ گندھارا کی تہذیب کو حملہ آوروں نے آ کر بہت نقصان پہنچایا۔ ایران، وسط ایشیا اور یونان آنے والے لشکروں نے گندھارا آرٹ کو تباہ کیا اور ساتھ ہی ساتھ مقامی لوگوں کو اپنے فنون سے بھی آگاہ کیا۔ ان علاقوں سے آنے والے لشکریوں کے ہمراہ اہل علم، اہل حرفہ اور فنکار بھی آئے اور یوں گندھارا میں مختلف تہذیبوں کے ملاپ سے نئے نئے اثرات مرتب ہوئے۔ یونانیوں نے مجسمہ سازی کے فن پر گہرا اثر ڈالا۔ روزمرہ زندگی کے مختلف پہلو بھی متاثر ہوئے۔ مقامی آبادی نے لباس، خوراک اور رہائش کے حوالے سے نئے طور طریقے دیکھے۔ عمارتوں کی تعمیر اور آرائش کے امور بھی بدلے اور وادی سندھ کی تہذیب وثقافت میں یونانی اور دیگر علاقوں کے رنگوں کا اضافہ ہوا۔

گندھارا آرٹ کے مختلف ادوار کے نمونے پاکستان کے عجائب گھروں میں رکھے گئے ہیں۔ یونانی اور وسطی ایشیائی اثرات قبول کر کے مقامی آبادی نے جو فن پارے تخلیق کیے وہ بھی عجائب گھروں میں موجود ہیں۔ کثیر تعداد میں بڑے ہی نادر نمونے ٹیکسلا کے عجائب گھر میں دیکھے جا سکتے ہیں۔ ٹیکسلا راولپنڈی سے 40 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ جہاں ہر سال کثیر تعداد میں ملکی اور غیر ملکی سیاح مشرق ومغرب کے حسین امتزاج پر مبنی قدیم تہذیب وثقافت کا مشاہدہ کرنے آتے ہیں۔

سوال نمبر 3: پاکستانی ثقافت کی نمایاں خصوصیات تحریر کیجئے۔ (ہوم ورک)

جواب: تعارف:

پاکستانی ثقافت پر اسلام کی واضح چھاپ دکھائی دیتی ہے۔ آج کے پاکستانیوں کا طرز زندگی، خوراک، لباس، تہذیب، رجحانات، فنون اور دیگر پہلو گزشتہ ہزاروں سال کے اثرات قبول کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ پاکستانی ثقافت جو شاندار ماضی کے ساتھ ساتھ بہت بڑے تاریخی اور ثقافتی ورثہ کی حامل ہے جس میں کئی اقوام اور تہذیبوں کی خصوصیات شامل ہیں۔ ان میں وادی سندھ عرب ایرانی و وسطی ایشیائی اقوام بھی شامل ہیں اس کے علاوہ دجلہ، فرات اور عراق کی تہذیبوں کے اثرات بھی ہیں اس لئے پاکستان ثقافت ماضی حال اور مستقبل کا بہترین سنگم ہے۔

پاکستانی ثقافت کی نمایاں خصوصیات درج ذیل ہیں۔

1- **مخلوط ثقافت:**
پاکستانی علاقوں میں آکر بسنے والے لوگ دنیا کے مختلف علاقوں سے آئے ہیں۔ ان میں ایرانی، وسطی ایشائی، تورانی، عربی یونانی، عراقی او
یورپی شامل تھے۔ جو گروہ بھی یہاں آیا اپنے ہمراہ اپنی روایات، رسوم، تہوار، لباس، خوراک اور زندگی گزارنے کے کے انداز لے کر آیا او
اس طرح ایک مخلوط ثقافت وجود میں آگئی۔

2- **مذہبی ہم آہنگی:**
قدیم مقامی باشندے اپنے جداگانہ مذہبی اصولوں پر کاربند تھے۔ دیوی دیوتاؤں کے علاوہ مظاہر قدرت کی بھی پرستش کی جاتی تھی۔ پھر
بزرگان دین حضرت داتا گنج بخش علی عثمان ہجویریؒ، حضرت فریدالدین گنج شکر، حضرت بہاؤالدین زکریاؒ جیسے بہت سے اولیائے کرا
نے مقامی آبادی کو اسلامی تعلیم دی تو بہت بڑی تعداد میں لوگوں نے اسلام قبول کیا۔
موجودہ پاکستان میں مذہبی ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔ اگرچہ علاقائی، صوبائی، لسانی، نسلی اور دیگر بنیادیں بھی ہیں مگر پاکستانیوں کی اہم ترین
پہچان اسلام ہے۔ وہ ذات پات، رنگ و نسل اور علاقے وصوبے کے امتیازات کو نسبتاً بہت کم اہمیت دیتے ہیں۔
ہم آہنگی کے ساتھ ساتھ مذہبی رواداری بھی موجود ہے کیونکہ مسلم اکثریت کے علاوہ کچھ چھوٹی چھوٹی اقلیتیں بھی پاکستان میں بستی ہیں
عیسائی، ہندو اور پارسی وغیرہ اپنے اپنے مذہبی اعتقادات اور رسم ورواج کے مطابق زندگی گزار رہے ہیں۔ پاکستان کا دستور اقلیتوں کو مکمل
تحفظ دیتا ہے۔ اکثریت اقلیت کے تمام حقوق وفرائض کو قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔

3- **پاکستانی لباس:**
پاکستان کے لوگ صاف لباس پہنتے ہیں۔ پاکستان کا قومی لباس نہایت سادہ اور باوقار ہے۔ پاکستانی عوام کے لباس میں بڑا تنوع ہے
ہر صوبے اور ہر علاقے کے لوگ اپنی روایات کے مطابق لباس زیب تن کرتے ہیں۔ دیہی اور شہری علاقوں میں مختلف لباس پہنے جاتے
ہیں۔ پاکستان کے لباس موسمی اور مذہبی ضروریات کے پیش نظر تیار کیے جاتے ہیں۔ سر پر ٹوپی پہننا یا پگڑی باندھنا پسند کیا جاتا ہے۔ دوا
موسمی شدت سے بچاتی ہیں۔ دیہی علاقوں میں مرد دھوتی، کرتا اور پگڑی استعمال کرتے ہیں۔ اب شلوار کا رواج بھی بڑھتا جا رہا ہے
عورتیں دوپٹہ، شلوار اور کرتا پسند کرتی ہیں۔ شہری علاقوں میں شلوار قمیض، پینٹ کوٹ، شیروانی اور واسکٹ کا رواج ہے۔ شہری ماحول پر مغر
لباس کا اثر نمایاں نظر آتا ہے۔
صوبہ سرحد، صوبہ بلوچستان اور صوبہ سندھ میں بڑے گھیرے والی شلوار پہنی جاتی ہے۔ پاکستان کے طول وعرض میں لباس کو پردے ک
تقاضوں کے مطابق تیار کیا جاتا ہے۔ عورتیں، کڑھائی والا لباس پہننا زیادہ پسند کرتی ہیں۔ شادی کے موقع پر دلہن کا لباس، بڑا ای خو
صورت تیار کروایا جاتا ہے۔

4- **معاشرتی قدریں:**
بنیادی طور پر پاکستان کی معاشرت سادہ اور حیادار ہے۔ چادر اور چاردیواری کی حفاظت کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ پاکستان کے تما
علاقوں اور صوبوں میں اعلیٰ اور منفرد قدریں پائی جاتی ہیں۔ زندگی سادہ اور پروقار ہوتی ہے۔ بزرگوں کا احترام کیا جاتا ہے۔ چھوٹوں سے
محبت کرنے کے رواج ہے۔ بے آسرا، ضرورت مند اور غریب افراد کی ضرورتیں پوری کرنے کے لئے زکوٰۃ، صدقات اور فطرانہ دیا
کا نظام سرکاری اور غیر سرکاری دونوں سطح پر قائم ہے۔ خواتین کو عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ لوگ ایک دوسرے کے دکھو
غموں، خوشیوں اور مسرتوں میں شریک ہوتے ہیں۔ مسائل کو مل جل کر اور صلاح مشورے سے حل کیا جاتا ہے۔ دیہی علاقوں میں بزرگو
پر مشتمل پنچائتیں بہت سے تنازعات کو مقامی سطح پر حل کرلیتی ہیں۔ دیہی معاشرہ اعلیٰ روایات رسم ورواج اور اقدار کا سب سے بڑا امی
ہے۔

5- **پاکستانی خوراک:**
پاکستان میں علاقائی اور موسمی تغیر وتبدل کے زیر اثر مختلف علاقوں میں مختلف خوراک استعمال ہوتی ہے۔ عام طور پر لوگ سادہ خوراک
استعمال کرتے ہیں۔ پاکستان کے مختلف علاقوں میں اشیائے خوردنی پسند کی جاتی ہیں۔ پنجاب اور سندھ میں سبزیاں، دالیں، گوشت او
چاول بہت مرغوب غذا ہیں۔ سرحد اور بلوچستان میں گوشت اور خشک وتازہ پھلوں کو فوقیت دی جاتی ہے۔ گندم، جو اور چاول کھانے میں
خصوصی طور پر استعمال ہوتے ہیں۔ سمندری ساحل کے قریب رہنے والوں کو مچھلی بہت پسند ہے۔ پنجاب میں دودھ اور لسی نیز سرحد او
بلوچستان میں قہوہ پسند کیا جاتا ہے۔ تکی اور کڑاہی گوشت نصف صدی پہلے سرحد اور شمالی پنجاب تک محدود خوراک تھی۔ اب پشاور سے
کراچی اور کوئٹہ تک برابر پسند کی جاتی ہے۔ خوراک کے معاملے میں پسند اور ترجیحات بدل رہی ہیں۔ پاکستانی لوگوں کی مرغوب غذا گوشت
ہے۔ مہمانوں کی آمد اور شادی بیاہ کے موقعوں پر دعوتیں اعلیٰ قسم کے کھانوں سے سجائی جاتی ہیں۔

6- **رسم ورواج:**
رسوم ورواج بھی پاکستانی ثقافت کا ایک اہم جزو ہیں۔ پاکستان میں عوام مختلف موقعوں پر مخصوص رسم ورواج کے مطابق عمل کرتے ہیں۔
رسومات معمولی فرق کے ساتھ سارے ملک میں ادا کی جاتی ہیں۔

i- **شادی کی رسومات:**
شادی ایک اسلامی فریضہ ہے اور ایک مخصوص دن نکاح کی رسم ادا کی جاتی ہے۔ دلہن والوں کی طرف سے کھانے کا اہتمام ہوتا ہے۔ اس کے بعد دولہا والے ولیمہ کی دعوت دیتے ہیں۔ شادی کے کھانوں پر کثیر رقوم خرچ کی جاتی تھیں۔ عہد حاضر میں جہیز اور کھانے میں زیادہ اخراجات پر بھی پابندی لگادی گئی ہے۔ عوام کو چاہیے کہ وہ ان قوانین کا احترام کریں، کیونکہ یہ ان کی سہولت کے لئے ہی متعارف کرائے گئے ہیں۔

ii- **بچوں کی پیدائش:**
پیدائش کے فوراً بعد بچے کے کان میں اذان دی جاتی ہے تاکہ اسے معلوم ہو کہ وہ بفضل اللہ تعالیٰ مسلمان خاندان میں پیدا ہوا ہے۔ عزیز واقارب بچوں کی پیدائش کے موقع پر خصوصاً خوشی کا اظہار کرتے ہیں اور نومولود کو تحائف بھی دیئے جاتے ہیں۔ عقیقہ کی رسم بھی ادا کی جاتی ہے۔

iii- **اموات کی رسمیں:**
از روئے اسلام موت برحق ہے تاہم اس موقع پر غمزدہ ہونا انسانی فطرت ہے۔ کسی فرد کے فوت ہوجانے پر رشتہ دار، عزیز واقارب اور تعلق دار متوفی کے گھر جمع ہوتے ہیں۔ میت کو غسل دیا جاتا ہے اور کفن پہنایا جاتا ہے۔ بعد ازاں نماز جنازہ کی ادائیگی کے بعد اسے قبرستان میں دفن کیا جاتا ہے۔ ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی کی جاتی ہے اور بعد میں کھانا کھلایا جاتا ہے۔ سوئم اور چہلم کی رسمیں بھی اس موقع پر ادا کی جاتی ہیں۔

رسم ورواج کے حوالے سے یہ بات بہت اہم ہے کہ ہمارے ملک میں تمام اقلیتوں کو یہ حقوق حاصل ہیں کہ وہ اپنی مذہبی روایات کے مطابق شادی، بیاہ اور اموات کی رسمیں اپنائیں۔ اپنے معمولات زندگی اپنے مذہب کے حوالے سے اپنانے پر ان کر کوئی قدغن نہیں ہے۔

7- **اہم میلے اور عرس:**
عرس اور میلے پاکستانی ثقافت کا ایک اہم حصہ ہیں۔ عرس بزرگان دین کے وصال کی تاریخ پر اور میلے موسموں اور فصلوں کے اعتبار سے لگتے ہیں۔ زیادہ تر میلے موسم بہار میں منعقد ہوتے ہیں۔ پاکستان بھر میں بے شمار میلے اور عرس ہر سال منعقد کیے جاتے ہیں۔ یہ میلے اور عرس ہماری ثقافت کی عکاسی کرتے ہیں۔ ہر سال فصل کی کٹائی شروع ہونے سے پہلے اور بعد میں مختلف شہروں میں سرکاری اور غیر سرکاری میلوں کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ بہار کا موسم شروع ہوتا ہے اور پاکستانی عوام اپنی تھکن دور کرنے اور تازہ دم ہونے کے لئے جوق در جوق میلوں کا رخ کرتے ہیں۔ چند مشہور عرس اور میلے مندرجہ ذیل ہیں۔ لاہور فورٹریس سٹیڈیم میں ہارس اینڈ کیٹل شو

شیندور (گلگت) میں پولو میچز — سبی کا سالانہ میلہ
عرس حضرت داتا گنج بخش علی ہجویریؒ — عرس حضرت فریدالدین گنج شکرؒ
عرس حضرت شاہ رکن عالم ملتانیؒ — عرس حضرت بہاؤالدین زکریاؒ
عرس حضرت مادھولال حسینؒ (میلہ چراغاں) — عرس حضرت سیدن شاہؒ — عرس حضرت سچل سرمستؒ، سندھ
عیسائیوں، ہندوؤں اور دیگر اقلیتوں کے مذہبی تہواروں کے مواقع پر ہونے والے میلے وغیرہ

علاقائی اور قومی کھیل:
پاکستان کا سب سے قدیم کھیل گلگت میں کھیلا جانے والا ''پولو'' ہے۔ یہ گھوڑوں کے ذریعے کھیلا جاتا ہے اور تقریباً 2000 سال پرانا کھیل ہے۔ اس کے علاوہ پاکستان میں مختلف روایتی اور جدید کھیلوں کے مقابلے بھی کرائے جاتے ہیں۔ پاکستان کی کرکٹ، ہاکی، سکواش کی ٹیمیں دنیا بھر میں مشہور ہیں۔ ان کھیلوں کے ٹورنامنٹ ضلعی، ڈویژنل، صوبائی اور ملکی سطح پر منعقد کرائے جاتے ہیں۔ پاکستان میں پہلوانی کا فن بھی وجہ شہرت ہے۔ پاکستان کے رستم زماں گاما جیسے پہلوانوں نے ملک کا نام پوری دنیا میں روشن کیا ہے۔ گوجرانوالہ اور لاہور میں بالخصوص اکھاڑے ہیں، جہاں پہلوان کشتی کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ سندھ کی ملاکھڑا کشتی بھی بہت مشہور ہے۔

مختلف فنون:
پاکستان کو مختلف فنون کی شکل میں بڑا معیاری ورثہ ملا ہے اور یہ اعلیٰ پایہ کے فنون ہماری پہچان ہیں۔ 5000 سال پہلے سے موجود یہ ورثہ اس خطے کی تہذیبی اور ثقافتی سرگرمیوں کے حوالے سے پوری دنیا میں مشہور ہے۔ پاکستان کی ثقافت مختلف انسانی خزانوں سے بھری پڑی ہے۔ وادی سندھ، گندھارا تہذیب، اشوک کا دور، بدھ تہذیب اور انڈو اسلامک فنون اور آرٹ نے پاکستان کے تہذیبی اور ثقافتی ورثہ کو عروج بخشا ہے۔ پاکستان کی قدیم اور جدید ثقافت کے حسین امتزاج کے نمونے چاروں صوبوں میں کراچی سے خیبر تک کے درمیان اور واہگہ سے ٹیکسلا کے درمیان موجود ہیں جو ثقافت کے عظیم شاہکار ہیں۔ شعراء، ادبا، کاریگروں، مصوروں، معماروں، موسیقاروں اور خطاطوں نے مقامی ثقافت کو لازوال بنادیا ہے۔

i۔ فنِ تعمیر:

قیام پاکستان کے بعد تعمیر کی جانے والی عمارتوں میں مشرقی و مغربی اور اسلامی رنگوں اور ڈیزائنوں کا حسین امتزاج نظر آتا ہے۔ کراچی میں مزار قائد اعظم، لاہور میں الفلاح بلڈنگ اور واپڈا ہاؤس، اسلام آباد میں فیصل مسجد اور شکر پڑیاں جیسی پہاڑی تفریح گاہیں تعمیر کی گئیں۔ اپنی پرانی اور جدید عمارات کی وجہ سے پاکستان غیر ملکی سیاحوں کے لئے بڑی کشش رکھتا ہے۔

ii۔ دستکاریاں:

پاکستان میں دستکاریاں منفرد اور اچھوتے فن کے کا اظہار ہیں۔ پاکستان کے دستکار نہایت ماہر، چابک دست اور جمالیاتی ذوق کے حامل ہیں۔ ماہر مرد و زن دستکاری کا کام کرتے ہیں جن کی بنائی ہوئی چیزیں دوسرے ممالک میں بہت پسند کی جاتی ہیں۔ مثلاً چنیوٹ اور گجرات کا بنا ہوا لکڑی کا فرنیچر بہت مشہور ہے۔ ملتان کی بیڈ شیٹس (بستروں کی چادریں) اور اونٹ کی کھال کے بنے ہوئے بہت پسند کئے جاتے ہیں۔ کمالیہ کا کھدر، گکھڑ کی دریاں، بھیرہ کے کھیس، آزاد کشمیر کی شالیں، گلگت کی کڑھائی کی پٹیاں، بہاولپور ڈیرہ غازی کے کڑھائی کے کام بہت نفیس ہیں، جن کو بہت پسند کیا جاتا ہے۔ ٹیکسلا میں سنگ مرمر کی مصنوعات اپنی مثال آپ ہیں۔ چوڑیاں، اجرک اور بلاک پرنٹنگ کے لئے حیدر آباد، مشہور کھیلوں کے سامان اور آلات کے لئے سیالکوٹ، چھریوں کانٹوں کے لئے وزیر آباد اور اجرک کے لئے حیدر آباد بہت مشہور ہے۔

iii۔ مصوری اور خطاطی:

پاکستان میں مصوری کا فن بڑا منفرد اور ملک کی شناخت سمجھا جاتا ہے۔ کلاسیکل اور جدید مصوری کے انتہائی عمدہ نمونے اہل ذوق سے داد وصول کرتے ہیں۔ خطاطی کے فن میں بھی پاکستان کے نامور خطاطوں نے بے مثال شاہکار تخلیق کیے، تاج الدین زریں رقم، سید نفیس نفیس رقم، عبدالمجید، پروین رقم، یوسف سدیدی اور صوفی عبدالرشید، ہوری وغیرہ جیسے نامور خطاطوں کے فن پارے اس حوالے سے بطور مثال کئے جاتے ہیں۔ عبدالرحمن چغتائی نے کلام غالب کو تصویری شکل میں پیش کرکے نادر شاہکار بنائے ہیں۔ شاکر علی، صادقین، اسلم کمال دوسرے مصوروں نے مصوری کے فن کو بام عروج تک پہنچایا ہے۔ ان مصوروں نے خطاطی کے فن پارے بھی تخلیق کیے۔ مغل اور جدید کے مصوری اور خطاطی کے فن پارے لاہور کے عجائب گھر اور شاہی قلعے میں دیکھے جاسکتے ہیں۔

10۔ تہوار:

پاکستان کی اکثریت آبادی مسلمان ہے اور وہ اپنے مذہبی اور معاشرتی تہوار مثلاً عید الفطر، عید الاضحیٰ، عید میلاد النبی ﷺ، یوم عاشور، شب اور شب برات وغیرہ بڑے جوش و خروش سے مناتے ہیں۔ یہ تہوار ہماری صدیوں کی ثقافت کا اہم حصہ ہیں نیز پاکستان میں غیر مسلموں کو بھی تہوار، ہولی، دیوالی اور کرسمس منانے کی پوری آزادی ہے۔

ALP سمارٹ سلیبس کے مطابق 2011-2019 کے تمام بورڈز کے پرچہ جات میں سے باب نمبر 7 کے معروضی سوالات

1۔ 1647ء میں شاہ جہان نے آگرہ کی بجائے کس شہر کو دارالحکومت بنایا؟ (کلاس ورک) (چھ مرتبہ)
(A) مدارس (B) کراچی (C) ڈھاکہ (D) دہلی

2۔ بلوچی زبان میں پہلا مجلہ شائع ہونے کا سن: (کلاس ورک) (چار مرتبہ)
(A) 1940 (B) 1950 (C) 1960 (D) 1970

3۔ قرآن پاک کا پہلا ترجمہ کس زبان میں ہوا؟ (کلاس ورک) (14 مرتبہ)
(A) پنجابی (B) سندھی (C) اردو (D) سرائیکی

4۔ اردو ترکی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں: (کلاس ورک) (گیارہ مرتبہ)
(A) ساتھ (B) اسلحہ (C) لشکر (D) ادب

5۔ پاکستان کی قومی زبان ہے: (دو مرتبہ)
(A) انگریزی (B) اردو (C) پنجابی (D) سرائیکی

6۔ شاعری کے مجموعہ "شاہ جو رسالہ" کے شاعر کا نام ہے: (کلاس ورک) (پانچ مرتبہ)
(A) خوشحال خان خٹک (B) وارث شاہ (C) مخدوم محمد ہاشم (D) شاہ عبداللطیف

7۔ پشتو زبان کی پہلی کتاب کا نام ہے: (کلاس ورک) (بارہ مرتبہ)
(A) پٹہ خزانہ (B) تذکرہ الاولیاء (C) جٹ دی کرتوت (D) آثار الصنادید

8۔ کشمیری زبان کے تیسرے دور سے متعلق ادب کا ایک نامور نام: (کلاس ورک)
(A) محمود گامی (B) حبہ خاتون (C) ارمنی لال (D) ملا فقیر

9۔ پنجابی زبان کا سب سے معیاری لہجہ ہے: (کلاس ورک) (نو مرتبہ)
(A) ماجھی (B) پوٹھوہاری (C) چھاچھی (D) سرائیکی

10۔ وارث شاہ کس زبان کے شاعر تھے؟
(A) پنجابی (B) سندھی (C) پشتو (D) بلوچی

11۔ رحمان بابا کس زبان کے مشہور شاعر تھے؟
(A) پنجابی (B) سندھی (C) پشتو (D) بلوچی

12۔ اردو غزل کا پہلا دیوان جس شاعر نے لکھا: (کلاس ورک) (تین مرتبہ)
(A) بہادر شاہ ظفر (B) سلطان محمد قلی قطب شاہ (C) مرزا غالب (D) مولانا الطاف حسین حالی

13۔ اردو کس زبان کا لفظ ہے؟
(A) عربی کا (B) ہندی کا (C) ترکی کا (D) فارسی کا

14۔ مست توکلی کس زبان کا شاعر تھا؟
(A) بلوچی (B) سندھی (C) پنجابی (D) پشتو

16۔ خوشحال خان خٹک کس زبان کے شاعر تھے؟
(A) پنجابی (B) سندھی (C) پشتو (D) بلوچی

16۔ ہاشم شاہ کس زبان کے شاعر تھے؟
(A) اردو (B) پنجابی (C) سندھی (D) پشتو

17۔ پاکستان معرض وجود میں آنے پر رابطے کی زبان تھی:
(A) انگریزی (B) ہندی (C) اردو (D) پنجابی

18۔ سوہنی مہینوال کس نے لکھا؟
(A) ہاشم شاہ (B) بلھے شاہ (C) وارث شاہ (D) فضل شاہ

19۔ قصہ ہیر رانجھا کس نے لکھا؟
(A) سلطان باہو (B) میاں محمد بخش (C) بلھے شاہ (D) وارث شاہ

20۔ اکبر کے دور کا شہرہ آفاق موسیقار کون تھا؟
(A) امیر خسرو (B) فیضی (C) تان سین (D) ابوالفضل

21۔ "گندورو" کو کس زبان کا معیاری لہجہ سمجھا جاتا ہے:
(A) بلوچی (B) سندھی (C) کشمیر (D) پشتو

22۔ پشتو زبان کی کتاب "تذکرۃ الاولیاء" کتنے صفحات پر مشتمل ہے:
(A) نو سو صفحات (B) ایک ہزار صفحات (C) گیارہ سو صفحات (D) بارہ صفحات

23۔ خواجہ فرید کس زبان کے شاعر ہیں:
(A) پنجابی (B) کشمیری (C) بلوچی (D) سندھی

24۔ مسدس حالی تحریر کرنے والے شاعر کا نام ہے: (کلاس ورک)
(A) امیر خسرو (B) مولانا الطاف حسین حالی (C) میر تقی میر (D) خواجہ میر درد

25۔ بلوچی زبان و ادب کی تاریخ پر سب سے پہلی کتاب کس نے لکھی؟
(A) شیر کمسر مری (B) میر چاکر خان (C) حسن زندد (D) مرید دھانی

26۔ پشتو زبان کی کتاب "تذکرۃ الاولیا" کتنے صفحات پر مشتمل ہے؟
(A) 1000 (B) 1200 (C) 1300 (D) 1400

27۔ اس شاعر کا نام لکھیے جس نے "مسدس حالی" تحریر کی:
(A) امیر خسرد (B) مولانا الطاف حسین حالی (C) میر تقی میر (D) خواجہ میر درد

28۔ پشتو زبان کے لہجے ہیں۔
(A) 1 (B) 2 (C) 3 D) 4

29۔ ہاشم شاہ کا مشہور قصہ ہے۔
(A) ہیر رانجھا (B) سسی پنوں (C) سوہنی مہینوال (D) مرزا صاحباں

جوابات

1	2	3	4	5	6	7	8	9	10	11	12	13	14	15
D	C	B	C	B	D	A	B	A	A	C	B	C	A	D
16	17	18	19	20	21	22	23	24	25	26	27	28	29	
B	C	D	D	C	C	D	A	B	A	B	B	C	B	

ALP سمارٹ سلیبس کے مطابق 2011-2019 کے تمام بورڈز کے پرچہ جات میں سے باب نمبر 7 کے مختصر سوالات اور جوابات

سوال 1 اردو زبان کی ترویج کے سلسلے میں چار شعرا کے نام لکھیں۔ (کلاس ورک) (پانچ مرتبہ)

جواب: ذوق، میر تقی میر، خواجہ میر درد، بہادر شاہ ظفر، مرزا غالب۔

سوال 2 پشتو زبان کی شاعری کے موضوعات کیا ہیں؟ (کلاس ورک) (پانچ مرتبہ)

جواب: پشتو شاعری کے عام موضوعات، شجاعت وجرات، حریت، اخلاق، تصوف اور رزمیہ شاعری ہیں۔

سوال 3 پنجابی زبان کی ترقی کے سلسلے میں چار شعرا کے نام لکھیں۔ (کلاس ورک)

جواب: بابا فرید گنج شکر، شاہ حسین، سلطان باہو، بابا بلھے شاہ، وارث شاہ۔

سوال 4 بلوچی شاعری کے رزمیہ شاعری کے موضوعات لکھیں۔ (کلاس ورک) (دو مرتبہ)

جواب: بلوچی شاعری میں بنیادی اہم رزمیہ شاعری ہے اس کے موضوعات میں ہمت، جاہ وجلال، غیرت اور بہادری شامل ہیں۔

سوال 5 1050ء سے 1350 کے دوران سندھی ادب کا ارتقاء بیان کریں۔ (کلاس ورک) (دو مرتبہ)

جواب: 1050 سے 1350 سندھ کی ادبی تاریخ کا ابتدائی دور تسلیم کیا جاتا ہے اس دور میں ادبی و دینی تخلیقات پر خاص طور پر کام کیا گیا۔ دور کی داستان، قصہ گنان، بت، سورٹھے اور گاتھا قابل ذکر اصناف ہیں۔

سوال 6 کشمیری زبان کا پانچواں دور بیان کریں۔ (کلاس ورک) (چار مرتبہ)

جواب: پانچواں دور جدید ادب کے زیرِ سایہ پلا بڑھا۔ یہ اپنے اندر نئے فکری رجحانات رکھتا ہے۔

سوال 7 سندھی زبان کے چار شعراء کے نام لکھیے۔ (کلاس ورک) (چار مرتبہ)

جواب: شاہ عبداللطیف بھٹائی، بچل سرمست، مرزا خلیج بیگ، مولوی ملاح شیخ ایاز، ابوالحسن سندھی، مخدوم محمد ہاشم۔

سوال 8 مرزا قلیج بیگ کا تعارف دو جملوں میں کروائیں۔

جواب: مرزا قلیج بیگ نے دنیا کی کئی کتب کے تراجم کئے اس کے علاوہ جغرافیہ، تاریخ، سوانح نویسی، لغت، گرامر، تذکرہ نویسی، ڈرامہ اور ناول نگاری پر قلم اُٹھایا۔ آپ نے تقریباً چار سو کتابیں لکھیں۔

سوال 9 بلوچی شاعری پر نوٹ لکھیں۔

جواب: بلوچی شاعری میں زیادہ اہم رزمیہ شاعری ہے اس موضوعات میں ہمت، جاہ وجلال، غیرت اور بہادری شامل ہیں۔ دوسرا دور شاعری کا ہے۔ اس میں حسن وعشق، شباب کے موضوعات پائے جاتے ہیں۔

سوال 10 پنجابی کی کوئی سی چار لوک داستانوں کے نام لکھیے۔

جواب: قصہ ہیر رانجھا، ہاشم شاہ کا قصہ، سسی پنوں، فضل شاہ کا قصہ، سوہنی ماہینوال کا قصہ۔

سوال 11 کشمیری زبان کا پہلا دور بیان کریں۔

جواب: پہلے دور میں گیتوں کو فروغ ملا اس قسم کی شاعری میں کشمیری سماج کی اجتماعی سوچ واحساس کا اظہار پایا جاتا ہے۔ اسے کشمیری لہجے میں رؤف یا لول کہا جاتا ہے۔

سوال 12 شاعر مشرق علامہ اقبال نے اپنی شاعری کے ذریعے سے مسلمانوں کو کیا پیغام دیا؟ (کلاس ورک) (چار مرتبہ)

جواب: علامہ اقبال نے یہ پیغام دیا کہ مسلمان عظیم ثقافتی، تمدنی اور نظریاتی ورثے کے حامل ہیں۔ ان پر جو افتاد (مسلم اقدار پر دباؤ) پڑی ہے اس کا حل صرف یہی ہے کہ وہ اپنی خودی کو مضبوط کر کے حالات ومشکلات کا مقابلہ کریں۔ پوری دنیا کے مسلمان باہم ایک رشتے میں منسلک ہیں۔

سوال 13 قرآن پاک کا پہلا ترجمہ کس زبان میں ہوا؟

جواب: پوری مسلم دنیا کی مقامی زبانوں میں سندھی ہی وہ واحد زبان تھی جس میں قرآن پاک کا ترجمہ کیا گیا۔

سوال 14 اردو کے تین شعرا کے نام لکھیے۔

جواب: مرزا محمد رفیع سودا، میر تقی میر، خواجہ میر درد، ذوق، بہادر شاہ ظفر، مرزا غالب۔

سوال 15 امیر خسرو کا تعارف دو جملوں میں کروایئے۔

جواب: امیر خسرو نے نئے نئے ساز اور راگ ایجاد کیا۔

سوال 16 کشمیری زبان کے چار شعرا کے نام لکھیے۔ (کلاس ورک)

جواب: 1۔ حبہ خاتون 2۔ ارمنی لال 3۔ ملا فقیر 4۔ محمود گامی

سوال 17 پنجابی زبان کے معیاری لہجہ کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

جواب: ماجھی لہجہ پنجابی زبان کا معیاری لہجہ سمجھا جاتا ہے۔ جو لاہور اور اس کے آس پاس کے علاقے میں بولا جاتا ہے۔ شروع میں یہ زبان ہندو جوگیوں اور مسلمان صوفیوں دونوں کا حصہ تھی۔

سوال 18 بلوچی زبان کی ترقی کے لئے اقدامات کو دو نکات میں بیان کیجئے۔

جواب: 1۔ قیام پاکستان کے بعد اردو حروف تہجی کو گھٹا بڑھا کر بلوچی کے لئے ایک معیاری رسم الخط ایجاد کیا گیا ہے۔
2۔ 1960 میں پہلا بلوچی مجلہ شائع ہونے سے بلوچی زبان میں صحافت اور ادب کو ایک نیا رخ ملا ہے۔

سوال 19 بلوچی زبان کے دو اہم لہجے کون سے ہیں؟ (دو مرتبہ)

جواب: بلوچی زبان کے دو اہم لہجے ہیں۔ 1۔ سلیمانی 2۔ مکرانی

سوال 20 کشمیری زبان کے دوسرے دور کے نمایاں پہلو بیان کیجئے۔

جواب: دوسرے دور میں الٰہیات کے موضوعات پر لکھا گیا۔

سوال 21 پشتو ادب میں کن دو زبانون کے الفاظ کی تراکیب شامل نظر آتی ہے؟

جواب: پشتو ادب میں عربی اور فارسی کے الفاظ کی تراکیب شامل نظر آتی ہے۔

سوال 22 کشمیری زبان کا تیسرا دور بیان کریں۔

جواب: تیرے دور میں عشقیہ داستانوں کو منظوم کرنے کی روایت پڑی حبہ خاتوں اس عہد کی اہم شاعرہ گذری ہیں۔ اس دور کی منظوم قصوں میں کشمیری کے علاوہ اہم فارسی اور عربی قصوں کو بھی کشمیری لباس پہنایا گیا جن کے لیے ارمنی لال اور ملا فقیر وغیرہ کے نام قابلِ ذکر ہیں۔

سوال 23 انگریز دور میں بلوچی شاعری کے موضوعات کیا تھے؟

جواب: انگریزوں کے دور میں جو بلوچی شاعری تخلیق کی گئی اس میں تصوف، اخلاقیات اور انگریزوں کے خلاف نفرت کے عنوانات ملتے ہیں۔

سوال 24 اردو کو قومی رابطے کی زبان کیوں کہا جاتا ہے؟

جواب: مختلف زبانیں ہونے باوجود پاکستان کے لوگ جہاں ایک مذہب کی لڑی میں پروئے ہوئے ہیں۔ وہاں ان میں ایک رشتہ زبان کا بھی ہے۔ زبان کا یہ رشتہ باہمی انحصار اور زبانوں کے اختلاط سے پیدا ہوا جسے اردو کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اردو جہاں رابطے کی زبان کی حیثیت رکھتی ہے وہاں یہ قومی تشخص کی علامت بھی ہے۔

سوال 25 سندھی زبان میں حروف تہجی کی تعداد کیا ہے؟

جواب: سندھی زبان میں حروف تہجی کی تعداد باون (52) ہے۔

سوال 26 کشمیری زبان کا چوتھا دور بیان کریں۔

جواب: چوتھے دور میں کشمیری زبان وادب پر روحانی اثر غالب رہا جس کے روح رواں محمود گامی تھے۔

سوال 27 اردوتر کی زبان کا لفظ ہے اس کے کیا معنی ہیں:

جواب: اردوتر کی زبان کا لفظ ہے اس کے معنی ''لشکر'' کے ہیں۔

سوال 28 بلوچی زبان کی شاعری کے دو معنوعات تحریر کریں۔

جواب: بلوچی شاعری میں زیادہ اہم رزمیہ شاعری ہے۔اس کے موضوعات میں ہمت، جاہ وجلال، غیرت اور بہادری شامل ہیں۔
دوسرا حصہ عشقیہ شاعری کا ہے۔اس میں حسن وعشق اور شباب جیسے موضوعات پائے جاتے ہیں۔

سوال 29 زبان کی تعریف کریں۔

جواب: ابتدا میں انسان محض مہمل آوازوں کے سہارے اپنے جذبات اور احساسات دوسروں تک پہنچاتا ہے۔آہستہ آہستہ ان آوازوں نے مختلف الفاظ کی شکل اختیار کی۔اس طرح ان الفاظ اوران کے استعمال کوزبان کہتے ہیں۔

سوال 30 پنجابی زبان کی ترقی کے سلسلے میں چار شعرا کا کام بیان کریں۔

جواب: پنجابی زبان میں
1۔ وارث شاہ کا قصہ، ہیر رانجھا
2۔ ہاشم شاہ کا قصہ سسی پنوں
3۔ فضل شاہ کا قصہ سوہنی مہینوال
4۔ حافظ برخوداز کا قصہ مرزا صاحبان وغیرہ مشہور ہیں۔

سوال 31 پشتوزبان کے دو شعرا کے نام تحریر کریں۔

جواب: 1۔ خوشحال خاں خٹک 2۔ امیر کروڑ 3۔ شیر شاہ سوری

سوال 32 سندھی زبان کی شاعری کے موضوعات تحریر کریں۔

جواب: سندھی زبان کی شاعری میں حب الوطنی، عزم، خودداری، اورروحانی عقائد جیسے موضوعات شامل ہیں۔

سوال 33 خواجہ فرید کس زبان کے شاعر ہیں؟

جواب: خواجہ فرید پنجابی زبان کے شاعر ہیں۔

سوال 34 انگریز دور میں بلوچی شاعری کے موضوعات کیا تھے؟

جواب: انگریز دور میں جو بلوچی شاعری تخلیق کی گئی اس میں تصوف، اخلاقیات اور انگریزوں کے خلاف نفرت کے موضوعات ملتے ہیں۔

سوال 35 خوشحال خاں خٹک کون تھا؟

جواب: خوشحال خاں خٹک پشتو کے عظیم شاعر ہیں۔ یہ صاحب قلم ہونے کے ساتھ صاحب سیف بھی تھے اس کا اظہار انہوں نے ان الفاظ میں کیا ہے۔''خوشحال کے لئے وہ لمحات قابل دید ہیں جب تلوار اور زرہوں کی جھنکار ہوتی ہے۔ان کی شاعری میں تصوف، اخلاق اور حریت پائی جاتی ہے۔

سوال 36 کشمیری زبان کے مختلف لہجوں کے نام لکھیں۔

جواب: کشمیری زبان کے لہجے کئی مشہور ہیں جن میں مسلمانکی، ہندکی، لندورو، گامی زیادہ مشہور ہیں۔

سوال 37 کشمیری ادب کو کتنے ادوار میں تقسیم کیا گیا۔

جواب: کشمیری ادب کو پانچ ادوار میں تقسیم کیا گیا۔

1۔ پہلا دور یعنی روف یالول 2۔ دوسرا دور الہیات 3۔ تیسرا دور عشقیہ درستائس 4۔ چوتھا دور روحانی دور 5۔ پانچواں دور جدید ادب

سوال 38 پنجابی زبان کے دو لہجوں کے نام لکھیے۔

جواب: پنجابی زبان کے مندرجہ ذیل لہجے ہیں۔
ماجھی، پوٹھوہاری، چھاچھی، سرائیکی، دھنی اور شاہ پوری۔

حصہ دوم

سوال 1۔ پاکستان کی مختلف زبانوں پر نوٹ تحریر کریں۔

جواب:۔ پنجابی: یہ ایک بہت قدیم زبان ہے۔ پنجابی صوبہ کی زبان ہے۔اس زبان کا ربط اس علاقے کی قدیم ہڑپائی یا دراوڑی زبان سے ملتا ہے۔ تاریخی وجغرافیائی تبدیلیوں کے باعث اس کے چھے بڑے لہجے یا بولیاں ہیں۔ان کو مختلف ناموں سے موسوم کیا جاتا ہے۔ ماجھی، پوٹھوہاری، چھاچھی، سرائیکی، دھنی اور شاہ پوری۔ ماجھی لہجہ سمجھا جاتا ہے جو لاہور اور اس کے آس پاس کے علاقے میں مروج ہے۔شروع میں یہ زبان ہندو جوگیوں اور مسلمان صوفیوں، دونوں کا حصہ تھی۔

پنجابی زبان کے علم وادب کی نشان دہی محمود غزنوی کی آمد کے زمانے سے ہوتی ہے۔اس سلسلہ میں حضرت بابا فرید گنج شکرؒ کا نام آتا ہے۔ان کی شاعری کا موضوع تصوف، پیار ومحبت، اور حب الوطنی ہے۔

مجموعی طور پر پنجابی شاعری میں تصوف کے اسرار ورموز کا بیان خاص طور پر کیا جاتا ہے۔ان میں شاہ حسینؒ (مادھولال حسین)، سلطان باہوؒ، بلھے شاہؒ خواجہ فریدؒ شامل ہیں۔تصوف کے ساتھ ساتھ اپنے زمانے کے معاشرتی وسیاسی حالات کے رنگ واثرات ان پر غالب تھے۔اس کا اظہار خاص اور عام فہم علامتوں میں نظر آتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ ان کا کلام عوام میں بے حد مقبول ہے۔

پنجابی شاعری میں داستان گوئی بھی ایک خصوصی مقام رکھتی ہے۔جن شعراء نے پنجابی کی لوک داستان کو منظوم کیا ان میں وارث شاہ کا قصہ ہیر رانجھا، ہاشم شاہ کا قصہ سسی پنوں، فضل شاہ کا قصہ سوہنی مہینوال، حافظ برخوردار کا قصہ مرزا صاحباں وغیرہ مشہور ہیں۔ان قصوں میں اعلیٰ درجے کی شاعری کے علاوہ اس وقت کی پنجاب کی تاریخ نیز معاشی، مذہبی اور معاشرتی زندگی کی بھرپور جھلک بھی دکھائی دیتی ہے۔ پنجابی زبان میں ناول بھی لکھے گئے۔مشہور ناول نگاروں میں دبیر سنگھ، میرن سنگھ اور سیداں بخش منہاس کا ناول بہت مشہور ہیں۔

پنجابی ادب اپنے اظہار کے حوالے سے ای بھرپور، موثر اور بے باک تصویر پیش کرتا ہے۔جس کی دنیا کے ادب میں نظیر نہیں ملتی۔اس کے اصناف سخن کی تعداد از زندگی کے ہر شعبے پر پھیلی ہے۔جن میں زندگی کی چھوٹی چھوٹی محسوسات تک اظہار کرنے کی صلاحیت پائی جاتی ہے۔ان میں وار، ڈھوٹ، ماہیا، دوسے گھوڑی سٹھنیاں، ٹپے کی، بولیاں وغیرہ شامل ہیں۔

بیسویں صدی سے پہلے پنجابی نثر میں بہت کم کام ہوا اور جو ہوا وہ بھی صرف مذہبی علم تک محدود تھا۔ بعد میں ناول نویسی، ڈرامہ نویسی، تذکرہ نویسی، تحقیق وتنقید اور دوسرے اصناف نثر میں مختلف لوگوں نے گرانقدر کام کیا ہے۔اب ٹیلی ویژن اور ریڈیو کی وجہ سے جدید ڈرامہ نویسی میں بھی بڑی ترقی ہو رہی ہے۔ پنجاب یونیورسٹی میں شعبہ پنجابی بھی قائم ہے۔ جہاں ایم اے پنجابی اور پی۔ایچ ڈی کروائی جاتی ہے۔

سندھی:

سندھی پاکستان کی ایک قدیم ترین زبان ہے۔یہ آریائی خاندان سے تعلق رکھتی ہے اور دریائے سندھ کی وادی اور ارد گرد کے علاقوں میں بولی جاتی ہے۔اس کے بولنے والوں کی تعداد ایک کرو‌ڑ سے کم نہیں۔اگرچہ اس زبان پر دراوڑی، سنسکرت، یونانی، ترکی، ایرانی اور دیگر قدیم زبانوں اور ثقافتوں کے اثرات نمایاں ہیں۔تاہم یہ عربی اور فارسی سے بھی کافی متاثر ہوئی ہے۔انگریزوں کی آمد کے بعد انگریزی زبان کے الفاظ بھی سندھی میں شامل ہوئے جس کے باعث سندھی زبان کے ادب اور ذخیرہ الفاظ میں وسعت آئی۔ یہ زبان اپنے قدیم ثقافتی ورثے کے سبب پاکستان کی دیگر علاقائی زبانوں کی نسبت زیادہ مضبوط ہے اور یہ عربی کی طرح لکھی جاتی ہے۔اس کے حروف تہجی کی تعداد باون ہے۔

صوبہ سندھ کے شمال جنوب وسیع علاقے میں سندھی زبان بولی اور سمجھی جاتی ہے۔اسی وجہ سے اس کے کئی لہجے ہیں۔ سندھ کے زیریں اور راجستھانی علاقے میں لاڑی، کچھی، وچولی، کاٹھاواڑی اور عقدی کی بولیاں رائج ہیں۔ بلوچستان میں جدگالی، گنداوی، فکری لاسی، کیچی، نوری اور چینی کے لہجے بولے جاتے ہیں۔جبکہ باقی علاقوں میں مستعمل بولیوں کو کوہستانی، سرائیکی اور وچولی کہا جاتا ہے۔اس کا معیاری لہجہ (ساہتی) علمی، ادبی اور صحافتی نگارشات میں اولیت کا درجہ رکھتا ہے۔

پوری مسلم دنیا کی مقامی زبانوں میں سندھی ہی واحد زبان تھی جس میں قرآن پاک کا پہلا ترجمہ کیا گیا۔سندھی زبان اس علاقے میں اسلام کے آنے سے پہلے بھی ترقی یافتہ تھی اور سندھی لکھنے پڑھنے کا رواج عام تھا۔ بعد میں مسلمانوں کے آنے کے بعد عربی کے ساتھ ساتھ اس کی بھی مکمل طور پر اہمیت حاصل رہی ہے۔

1050ء سے 1350ء تک کے دور میں ادبی ودینی تخلیقات میں خاص طور پر کام کیا گیا۔ یہ سندھ کی ادبی تاریخ کا ابتدائی دور تسلیم کیا جاتا ہے جس میں حب الوطنی، عزم، خودداری اور روحانی عقائد کے موضوعات پر لکھا گیا۔اس دور کی داستان، قصہ، گنان، ہیت، سورٹھے، گاتھا اور قابل ذکر اصناف ہیں۔گنان شاعری کا ایک منفرد انداز تھا۔جس کو اسماعیلی مبلغین اسلامی عقائد کی تبلیغ کا ذریعہ بناتے تھے۔انھی مبلغین نے 40 حرفی رسم الخط بھی ایجاد کیا جسے میمن کی یا خوجکی خط کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔اس زمانے میں مختلف مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والے صوفیا کرام نے بھی سندھی میں شاعری کے ذریعے اسلام کی تعلیمات پھیلائیں۔

اٹھارہویں صدی تک سندھی ادب میں شاہ عبداللطیف بھٹائی اور سچل سرمست جیسے عظیم شاعر اپنی بے نظیر شاعری سے سندھی ادب کو مالا مال کر چکے تھے۔اس دور کو سندھی ادب میں سنہری دور سے تعبیر کیا جاتا ہے۔شاہ عبداللطیف بھٹائی نے عام زندگی اور غریب ومحنت کش طبقے کی زندگی کے گن گائے اور اس میں انسانی عظمت کو اجاگر کیا۔انھوں نے شاعری کے لیے تمثیلی انداز اختیار کیا۔جس کا بنیادی مواد وہ سندھ کی لوگ کہانیوں سے لیتے تھے۔اسی وجہ سے سندھ کے ہر کونے میں ان کی شاعری کی گونج سنائی دیتی ہے۔شاہ جو رسالو ان کی شاعری کا مجموعہ ہے۔اسی دور کے ایک اور عظیم المرتبت شاعر عبدالوہاب المعروف سچل سرمست بھی ہیں۔انہوں نے سندھی، اردو، سرائیکی، پنجابی اور فارسی میں شاعری کی۔وہ صوفی صفت انسان تھے اور تصوف میں وحدت الوجود ان کا مسلک تھا اور یہی ان کی شاعری کا معیار بھی ہے۔وہ لوگوں کو توحید کا سبق دیتے تھے اور مجموعی طور پر ان کے اشعار کی تعداد نو لاکھ کے قریب ہے۔

شاعری کے ساتھ ساتھ نثری ادب میں بھی اساتذہ علماء اور مبلغین کی اجتماعی کوششوں سے بہت سرمایہ جمع ہو گیا۔ اس سلسلے میں ابوالحسن سندھی کی کوششیں نمایاں ہیں۔ انہوں نے سندھی کے لیے عربی رسم الخط کو بنیاد بنا کر ایک نیا رسم الخط تیار کیا۔ اس سلسلہ میں دوسرا نام مخدوم محمد ہاشم کا ہے۔ وہ بہت بڑے عالم دین تھے انہوں نے فارسی اور سندھی میں قریباً 150 کتابیں لکھیں۔ جن کا موضوع اسلامی عقائد کی تصحیح اور تشریح ہے۔ ان میں سے بعض کو آج بھی دینی مدارس اور مصر کی جامعۃ الازہر میں نصابی کتب کی حیثیت حاصل ہے۔ اس زمانے میں اخوند عزیز اللہ نے قرآن پاک کا نثری میں ترجمہ کیا۔

سندھی زبان میں انگریزوں کے آنے کے بعد بہت ترقی ہوئی۔ اس دور میں مرزا قلیچ بیگ کا نام بہت اہم ہے۔ انہوں نے شاعری کے موضوعات پر کتابیں لکھیں اور دنیا کی کئی اچھی کتب کے تراجم کیے۔ آپ نے جغرافیہ تاریخ سوانح نویسی، گرامر نویسی، تذکرہ نویسی، ڈرامہ نگاری، ناول نگاری اور تحقیق وغیرہ کے موضوعات پر قلم اٹھایا۔ آپ نے تقریباً 400 کے قریب کتابیں لکھیں۔

انگریزوں کے دام تسلط میں برصغیر کی سیاسی اور سماجی زندگی میں بہت اہم تبدیلیاں آئیں اور لوگوں میں شعور پختہ ہوا۔ اسی دور میں سندھی صحافت کو اہمیت اور فروغ حاصل ہوا، قرآن پاک کا منظوم ترجمہ مولوی ملاح نے 1970ء کے عشرے میں کیا۔ بیت، وائی، کافی، مولود سندھی کی مخصوص شعری اصناف ہیں۔ جدید ادبی رجحانات میں سندھی دوسری زبانوں کے ساتھ ساتھ متاثر ہوئی۔ پاکستان کے معرض وجود کے بعد جدید افسانہ، ڈرامہ نگاری، ادبی تحقیق اور دوسرے علمی میدانوں میں خاصا کام ہوا ہے۔ جدید ادیبوں نے روایتی انداز کو جدید انتخابات سے ہم آہنگ کیا ہے۔ تمام تر نثری اصناف کو جلا بخشی ہے۔ تحقیق وتنقید میں بھی نمایاں ترقی ہوئی ہے۔ سندھی زبان کی ترقی کا ادارہ فعال کردار ادا کر رہا ہے۔

پشتو:

صوبہ خیبر پختونخوا میں اکثریت کی زبان پختو یا پشتو ہے۔ اس کے بولنے والوں کو پختون یا پشتون کہا جاتا ہے۔ اس زبان کی ابتداء قریباً پانچ ہزار سال قبل افغانستان کے علاقے باختر یا بخت میں ہوئی تھی۔ اس نسبت سے اس زبان کے بولنے والوں کو پشتون یا پختون کا نام دیا گیا ہے جو بعد میں پختو یا پشتو بن گیا۔ پشتو ایک پرانی زبان ہے۔ دوسری زبانوں کی طرح پشتوں زبان کے ادب کا آغاز بھی شاعری ہی سے شروع ہوا تھا کیونکہ اس کی پہلی کتاب آٹھویں صدی عیسوی کے دوسرے نصف میں لکھی گئی جس کا نام پٹہ خزانہ ہے۔ نظم کا پہلا شاعر امیر کروڑ کو سمجھا جاتا ہے۔ چودھویں صدری عیسوی کی آخر تک پشتو ادب بیرونی اثرات جذب کر چکا تھا۔ اس میں عربی اور فارسی کے الفاظ کی تراکیب شامل نظر آتی ہیں۔

انیسویں صدری عیسوی کے ابتدائی عشروں میں نظم کے ساتھ ساتھ قصیدہ اور مرثیہ بھی پشتو کی خاص اصناف مانی جانے لگیں۔ غیاث الدین بلبن اور شیر شاہ سوری کے دور میں قصیدہ اور مدح کی اصناف پشتو ادب کا حصہ بنیں۔

محققین کو تذکرہ الاولیا، نام کی ایک قدیم تصنیف دستیاب ہوئی ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس دور کے پشتو شعراء نے حمد ونعت کی اصناف پر بھی طبع آزمائی کی تھی۔ یہ کتاب بارہ سو صفحات کی ہے۔ محمود غزنوی کے دور میں سیف اللہ نامی ایک شخص نے باقاعدہ طور پر پشتو کے حروف تہجی تیار کیے جو آج تک رائج ہیں۔ پشتو شاعری میں جو موضوعات نمایاں طور پر پائے جاتے ہیں۔ ان میں حریت، غیرت، جنگ وغیرہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ تصوف کا تذکرہ بھی ملتا ہے۔ ملامست اس اسلوب کے پیشوا مانے جاتے ہیں۔

خوشحال خاں خٹک پشتو کے عظیم شاعر ہیں۔ یہ صاحب قلم ہونے کیساتھ ساتھ صاحب سیف بھی تھے۔ اس کا اظہار انہوں نے ان الفاظ میں کیا ہے۔ خوشحال کے لیے وہ لمحات قابل دید ہیں جب تلوار اور زرہوں کی جھنکار ہوتی ہے۔ خوشحال خاں نے اپنی شاعری میں مختلف شعبہ ہائے زندگی کے متعلق لکھا۔ ان میں عشق حقیقی، عشق مجازی، تصوف، اخلاق، حریت اور بہادری کے موضوعات نمایاں ہیں۔

پشتو زبان کے تین لہجے ہیں۔ ایک لہجہ شمال مشرق کے علاقوں کا دوسرا جنوب مغرب کے علاقوں کا اور تیسرا زئی قبائل کا ہے۔ ان تینوں کے مابین بنیادی طور پر صرف تلفظ کا فرق پایا جاتا ہے۔

بلوچی:

بلوچی زبان کی قدامت اور اس کے خاندان کے بارے میں کتنے ہی نظریات کیوں نہ ہوں، لیکن یہ حقیقت ہے کہ بلوچی ادب کی ترقی کا زمانہ قیام پاکستان کے بعد کا ہے۔

بلوچ اپنی معاشرت کے اعتبار سے بادیہ نشین ہیں۔ ان کی زبان بلوچی ہے جس کا تعلق آریائی زبانوں سے ہے۔ بلوچی زبان کے دو اہم لہجے ہیں ایک سلیمانی اور دوسرا مکرانی۔ اگرچہ بلوچی رسم الخط پہلے ایجاد ہو چکا تھا قدیم بلوچی ادب تحریری صورت میں بہت دیر بعد آیا۔ مجموعی طور پر بلوچی شاعری کو تین حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

بلوچی شاعری میں زیادہ اہم رزمیہ شاعری ہے۔ اس کے موضوعات میں ہمت، جاہ وجلال، غیرت اور بہادری شامل ہیں۔ دوسرا حصہ عشقیہ شاعری کا ہے اس میں حسن وعشق، شباب اور دوسرے موضوعات پائے جاتے ہیں۔ تیسرا حصہ لوک داستانوں پر محیط ہے۔ اس میں لوری اور موسیقی کی اصناف قدیم زمانے سے معاشری زندگی کا عکس پیش کرتی آئی ہیں۔

بلوچی زبان کی قدیم ساعری کو روشناس کرانے کا کام 1840ء میں ہوا۔ بلوچی ادب کے کلاسیکی نثر میں مرچا کر خان، حسن زندہ، حمل رنوندو منہاد، پیرنگ وگان، ناز شہ، مرید دہانی وغیرہ کے قصے مشہور ومقبول ہیں۔ بلوچی ادب کے تیز رفتار ارتقاء کا آغاز قیام پاکستان کے بعد بلوچی رسائل و جرائد نے کیا۔ بلوچی زبان وادب کی تاریخ پر سب سے پہلی کتاب شیر کمسر مری نے لکھی۔ انگریزوں کے دور میں جو بلوچی شاعری تخلیق کی گئی اس میں تصوف، اخلاقیات، اور انگریزوں کے خلاف نفرت کے عنوانات ملتے ہیں۔ اس دور کا بلند پایہ شاعر "مست توکلی" ہے۔

قیام پاکستان کے بعد اردو حروف تہجی کو گھٹا بڑھا کر بلوچی کے لیے ایک معیاری رسم الخط ایجاد کیا گیا ہے۔ 1960ء میں پہلا بلوچی مجلہ شائع ہونے سے بلوچی زبان میں صحافت اور ادب کو ایک نیا رخ ملا ہے۔ جدید ادب میں جملہ اصناف سخن پر مشق جاری ہے۔ بلوچستان یونیورسٹی نے بلوچی زبان میں میں پی ایچ ڈی کی ڈگری کا اجراء کیا ہے۔

کشمیری:

کشمیری زبان ایک تحقیق کے مطابق وادی سندھ کی زبان سے منسلک ہے۔ اس کے کئی مشہور لہجے ہیں جن میں مسلمانکی، ہندکی، گندورو، گامی زیادہ مشہور ہیں۔ معیاری وادبی لہجہ گندور کو سمجھا جاتا ہے۔ کشمیری ادب کو پانچ ادوار میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

1- پہلے دور میں لوک گیتوں کو فروغ ملا، اس قسم کی شاعری میں کشمیری اسماج کی اجتماعی سوچ واحساس کا اظہار پایا جاتا ہے۔ اسے کشمیری لہجے میں روف یا لول کہا جاتا ہے۔

2- دوسرے دور میں الٰہیات کے موضوعات پر لکھا گیا۔

3- تیسرے دور میں عشقیہ داستانوں کو منظوم کرنے کی روایت پڑی۔ حبہ خاتون اس عہد کی اہم شاعرہ گزری ہیں۔ اس دور کے منظوم قصوں میں کشمیری کے علاوہ اہم فارسی وعربی قصوں کو بھی کشمیری لباس پہنایا گیا۔ جن کے لیے ارمنی لال اور ملا فقیر وغیرہ کے نام قابل ذکر ہیں۔

4- چوتھے دور میں کشمیری زبان وادب پر روحانی اثر غالب رہا جس کے روح رواں محمود گامی تھے۔

5- پانچواں دور جدید ادب کے زیر سایہ پلا بڑھا۔ یہ اپنے اندر نئے فکر رجحانات رکھتا ہے۔ غلام احمد مہجور کو اس دور میں اہم مقام حاصل ہے۔ کشمیری ادب میں مقامی تخلیقات کے ساتھ دوسری زبانوں سے تراجم بھی ہوئے۔ ایرانی ادب کو خاص طور پر غزل اور مثنوی کے تراجم کے بعد کشمیری شاعری نے بھی اپنی تخلیقی صنف کے طور پر اپنایا۔ آزاد کشمیر یونیورسٹی میں کشمیریات پڑھانے اور تحقیق کے لیے خصوصی انتظامات کیے گئے ہیں۔

سوال نمبر 2: پاکستانی میں قومی رابطے کی زبان اردو کو کیوں کہا جاتا ہے؟

جواب: موجودہ زمانے میں عالمی زبانوں کا درجہ بہت کم زبانوں کو حاصل ہے اور مجموعی طور پر UNO کی منتخب کردہ زبانیں چند ایک ہیں ان میں سے اردو بھی ایک اہم زبان ہے۔ برصغیر میں آبادی کا بہت بڑا حصہ اردو زبان کو عام بول چال کے لئے استعمال کرتا ہے۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان کی قومی زبان بھی اردو ہے۔ تحریک پاکستان میں اردو کی خدمات سے قائداعظمؒ بہت متاثر تھے اسی لئے انھوں نے اردو کو قومی زبان بنانے کا فیصلہ کیا کیونکہ وہ جانتے تھے کہ پاکستان کے مختلف حصوں کو متحد رکھنے کے لئے اردو بہت بڑا ذریعہ ہے۔

اردو زبان کو جنوبی ایشیاء میں مسلمان دور کی ثقافتی نشانی کہا جاتا ہے۔ تحریک پاکستان میں جان ڈالنے کے لئے اردو ہندی تنازعہ 1867ء بنارس نے بہت اہم کردار ادا کیا اور یوں مسلمانوں پر یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہو گئی کہ اردو ان کی شناخت اور معاشرت کا بہترین ذریعہ ہے۔ اردو ہمارے تشخص اور قومی وقار کی زبان ہونے کے ساتھ ساتھ قومی اتحاد کا بھی ذریعہ ہے اور مذہب اسلام کے بعد ہمارا سب سے مضبوط باہمی رشتہ اس زبان کے ساتھ ہے۔

پس منظر اور تعارف:

اردو یہ وہ وسیع زبان ہے جو برصغیر میں مختلف لہجوں اور مختلف آہنگ کے ساتھ بولی جاتی ہے اردو زبان سنسکرت، ایرانی، عربی، فارسی، پشتو اور ہندی زبانوں کے مقابلے میں زیادہ قدیم نہیں ہے۔ مگر یہ حقیقت ہے کہ زبان ترقی یافتہ اور جدید دور کے قومی تقاضوں سے ہم آہنگ ہے۔

مرزا داغ دہلوی کا مشہور شعر ہے

اردو ہے جس کا نام ہمیں جانتے ہیں داغ　　سارے جہاں میں دھوم ہماری زباں کی ہے

اردو ترکی زبان کا لفظ ہے جس کا مطلب "لشکر" ہے۔ مغل حکمرانوں اور اس سے پہلے سلطنت دہلی کے حکمرانوں نے فارسی کے ساتھ تمام اقوام اور خصوصاً افواج کے درمیان وجود میں آنے والی نئی زبان کی سرپرستی شروع کر دی جس سے زبان کا آغاز وارتقا شروع ہو گیا۔ بعد میں مغل حکمران شاہ جہان کے دور میں جب دارالحکومت آگرہ کی بجائے دہلی 1647ء میں منتقل ہوا تو تب اس "لشکری زبان" کا باقاعدہ آغاز ہوا جس کا نام اردو معلی رکھا گیا۔ بعد میں ریختہ، ہندوی، ہندوستانی اور ہندی کے نام سے بھی اس کو موسوم کیا گیا۔ اس کے بعد اردو کا جدید آہنگ وجود میں آ گیا اور بہت بڑے بڑے اساتذہ سخن اردو کے دامن سے وابستہ ہوئے جس سے اردو نے باقی عالمی زبانوں کے مقابلے میں تین چار صدیوں میں ہی عالمی افق پر اپنا ایک علیحدہ ادبی مقام حاصل کر لیا جس کی مسابقت ناممکن ہے۔ قیام پاکستان کے بعد اردو بحیثیت قومی زبان متعارف ہوئی مگر اس کو وہ مقام نہ مل سکا جس کی یہ زبان حقدار تھی۔

حالانکہ بابائے قوم قائداعظمؒ محمد علی جناح کا واضح موقف تھا کہ پاکستان کی قومی زبان صرف اور صرف اردو ہوگی۔ (مارچ 1948ء ڈھ
یونیورسٹی کے طلباء سے خطاب)

قومی رابطے کی زبان اردو:

اردو پاکستان کی قومی زبان ہے اور چاروں صوبوں میں رابطہ کے لئے اہم ترین ذریعہ ہے۔ مسلمانوں کی تاریخ، سیاست، معاشر
ادب، اقدار اور مذہبی تعلیمات اس زبان سے وابستہ ہیں۔ مسلمانوں کا جنوبی ایشیاء میں شاندار ماضی کا وجود بھی اسی زبان کا مرہون منت
پاکستان کے چاروں صوبوں میں علاقائی زبانوں کے ساتھ ساتھ اردو بھی رابطے کا ذریعہ ہے۔ خیبر سے لے کر پورٹ بن قاسم تک ہر جگہ اردو ز
بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ قومی رابطے اور یک جہتی کے لئے اردو زبان بھی باہمی اتحاد کا ذریعہ ہے کیونکہ اردو زبان بے شمار خصوصیات سے مالا مال
نیز تابناک ماضی اس کا ورثہ ہے جبکہ روشن مستقبل کی نوید اس میں موجود ہے۔ اردو زبان تمام شہروں، قصبوں، گاؤں اور تمام علاقوں میں اس
بولی جانے والی زبان ہے کیونکہ یہ بے شمار خصوصیات کی حامل ہے جو درج ذیل ہیں۔

خصوصیات اردو:

1۔ **عام بول چال کی زبان:**

اردو زبان کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ وہ پاکستان کے تمام صوبوں میں ایک عام بول چال کی زبان کی حیثیت سے بولی جاتی ہے۔ پاکستان
طول وعرض میں اسے بولا اور سمجھا جاتا ہے۔ کسی دوسری زبان کو یہ نمایاں خصوصیت حاصل نہیں ہے۔

2۔ **آسان وقابل فہم:**

اردو زبان بے حد آسان اور قابل فہم ہے۔ ہر شخص تھوڑی سی محنت سے اسے سمجھ اور بول سکتا ہے کیونکہ اس میں عربی، فارسی، ہندی، انگریزی وا
کے الفاظ بکثرت استعمال ہوتے ہیں اور اس کی ترکیب اور بناوٹ اس کے سیکھنے میں آسانی پیدا کرتی ہے۔

3۔ **وسیع ذخیرہ الفاظ:**

اردو زبان کا دامن وسیع ذخیرہ الفاظ سے مالا مال ہے اور روز بروز اس ذخیرہ میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ اس وسیع ذخیرہ الفاظ کے باعث یہ
مضامین اور خیالات کو پیش کرنے کی بہترین صلاحیت رکھتی ہے۔

4۔ **اسلامی علوم وادب:**

عربی اور فارسی کے بعد اردو زبان ہی کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اس میں ہمارے دین مذہب کا وافر قیمتی سرمایہ محفوظ ہے۔ تفسیر، حدیث، فقہ، سیر
تاریخ اسلام، بزرگوں کے تذکروں اور اولیاء کے افکار کا ایک وسیع اور بیش قیمت سرمایہ اردو کے دامن میں محفوظ ہے۔

5۔ **مسلم تہذیبی ورثہ اور علمی سرمایہ:**

دینی سرمائے کے علاوہ اردو کا دامن ہمارے علم وادب اور تہذیبی وثقافتی ورثے سے مالا مال ہے۔ ہم اس قیمتی سرمائے کو پورے فخر کے ساتھ
کے سامنے پیش کر سکتے ہیں۔

6۔ **ٹائپ کی آسانی:**

اردو زبان میں جہاں فن خطاطی کے بہترین اسلوب پائے جاتے ہیں۔ وہاں اس کا ٹائپ بھی آسانی کے ساتھ ممکن ہے جس کی وجہ
نشر واشاعت کا کام تیز رفتاری کے ساتھ ہوسکتا ہے۔ کمپیوٹر کی ایجاد نے اردو رسم الخط کے فروغ میں ایک انقلاب برپا کر دیا ہے۔

7۔ **وسیع علمی وادبی ذخیرہ:**

اردو زبان کا دامن فن کتابت کے بہترین نمونوں اور شہ پاروں سے مالا مال ہے۔ خط نستعلیق کتابت کا ایک بہترین رسم الخط پیش کرتا ہے۔ ا
علمی ذخیرہ کسی بھی عالمی زبان سے کم نہیں ہے۔

8۔ **بین الاقوامی اہمیت:**

اردو زبان کی اہمیت اب بین الاقوامی سطح پر بھی تسلیم کی جاتی ہے۔ مشرق وسطی اور وسطی ایشیاء میں یہ زبان رواج پا رہی ہے نیز آل انڈیا ریڈیو، و
آف امریکہ اور بی بی سی وغیرہ سے خبروں کے علاوہ اردو کے خصوصی علمی اور ادبی پروگرام نشر ہوتے ہیں۔

9۔ **ثقافتی ورثہ کی زبان:**

اردو رابطے کی بہترین حیثیت رکھنے کے ساتھ ساتھ ثقافتی ورثے کی بھی امین ہے۔ برصغیر میں مختلف قوموں سے تعلق رکھنے والے لوگ آباد تھ
ان کے باہمی میل جول سے ایک نئی زبان پیدا ہوئی، جس سے ان لوگوں کے درمیان ربط بڑھا۔ مسلم مفکرین اور دانشوروں نے بڑی محنت سے
کو موجودہ مقام دلایا لہٰذا اردو اس تمام ثقافتی ورثے کی علمبردار ہے۔

10۔ **قومی شناخت:**

اردو پاکستان میں بسنے والی اقوام کی قومی شناخت ہے۔ پاکستان کا استحکام ترقی اور قومی اتحاد کے لئے اردو زبان کی اہمیت مسلمہ ہے۔

ALP سمارٹ سلیبس کے مطابق 2011-2019 کے تمام بورڈز کے پرچہ جات میں سے باب نمبر 8 کے معروضی سوالات

1۔ پاکستان کے لوگوں کی قدر مشترک ہے: (کلاس ورک) (پندرہ مرتبہ)
(A) لباس (B) زبان (C) عادات (D) دین اسلام

2۔ پاکستان میں رابطہ کی زبان کون سی ہے؟ (کلاس ورک) (تیرہ مرتبہ)
(A) انگریزی (B) اردو (C) پنجابی (D) سندھی

3۔ یہ قول "مشترکہ زبان سے کوئی چیز اہم نہیں ہے جو کہ قومی اتحاد پیدا کرے" ہے: (کلاس ورک) (بارہ مرتبہ)
(A) قائداعظم (B) ہملٹن (C) ریمزے میور (D) علامہ محمد اقبال

4۔ قیام پاکستان کے بعد کونسی زبان رابطے کی زبان بنی:
(A) انگریزی (B) اردو (C) بنگالی (D) سندھی

5۔ "مشترکہ تاریخی روایات قومی اتحاد کے لئے بہت ضروری ہے"۔ یہ قول ہے: (دو مرتبہ)
(A) جان ایس مل (B) ریمزے میور (C) ہملٹن (D) علامہ محمد اقبال

6۔ درج ذیل میں سے قومی یکجہتی میں اہم کردار کس کا ہے؟
(A) کاروبار (B) خاندان (C) گھر (D) مذہب

جوابات

1	2	3	4	5	6
D	B	C	B	A	D

ALP سمارٹ سلیبس کے مطابق 2011-2019 کے تمام بورڈز کے پرچہ جات میں سے باب نمبر 8 کے مختصر سوالات اور جوابات

سوال 1 قومی یکجہتی کی کیا اہمیت ہے؟ (کلاس ورک)

جواب: قومی یکجہتی کی مدد سے ہم ملک میں خوشحالی لا سکتے ہیں لوگ آپس میں تعاون کرتے ہیں۔ جس سے امن وامان قائم کرنے میں مدد ملتی ہے۔ انتظامیہ مضبوط ہوتی ہے اور معاشرے میں اعتماد کی فضا قائم ہوتی ہے۔

سوال 2 قومی یکجہتی کے لئے کون سے عناصر ضروری ہیں دو کے نام لکھیں۔ (کلاس ورک) (چار مرتبہ)

جواب: مشترکہ زبان، مشترکہ مذہب، مشترکہ ثقافت۔

سوال 3 یکساں حقوق کی فراہمی سے کیا مراد ہے؟ (کلاس ورک) (تین مرتبہ)

جواب: اس سے مراد یہ ہے کہ ہر فرد کو وہ تمام حقوق ملیں جس کا وہ مستحق ہے بغیر رکاوٹ کے ملتے رہیں اور رنگ، نسل، ذات پات بنیاد پر کسی سے امتیازی سلوک نہ کیا جائے۔

سوال 4 مشترکہ زبان قومی اتحاد کے لئے کیا کردار ادا کرتی ہے؟ (کلاس ورک)

جواب: زبان اپنی بات دوسروں تک پہنچانے کا اہم ذریعہ ہے۔ لوگ اپنے خیالات دوسروں تک پہنچا سکتے ہیں۔ چونکہ زبان رابطہ کا کام سرانجام دیتی ہے۔ اس لئے قومی اتحاد کا باعث ہے۔

سوال 5 قومی یکجہتی سے کیا مراد ہے؟ (کلاس ورک) (پانچ مرتبہ)

جواب: اس سے مراد یہ ہے کہ ایک پوری قوم کو تمام معاشرتی اور سیاسی گروہوں کو یکجا کر کے ایک لڑی میں پرو دیا جائے تا کہ ملک وقوم میں ایک متحدہ نظام قائم ہو سکے۔

سوال 6 مشترکہ مذہب کا قومی یکجہتی میں کیا کردار ہے؟ (تین مرتبہ)

جواب: اس سے قومیت کا احساس بڑھتا ہے اور قومی اتحاد پیدا ہوتا ہے۔

(کلاس ورک)

سوال 7 مشترکہ نسل قومی اتحاد کے لئے کتنی ضروری ہے؟

جواب: اگر آبادی ایک ہی نسل سے تعلق رکھتی ہو تو ان میں نفسیاتی و معاشرتی طور پر یگانگت پیدا ہو جاتی ہے اور ایک ہی قومیت کا احساس پیدا ہوتا ہے۔

(کلاس ورک) (تین مرتبہ)

سوال 8 مشترکہ مذہب کا کیا مطلب ہے؟

جواب: آبادی میں بہت سے لوگ ایک ہی مذہب کے پیروکار ہوں تو اس کو ان لوگوں کا مشترکہ مذہب کہتے ہیں۔

سوال 9 جمہوریت کیا ہے؟

جواب: یہ ایک ایسا طرز حکومت ہے۔ جس میں عوام اپنے نمائندوں کو حکومتی سطح پر لاتے ہیں اور وہ نمائندے عوام کی مرضی کے مطابق کام کرتے ہیں۔ جمہوریت عوامی حکومت ہوتی ہے۔

سوال 10 مشترکہ مذہب قومی اتحاد کے لئے کیوں ضروری ہے؟

جواب: مشترکہ مذہب قومی یکجہتی پیدا کرنے میں بڑا اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اگر آبادی ایک ہی مذہب سے تعلق رکھتی ہو تو اس میں نہ صرف ایک قومیت کا احساس بڑھتا ہے بلکہ قومی اتحاد بھی پیدا ہوتا ہے۔ پاکستانی قوم میں اکثریتی لوگوں کا دین اسلام ہے اس لحاظ سے پاکستانی قوم متحد ہے اور ان میں قومی اتحاد و یکجہتی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔

سوال 11 مشترکہ جغرافیائی حدود قومی اتحاد کے لئے کتنا ضروری ہے؟

جواب: اگر آبادی ایک ہی جغرافیائی حدود میں رہتی ہو تو آسانی سے قومی یکجہتی کے دھارے میں ڈھل سکتی ہے قدرتی جغرافیائی حدود ریاست کو دفاع اور اتحاد میں مضبوط کرتی ہے۔ مثلاً مشرقی اور مغربی جرمنی کے لوگوں نے جغرافیائی مماثلت کی وجہ سے دوبارہ ایک قوم کی شکل اختیار کر لی۔

سوال 12 قومی یکجہتی کے مشترکہ عناصر بیان کریں۔

جواب:

1۔ مشترکہ مذہب
2۔ مشترکہ جغرافیائی حدود
3۔ مشترکہ زبان
4۔ مشترکہ نسل
5۔ مشترکہ روایات
6۔ جمہوریت

سوال 13 فوجی فاؤنڈیشن کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

جواب: فوجی فاؤنڈیشن معاشی خدمات سرانجام دینے والا بہت بڑا ادارہ ہے۔ ریٹائرڈ ملٹری آفیسر کے لیے روزگار اور بھلائی کے لیے کام کرتی ہے۔ یہ تعلیم کے لیے اسکی 100 سے زائد برانچیں ہیں کھادیں، سیمنٹ خوراک بنانا، پاور جنریشن اور گیس نکالنے کی خدمات سرانجام دیتا ہے۔

سوال 14 جمہوریت کا قیام کیوں ضروری ہے؟

جواب: عدم جمہوریت کی کیفیت طبقاتی کشمکش پیدا کرتی ہے جو قومی یکجہتی کے لیے مضر ہے۔ جمہوریت کو صحیح معنوں میں قائم کیا جائے تو اس سے لوگوں میں احساس محرومی کم ہوگا اور جذبہ قومی یکجہتی و اتحاد بڑھے گا۔

سوال 15 مشترکہ روایات سے کیا مراد ہے؟

جواب: مشترکہ روایات قومی اتحاد کے لئے ضروری ہیں۔ جان ایس مل کے خیال کے مطابق ''مشترکہ تاریخی روایات قومی اتحاد کے لئے بہت ضروری ہیں'' شاندار ماضی شاندار مستقبل کی نشان دہی کرتا ہے۔ اس سے اگر روایات ایک جیسی ہوں گی تو قومی یکجہتی پیدا کرنے میں آسانی ہوتی ہے۔

سوال 16 غیر مسلموں کے حقوق کی حفاظت کیسے ممکن ہے؟

جواب: اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کے حقوق پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔ عام طور پر تمام شہریوں کو حقوق دیئے جاتے ہیں۔ لیکن خاص طور پر غیر مسلموں کو ذمی کا درجہ دے کر ان کے جان و مال کی حفاظت کی ذمہ داری قبول کی جاتی ہے۔

حصہ دوم

سوال 1۔ قومی یکجہتی سے کیا مراد ہے۔ قومی یکجہتی و سالمیت کے لیے کن عناصر کا ہونا ضرروی ہے؟ (ہوم ورک)

جواب:۔ تعریف: عام طور پر یکجہتی سے مراد متحد ہونا ہے۔ یکجہتی ایک ایسا عمل ہے جس کے ذریعے جزئیات کو کل میں تبدیل کیا جاتا ہے یعنی چھوٹی چھوٹی اکائیوں کو یکجا کر کے کل کی شکل ڈھالا جاتا ہے تاکہ اکائیاں کل کا ایک حصہ بن جائیں۔ یکجہتی سے یہ بھی مراد لیا جاتا ہے کہ مختلف حصوں یا گروہوں کی دلچسپیوں کو اس طرح جوڑا جائے کہ وہ ایک متحدہ نظام کی شکل اختیار کر لے اور متحدہ نظام کی دلچسپیاں ان کی دلچسپیاں بن جائیں اگر یکجہتی ہوگی تو تب ہی کسی گروہ کی سالمیت ممکن ہوگی۔

قومی یکجہتی و سالمیت سے مراد یہ ہے کہ ایک معاشرے میں معاشرتی اور سیاسی گروہوں کو یکجا کر کے ایک لڑی میں پرو دیا جائے تاکہ معاشرے کی سالمیت ممکن ہو مثلاً بہت سی قومیتیں اور ذیلی اکائیاں پاکستانی قوم کے سانچے میں ڈھل جائیں۔ قومی یکجہتی و سالمیت کے لیے مندرجہ ذیل مشترکہ عناصر کا ہونا ضروری ہے۔

1۔ مشترکہ مذہب: مشترکہ مذہب قومی یکجہتی پیدا کرنے میں بڑا اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اگر آبادی ایک ہی مذہب سے تعلق رکھتی ہو تو اس میں نہ صرف ایک قومیت کا احساس بڑھتا ہے بلکہ قومی اتحاد بھی پیدا ہوتا ہے۔ پاکستانی قوم میں اکثریتی لوگوں کا دین اسلام ہے۔ اس لحاظ سے پاکستانی قوم متحد اور ان میں قومی اتحاد و یکجہتی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔

2۔ مشترکہ جغرافیائی حدود: اگر آبادی ایک ہی جغرافیائی حدود میں رہتی ہو تو آسانی سے قومی یکجہتی کے دھارے میں ڈھل سکتی ہے۔ قدرتی جغرافیائی حدود ریاست کو دفاع اور اتحاد میں مضبوط کرتی ہیں مثلاً مشرقی اور مغربی جرمنی کے لوگوں نے جغرافیائی مماثلت کی وجہ سے دوبارہ ایک قوم کی شکل اختیار کر لی۔

3۔ مشترکہ زبان: مشترکہ زبان بھی قومی اتحاد کے پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ برطانوی تاریخ دان ریمزے میور کے مطابق ''مشترکہ زبان سے کوئی چیز اہم نہیں ہے جو کہ قومی اتحاد پیدا کرتی ہے۔'' ایک زبان بولنے سے لوگ ایک دوسرے کو آسانی سے سمجھ سکتے ہیں، اپنے خیالات دوسروں تک پہنچا سکتے ہیں اور دوسروں کی بات سمجھ سکتے ہیں۔

4۔ مشترکہ نسل: اگر آبادی کا تعلق ایک ہی نسل سے ہو تو ان میں نفسیاتی و معاشرتی طور پر یگانگت پیدا ہو جاتی ہے اور ایک ہی قومیت کا احساس پیدا ہوتا ہے اور ان میں قومی یکجہتی بھی پیدا ہوتی ہے۔

5۔ مشترکہ روایات: مشترکہ روایات بھی قومی اتحاد کے لیے ضروری ہیں۔ جان ایس مل کے خیال لے مطابق ''مشترکہ تاریخی روایات قومی اتحاد کے لیے بہت ضروری ہیں۔ شاندار ماضی ہمیشہ شاندار مستقبل کی نشان دہی کرتا ہے اس لیے اگر روایات ایک جیسی ہوں تو قومی یکجہتی پیدا کرنے میں آسانی ہوتی ہے۔''

6۔ جمہوریت: جمہوریت بھی قومی اتحاد پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے جس ملک میں جمہوریت ہوگی تمام طبقات اپنے آپ کو مساوی سمجھیں گے اور مایوسی سے دور رہیں گے۔ احساس جمہوریت، قومی یکجہتی و سالمیت پیدا کرنے میں بڑا مددگار ثابت ہوتا ہے۔

سوال 2۔ قومی یکجہتی و سالمیت کی اہمیت واضح کریں۔ (ہوم ورک)

جواب:۔ جس قوم میں قومی یکجہتی اور اتحاد پیدا ہو جائے تو وہ قوم ترقی کی منزل کی طرف گامزن ہوتی ہے اور قوم کے افراد یکجا ہو کر قومی ترقی اور خوشحالی پر گامزن ہو جاتے ہیں۔ درج ذیل نکات قومی یکجہتی و سالمیت کی اہمیت اور افادیت کو واضح کرتے ہیں۔

1۔ خوشحالی: قومی یکجہتی و اتحاد کے ذریعے ملک میں خوشحالی لا سکتے ہیں۔ اس وقت پاکستان میں دوسرے مسائل کے ساتھ غربت بھی ایک اہم مسئلہ ہے۔ لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ غربت کے خاتمے کے لیے اقدامات کیے جائیں۔ غریب اور امیر طبقے میں فرق کم کرنے سے ہی ملک کو خوشحالی سے ہم کنار کیا جا سکتا ہے۔ یہ کام صرف قومی یکجہتی و سالمیت کے ذریعے ہی ممکن ہے۔

2۔ امن کا قیام: اگر ملک میں قومی یکجہتی و اتحاد قائم ہو جائے تو مختلف گروہوں میں اختلافات اور انتشار رفع ہو سکتے ہیں اور ملک امن و امان کا گہوارہ بن سکتا ہے جو کہ قومی یکجہتی میں مضمر ہے۔

3۔ باہمی تعاون: ملک میں قومی یکجہتی پیدا ہونے کے بعد معاشرے کے مختلف گروہوں کے اختلافات ختم کر کے باہمی تعاون کی فضا قائم کی جا سکتی ہے۔

4۔ عوام کی بھلائی: وہی حکومت عوام کی بھلائی کے متعلق سوچ سکتی ہے جس کو کسی قسم کے انتشار و اختلاف کا سامنا نہ ہو۔ قومی یکجہتی سے یہ تمام برائیاں ختم ہو جاتی ہیں اور حکومت کو فرصت ملتی ہے کہ وہ عوام کی بھلائی کے کام کرے۔

5۔ مضبوط انتظامیہ کا قیام: قومی یکجہتی و یگانگت سے انتظامیہ مضبوط ہوتی ہے جس کی معاشرے کے ہر عنصر پر مکمل ہوتی ہے۔ لہٰذا ایسی حکومت امن و امان اور انتشار کا مسئلہ پیدا ہونے نہیں دیتی۔

6۔ وقت اور دولت کے ضیاع سے محفوظ: قومی یکجہتی و یگانگت قوموں کو وقت اور دولت کے ضیاع سے محفوظ رکھتی ہے کیونکہ قوم کے تمام لوگوں کا ایک دوسرے سے باہمی قریبی تعلق ہوتا ہے جس وجہ سے ایک کام کو بار بار نہیں کیا جاتا۔ اس طرح وقت اور دولت کا ضیاع نہیں ہوتا۔

ALP سمارٹ سلیبس کے مطابق 2011-2019 کے تمام بورڈز کے پرچہ جات میں سے باب نمبر 9 کے معروضی سوالات

1- پاکستان میں جتنے فیصد لوگوں کو پینے کا صاف پانی نہیں ملتا: (کلاس ورک) (بارہ مرتبہ)

(A) 30% (B) 40% (C) 50% (D) 60%

2- زیادہ تر خشک میوہ جات پاکستان کے کس صوبے میں کاشت ہوتے ہیں؟ (کلاس ورک) (آٹھ مرتبہ)

(A) سرحد (B) پنجاب (C) سندھ (D) بلوچستان

3- پاکستان میں سب سے پہلے زرعی اصلاحات ______ میں کی گئیں:

(A) 1958 (B) 1959 (C) 1969 (D) 1979

4- اشیاء کی طلب میں اضافے سے: (کلاس ورک) (تیرہ مرتبہ)

(A) قیمتیں بڑھتی ہیں (B) قیمتیں کم ہوتی ہیں (C) رسد میں اضافہ ہوتا ہے (D) رسد میں کمی آتی

5- قومی معیشت اور عوام کی خوشحالی کے لئے ملکی وسائل کو بہتر طریقے سے استعمال کرنے کا نام ہے: (کلاس ورک) (آٹھ مرتبہ)

(A) معاشی خود کفالت (B) معاشی منصوبہ بندی (C) صنعتی ترقی (D) تجارت

6- انٹرنیٹ کے ذریعے کاروبار کرنے کو کیا کہتے ہیں:

(A) کریڈٹ کارڈ (B) کوریئر (C) ای-کامرس (D) ٹیلی کمیونیکیشن

7- پاکستان کا نہری نظام ______ سال پرانا ہے۔

(A) 140 (B) 150 (C) 110 (D) 170

8- پاکستانی معیشت میں کس کی خاص اہمیت ہے۔

(A) مذہب (B) زراعت (C) سیاست (D) محل وقوع

جوابات

1	2	3	4	5	6	7	8
D	A	B	A	B	C	B	B

ALP سمارٹ سلیبس کے مطابق 2011-2019 کے تمام بورڈز کے پرچہ جات میں سے باب نمبر 9 کے مختصر سوالات اور جوابات

سوال 1 بھاری صنعت سے کیا مراد ہے؟ (دو مرتبہ)

جواب: بڑے پیمانے کی صنعت کو بھاری صنعت کہتے ہیں۔ زیادہ صنعتی یا پیداواری عمل جس میں وسیع پیمانے پر صنعتی اشیاء بنائی جاتی ہیں۔ صنعت کہلاتی ہے۔ مثلاً آٹو موبائل، انڈسٹری، جیپ، کاریں، بسیں، ٹریکٹر بنانا، ریفریجریٹر تیار کرنا۔

سوال 2 معاشی منصوبہ بندی سے کیا مراد ہے؟ (چھ مرتبہ)

جواب: قومی معیشت اور عوام کی خوشحالی کے لیے ملکی وسائل کو بہتر طریقے سے استعمال کرنے کا نام معاشی منصوبہ بندی ہے۔

سوال 3 پاکستان کی چار اہم درآمدات کے نام لکھیں۔

جواب: i- مشینری ii- کھادیں iii- ٹرانسپورٹ کا سامان iv- کیمیکلز

سوال 4 زرعی بنک بنانے کا مقصد کیا ہے؟ (دو مرتبہ)

جواب: زرعی بنک بنانے کا مقصد ہے کہ کسانوں کو بہتر بیج، کھاد، زرعی مشینیں اور جدید آلات دیگر زرعی اشیاء خریدنے کے لئے قلیل المدت طویل المعیاد قرضے دیے جائیں تاکہ ان کی زرعی پیداوار میں اضافہ ہو۔

سوال 5 پاکستان کی کوئی سے دو اہم معدنیات لکھیں۔

جواب: i- معدنی تیل ii- قدرتی گیس iii- چاندی iv- کوئلہ

سوال 6 چار ذرائع آبپاشی کے نام تحریر کریں۔

جواب: i- کاریز ii- نہریں iii- بارش iv- ٹیوب ویل

سوال 7 چھوٹی صنعت سے کیا مراد ہے؟ (تین مرتبہ)

جواب: پاکستان میں چھوٹی صنعت سے مراد وہ صنعت ہے جو دو سے نو مزدور رکھ کر بازار کے لئے مختلف اشیاء بنائے اس میں ڈیری فارمنگ، مرغی خانے، شہد بنانے کی صنعت اور قالین سازی وغیرہ۔

سوال 8 دفاعی صنعت سے کیا مراد ہے؟ (دو مرتبہ)

جواب: دفاعی صنعت سے مراد وہ صنعت ہے جو ملک کے دفاع کے نقطہ نظر سے مختلف اسلحہ، گولہ بارود اور دیگر ساز و سامان تیار کرے یا اسلحہ اور اس سے متعلق دوسری چیزیں تیار کرنے والی صنعت دفاعی صنعت کہلاتی ہے۔

سوال 9 اہم ذرائع نقل و حمل سے کیا مراد ہے؟

جواب: ملک کی صنعتی ترقی کا دارومدار ذرائع نقل و حمل پر ہے۔ ذرائع نقل و حمل میں بسیں، ٹرین، بحری اور ہوائی جہاز شامل ہیں۔

سوال 10 پاکستان کی صنعتی ترقی کی راہ میں حائل رکاوٹیں بیان کریں۔ (کلاس ورک) (پانچ مرتبہ)

جواب: i- غیر ملکی قرضے ii- بجٹ کا خسارہ iii- سرمائے کی قلت iv- جدید ٹیکنالوجی کی قلت

سوال 11 ادائیگیوں کا توازن کیسے درست ہو سکتا ہے؟ (کلاس ورک) (پانچ مرتبہ)

جواب: ادائیگیوں کا توازن اس طرح درست ہو سکتا ہے کہ ہماری برآمدات ہماری درآمدات سے زیادہ ہوں۔

سوال 12 برآمدات کسے کہتے ہیں؟

جواب: ایسی اشیاء جو ملک کی ضرورت سے بڑھ جائیں اور دوسرے ممالک کو معاوضے کے عوض دے دی جائیں برآمدات کہلاتی ہیں۔

سوال 13 فی کس آمدنی کا بڑھنا کیوں ضروری ہے؟

جواب: معاشی منصوبہ بندی کا ایک اہم ترین فی کس آمدنی میں مسلسل اضافہ ہے عوام کے معیار زندگی کا دارومدار فی کس آمدنی پر ہوتا ہے اگر کسی ملک کی فی کس آمدنی میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے تو ملک معاشی ترقی کی راہ پر گامزن ہو سکتا ہے۔ اگر فی کس آمدنی کم ہو جائے تو معاشی ترقی کی رفتار بھی کم ہو جائے گی۔

سوال 14 معاشی خود کفالت کے لئے دو اقدامات:

جواب: i- زرعی صنعتی، تجارتی اور معدنی شعبے کو ترقی دینا ii- منڈیوں کے نظام کی اصلاح کرنا۔

iii- کاشتکاروں کو عمدہ بیج، کھاد اور زرعی مشینری کی خریداری کے لئے قرضے دینا۔

سوال 15 درآمدات کسے کہتے ہیں؟

جواب: اپنی ضرورت کے مطابق دوسرے ممالک سے اشیاء منگوانا درآمدات کہلاتا ہے۔

سوال 16 قومی آمدنی میں اضافے پر نوٹ لکھیں۔

جواب: زرعی شعبے کو بہتر بنا کر اور جدید خطوط پر استوار کر کے پیداوار میں اضافہ کیا جا سکتا ہے۔ جس سے قومی آمدنی میں بھی خاطر خواہ اضافہ ہو گا۔ زرعی شعبے میں حکومت چھوٹے کسانوں کو آسان اقساط پر قرضے دے رہی ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو روزگار مل سکے۔

سوال 17 پاکستان کی چھ اہم برآمدات کے نام لکھیں۔

جواب: i- سوتی کپڑا اور دھاگہ ii- ریڈی میڈ گارمنٹس iii- چاول iv- قالین v- کھیلوں کا سامان vi- آلات جراحی

vii- مچھی اور مچھلی کا تیل viii- بستر کی چادریں۔

سوال 18 پاکستان میں معاشی منصوبہ بندی کی اہمیت سے متعلق دو نکات تحریر کریں۔ (دو مرتبہ)

جواب: 1۔ فی کس آمدنی میں اضافہ: معاشی منصوبہ بندی کا ایک اہم ترین مقصد فی کس آمدنی میں مسلسل اضافہ کرنا ہے۔

2۔ قومی آمدنی میں اضافہ: معاشی منصوبہ بندی کا بنیادی مقصد ملک کے باشندوں کو خوشحال بنانا اور انہیں مطمئن زندگی گزارنے کے مواقع بہم پہنچانا ہے اس سے قومی آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے۔

سوال 19 بھاری صنعت سے کیا مراد ہے؟ (پانچ مرتبہ)

جواب: بڑے پیمانے کی صنعت کو بھاری صنعت کہتے ہیں۔ اس صنعت میں پٹرولیم اور پٹرولیم کی اشیاء پیدا کرنے کی صنعت، سیمنٹ، کھاد، جیپ کاریں بنانے کی صنعتیں شامل ہیں۔

سوال 20 چار اہم ذرائع مواصلات کے نام قلمبند کریں۔

جواب: چار اہم ذرائع مواصلات درج ذیل ہیں:

1- ڈاک 2- ٹیلی گراف 3- ٹیلی فون 4- ٹیلی ویژن 5- اخبارات و رسائل 6- انٹرنیٹ 7- ای میل 8- ای کامرس

سوال 21 صنعتی ترقی کے دو لوازمات بیان کریں۔

جواب: 1۔ ملکی مال بیچنے کے لئے قومی اور بین الاقوامی منڈیوں کا خوش اسلوبی سے جائزہ لینا۔
2۔ صنعتی منصوبے کے سائز اور نوعیت کا جائزہ۔ 3۔ ملک کی برآمدات کا جائزہ لینا۔

سوال 22 قیمتوں میں استحکام کیسے پیدا کیا جاسکتا ہے؟

جواب: اشیا کی طلب میں اضافے سے قیمتیں بڑھتی ہیں۔ قیمتیں بڑھنے سے مہنگائی ہوتی ہے۔ عوام کی قوت خرید کم ہو جاتی ہے اور صارفین کو پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے نیز قیمتوں میں اضافے سے افراط زر کا چکر شروع ہو جاتا ہے۔ چنانچہ معاشی منصوبہ بندی کے ذریعے قیمتوں میں استحکام پیدا کیا جاسکتا ہے اور اسے مناسب سطح پر برقرار رکھنے کی کوشش کی جاسکتی ہے۔

سوال 23 پاکستان کی چار اہم درآمدات کے نام لکھیے؟

جواب: 1۔ مشینری 2۔ لوہا 3۔ چائے 4۔ کھانے کا تیل

سوال 24 انفارمیشن ٹیکنالوجی کا کیا مطلب ہے؟

جواب: انفارمیشن ٹیکنالوجی کا مطلب ہے کہ جدید ٹیکنالوجی کے استعمال کے ذریعے معلومات کو حاصل کرنا، دوسروں تک پہنچانا، ان کا استعمال کرنا، ان پر سوچنا اور ایک نئے طریقے سے لوگوں کے سامنے رکھنا تاکہ زیادہ سے زیادہ معلومات لوگوں تک پہنچ سکیں۔

سوال 25 فی کس آمدنی سے کیا مراد ہے؟

جواب: معاشی منصوبہ بندی کا ایک اہم ترین مقصد فی کس آمدنی میں مسلسل اضافہ کرنا ہے۔ عوام کے معیار زندگی کا دارومدار فی کس آمدنی پر ہوتا ہے۔ اگر کسی ملک کی فی کس آمدنی میں مسلسل اضافہ ہوتا رہے تو ملک معاشی ترقی کی راہ پر گامزن ہوگا۔ اگر فی کس آمدنی کم ہو جائے تو معاشی ترقی کی رفتار بھی متاثر ہوگی۔

سوال 26 معاشی ترقی کے لئے تعلیم کی اہمیت بیان کریں۔

جواب: تعلیم اور معاشرتی و معاشی ترقی باہمی طور پر لازم و ملزوم ہیں۔ معاشی اور معاشرتی ترقی میں آگے بڑھنے کے لئے تعلیمی شعبہ میں سرمایہ کاری بھی اہمیت کی حامل ہے۔ ترقی یافتہ ممالک کے تجربات ظاہر کرتے ہیں کہ ملکی آمدنی میں اضافہ تعلیمی شعبہ کی ترقی سے مربوط ہے۔ پاکستان میں 1951ء کی مردم شماری کے مطابق شرح خواندگی 16 فیصد اور 1998 کی مردم شماری میں 45 فیصد اور موجودہ شرح خواندگی 58 فیصد ہے۔ معاشی ترقی میں اضافے کے لئے تعلیم ضروری ہے۔

سوال 27 قیمتوں میں استحکام کیسے پیدا کیا جاسکتا ہے؟

جواب: اشیاء کی رسد میں کمی اور طلب میں اضافے سے قیمتیں بڑھتی ہیں۔ قیمتیں بڑھنے سے مہنگائی ہوتی ہے۔ عوام کی قوت خرید کم ہوتی ہے۔ اور صارفین کو پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ نیز قیمتوں میں اضافے سے افراط زر کا چکر شروع ہو جاتا ہے۔ چنانچہ معاشی منصوبہ بندی کے ذریعے قیمتوں میں استحکام پیدا کیا جاسکتا ہے۔ اور انہیں مناسب سطح پر برقرار رکھنے کی کوشش کی جاسکتی ہے۔

سوال 28 قدرتی وسائل کی اہمیت بیان کریں۔

جواب: قدرتی وسائل کسی بھی ملک کی ترقی اور خوشحالی کے لئے بہت اہمیت رکھتے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ان وسائل سے مکمل طور پر فائدہ اٹھایا جائے تاکہ ملکی معیشت ترقی کے راستے پر گامزن ہو سکے، کسی ملک اور قوم کی ترقی کا دارومدار اس امر پر ہے کہ وہاں کے لوگ ملکی وسائل سے کس حد تک فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

سوال 29 پاکستان میں زرعی ترقی کے لئے دو اقدامات تحریر کریں۔

جواب: i۔ زراعت اور روزگار: روزگار کی فراہمی کے نقطہ نظر سے زراعت پاکستان کا سب سے بڑا شعبہ ہے۔ ملکی آبادی کا لگ بھگ 42 فیصد حصہ اور دیہی آبادی کا قریباً 60 فیصد زرعی شعبے سے وابستہ ہے جو عبادت سمجھ کر یہ فریضہ سرانجام دے رہا ہے۔

ii۔ معاشی ترقی: پاکستان کی معاشی، صنعتی اور تجارتی ترقی کا انحصار زراعت پر ہے۔ موجودہ دور میں زراعت کو جدید مشینوں اور جدید تقاضوں کے مطابق ترقی دی جارہی ہے۔

سوال 30 پاکستان میں صنعتی ترقی کے لئے کوئی دو لوازمات لکھیے۔

جواب: i۔ ملک کی برآمدات کی نوعیت کا جائزہ لینا۔

ii۔ ملک میں قومی آمدنی کی پیداوار کی نوعیت کا جائزہ لینا۔

سوال 31 پاکستان کی دو اہم معدنیات کے نام لکھیں۔

جواب: 1۔ خام لوہا 2۔ کرومائیٹ 3۔ تانبا 4۔ معدنی نمک

سوال 32 زراعت کے شعبے کی اہمیت کے بارے میں دو جملے لکھیے۔

جواب: پاکستان کی معیشت میں زراعت کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ ملکی آمدنی کا زیادہ حصہ زرعی شعبہ کی برآمدات سے حاصل ہوتا ہے۔ پاکستان کی معاشی صنعتی اور تجارتی ترقی کا انحصار زراعت پر ہے۔ زراعت کی ترقی کی ایک اہم وجہ اچھے اور زیادہ پیداوار دینے والے بیجوں کا استعمال ہے۔ زراعت پاکستان کی معیشت کا سب سے اہم شعبہ ہے۔

سوال 33 معاشی منصوبہ بندی سے افراط آبادی کو کیسے کنٹرول کیا جاسکتا ہے؟

جواب: معاشی منصوبہ بندی کا اہم ترین مقصد روز افزوں بڑھتی ہوئی آبادی کے چیلنج کا مقابلہ کرنا بھی ہوتا ہے۔ منصوبہ بندی سے معاشی وسائل کو ترقی دے کر افراط آبادی پر قابو پایا جاسکتا ہے۔ ہر حکومت کا معاشی منصوبہ کرتے وقت یہی مقصد ہوتا ہے۔

سوال 34 پاکستان میں پانی کی آلودگی کے دو اثرات بیان کریں۔

جواب: پاکستان میں پانی کی آلودگی کے اثرات مندرجہ ذیل ہیں۔

i۔ پانی کی آلودگی سے زرعی پیداوار متاثر ہوتی ہے۔

ii۔ پانی کی آلودگی سے بہت سی انسانی بیماریاں پھیلتی ہے۔

iii۔ پانی کی آلودگی سے بہت سے جانور اور دریاؤں میں مچھلیاں وغیرہ مرجاتی ہیں۔

سوال 35 ای۔کامرس سے کیا مراد ہے؟

جواب: انٹرنیٹ کے ذریعے کاروبار کرنے کو ای۔کامرس کہتے ہیں۔

سوال 36 معاشی بحران پر کنٹرول کیسے ممکن ہے؟

جواب: بعض اوقات ملکی سطح پر معاشی بحران سے نپٹنے کے لئے معاشی منصوبہ بندی ضروری ہو جاتی ہے۔ چونکہ معاشی بحران سے ملکی معیشت کو زبردست دھچکا لگتا ہے۔ اس لئے اس پر معاشی منصوبہ بندی کے ذریعے قابو پایا جاسکتا ہے۔

حصہ دوم

سوال 1۔ پاکستان میں زرعی شعبے کی اہمیت اور افادیت بیان کریں۔ (ہوم ورک)

جواب:۔ ذیل میں اس شعبے کی اہمیت، افادیت اور ترقی کے لیے کیے جانے والے اہم اقدامات کا مختصر جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

1۔ غذا کی فراہمی: ہماری اہم غذائی فصلیں، گندم، چنا، چاول، مکئی، باجرا، اور تیل دار اجناس جو وغیرہ ہیں جو ملک کی بڑھتی ہوئی آبادی کی غذائی ضروریات کو کافی حد تک پوری کر رہی ہیں۔ پاکستان زیادہ تر غذائی فصلوں کی پیداوار میں خود کفیل ہے۔

2۔ نقد آور فصلیں: نقد آور فصلیں کپاس، گنا، تمباکو وغیرہ ہیں جو ہمارے ملک کی قیمتی دولت ہیں۔ زر مبادلہ کا نمایاں حصہ انھی کی بدولت حاصل ہوتا ہے۔ یہ صنعتی خام مال کا اہم ذریعہ ہیں۔ کپڑے، چینی اور سگریٹ وغیرہ کی صنعتوں کا انحصار انھی فصلوں پر ہے۔

3۔ پھل اور میوہ جات: پاکستانی پھل اپنے ذائقے، غذائیت اور خوبصورتی کی بنا پر دنیا بھر میں پسند کیے جاتے ہیں۔ اہم پھل آم، کینو، مالٹا، امرود، کیلا، انگور، سیب، آلو بخارا، خوبانی اور آڑو وغیرہ ہیں۔ خشک میوہ جات زیادہ تر صوبہ خیبر پختونخوا میں کاشت ہوتے ہیں۔ پاکستان پھلوں اور میوہ جات کی برآمد سے ہر سال کثیر زرمبادلہ کماتا ہے۔

4۔ زراعت اور روزگار: روزگار کی فراہمی کے نقطہ نظر سے زراعت پاکستان کا سب سے بڑا شعبہ ہے۔ ملکی آبادی کا لگ بھگ 42 فیصد حصہ اور دیہی آبادی کا قریباً 60 فیصد زرعی شعبے سے وابستہ ہے جو عبادت سمجھ کر یہ فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔

5۔ قومی آمدنی: جی ڈی پی کا کم و بیش 20 فیصد زرعی شعبے سے حاصل ہوتا ہے اور اس میں زیادہ تر حصہ لائیوسٹاک کا ہے۔ حکومت زرعی شعبے کی کارکردگی بڑھانے کے لیے متعدد اقدامات کر رہی ہے۔ چھوٹے کسانوں کو آسان اقساط پر قرضے فراہم کر رہی ہے۔ لائیوسٹاک کے شعبے پر بھی خصوصی توجہ دی جارہی ہے تاکہ متعلقہ افراد کی آمدنی اور معیار زندگی میں اضافہ ہو سکے۔

6۔ معاشی ترقی: پاکستان کی معاشی، صنعتی اور تجارتی ترقی کا انحصار زراعت پر ہے۔ موجودہ دور میں زراعت کو جدید مشینوں اور جدید تقاضوں کے مطابق ترقی دی جارہی ہے۔

7۔ اچھے بیجوں کا استعمال: زراعت کی ترقی کی ایک اہم وجہ اچھے اور زیادہ پیداوار دینے والے بیجوں کا استعمال ہے۔ حکومت فی ایکڑ اور مجموعی ملکی پیداوار میں اضافے کے لیے اچھے، معیاری اور بہتر پیداوار دینے والے بیجوں کی بروقت فراہمی کے لیے ہر ممکن اقدامات کر رہی ہے۔

8۔ آبپاشی کا نظام: پاکستان کا نہری نظام آبپاشی ڈیڑھ سو سال سے زائد پرانا ہے جو منگلا اور تربیلا جیسے بڑے کثیر المقاصد ڈیموں کے علاوہ کئی ایک آبپاشی اور رابطہ انہار پر مشتمل ہے۔ پاکستان میں اس وقت زیر کاشت رقبے کا انحصار آبپاشی کے نظام پر ہے۔ حکومت آبپاشی کے وسائل میں اضافے کے ساتھ نہری پانی کے ضیاع کو روکنے کے لیے بھی کوشاں ہے۔ نہروں اور کھالوں کی پختگی کے ساتھ ساتھ پانی کے استعمال کے کفایتی

پانی کے کم وسائل سے بہتر استفادہ کے لیے سپرنکلر اور ڈرپ

طریقے بھی متعارف کرا رہی ہے۔ ناہموار کھیتوں کے لیے لیزر ٹیکنالوجی کا استعمال،

جیسے منصوبے حکومت کی زراعت کے لیے سنجیدگی کا مظہر ہیں۔

9۔ فصلی بیماریاں: پاکستان کی آب و ہوا فصلی بیماریوں اور کیڑے مکوڑوں کے لیے سازگار ہے۔ حکومت فصلوں کو کیڑے مکوڑوں سے بچانے کے لیے زرعی

ادویات کی درآمد پر ہر سال ایک کثیر رقم خرچ کر رہی ہے تاکہ فصلی بیماریوں اور کیڑے مکوڑوں کا خاتمہ ہو اور پیداوار میں اضافہ ہو سکے۔

10۔ بہترین کھادوں کا استعمال: بہتر پیداوار کے لیے کھادوں کی اہمیت مسلمہ ہے۔ حکومت کھادوں کی مناسب مقدار میں بروقت فراہمی کو یقینی بنانے

کے لیے جملہ وسائل بروئے کار لا رہی ہے تاکہ کھادوں کے مناسب استعمال سے پیداوار میں ہر ممکن اضافہ کیا جا سکے۔

11۔ زرعی اصلاحات: پاکستان کی زرعی شعبہ میں اصلاحات بھی زراعت کی ترقی میں بہت اہمیت رکھتی ہیں۔ یہ اصلاحات 1959

، 1972ء، 1977، اور حالیہ برسوں میں کی گئی ہیں تاکہ فی کس زرعی آمدنی اور اراضی کی ملکیت میں توازن قائم کیا جائے۔ مزارع اور مالک کے

درمیان خوشگوار تعلقات قائم کیے جائیں اور زرعی پیداوار میں اضافہ کیا جا سکے۔

12۔ پختہ سڑکیں: سڑکوں کے ذریعے پیداواری علاقے کا منڈیوں تک رابطہ ہونا بہت ضروری ہے۔ حکومت پاکستان اس سلسلے میں نہ صرف پرانی

سڑکوں کو پختہ بنا رہی ہے بلکہ بہت سی نئی سڑکیں بھی بنا رہی ہے تاکہ کسان اپنی اجناس منڈیوں تک آسانی سے پہنچا سکیں اور اچھے داموں فروخت

کر سکیں۔

13۔ تعلیمی سہولتیں: کاشتکاروں کے بچوں کے زیور سے آراستہ کرنے کے لیے دیہات کی سطح پر تعلیمی سہولتوں کو زیادہ سے زیادہ فروغ دیا جا رہا ہے

تاکہ کاشت کاروں کے بچے زراعت کے جدید طریقوں کے بارے میں معلومات حاصل کر کے ملکی ترقی میں اپنا کردار ادا کر سکیں۔

14۔ سیم و تھور پر قابو پانا: سیم و تھور کے ناسور پر قابو پانے کے لیے ملک بھر میں حکومت کی طرف سے متعدد پروگرام شروع کیے گئے ہیں تاکہ زیر کاشت

رقبے میں اضافہ ہو سکے۔ ان پروگراموں سے نہ صرف زیر کاشت رقبہ بڑھا ہے بلکہ زرعی پیداوار بھی بڑھی ہے۔ اب تک کئی سکیمیں کامیابی سے

پایہ تکمیل سے ہم کنار ہو چکی ہیں جن سے زیر کاشت رقبہ میں اضافہ ہوا ہے مزید سکیموں پر کام ہو رہا ہے۔

15۔ منصوبہ کی ضرورت: اگر بڑھتی ہوئی آبادی کی شرح مناسب حد تک کم ہو جائے تو ہم اپنی زرعی برآمدات میں مزید اضافہ کر سکتے ہیں۔ مناسب

منصوبہ بندی کے ذریعے گھریلو صنعتوں اور ذیلی پیشوں کا معقول بندوبست کیا جا سکتا ہے تاکہ کاشتکار اپنے فرصت اور بے کاری کے اوقات میں

مصروف رہیں اور اپنی آمدنی میں اضافہ کر سکیں۔

16۔ سازگار موسم: اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے پاکستان کے موسم زرعی پیداوار کے لیے بہت سازگار اور مفید ہیں۔

پاکستان میں فصلوں کے دو بڑے موسم ہیں۔

(i)۔ خریف یا موسم گرما کی فصلیں: خریف کی زیادہ تر فصلیں ماہ اپریل سے ماہ جون تک کاشت کی جاتی ہیں اور اکتوبر سے دسمبر تک کاٹی

جاتی ہیں۔ کپاس کی کٹائی نہیں بلکہ چنائی کی جاتی ہے۔ اہم فصلیں گنا، چاول، کپاس، مکئی اور باجرہ ہیں۔

(ii)۔ ربیع یا موسم سرما کی فصلیں: ربیع یا موسم کی زیادہ فصلیں اکتوبر سے دسمبر تک کاشت کی جاتی ہیں اور اپریل سے جون تک کاٹی جاتی ہیں۔

گندم، چنا، جو، تمباکو، بریسم اور تیل دار اجناس ربیع کی اہم فصلیں ہیں۔

17۔ زرعی بنک کا قیام: حکومت نے زرعی ترقیاتی بنک قائم کیا ہے تاکہ کسانوں کو بہتر بیج، کھاد، زرعی مشینری اور آلات و اوزار وغیرہ کے لیے قلیل و

طویل مدت کے قرضے مہیا کیے جا سکیں۔ زرعی بنک کے علاوہ تمام تجارتی بنک اور کوآپریٹو بنک بھی قرضے کا اجرا کرتے ہیں تاکہ زراعت کو

مزید ترقی ہو اور معیشت کو ترقی کی راہ پر گامزن کیا جا سکے۔

سوال 2۔ پاکستان میں صنعتی ترقی کی راہ میں کون کون سی رکاوٹیں حائل ہیں؟ نیز صنعتی ترقی کو بڑھانے کے لیے اقدامات تجویز کیجئے۔

جواب: پاکستان میں صنعتی ترقی کی راہ میں حائل رکاوٹیں:

۱۔ بیرونی قرضوں کی ادائیگی کے لیے ہر سال سالانہ بجٹ میں ایک کثیر رقم کا مختص کرنا۔ ۲۔ خسارے کا سالانہ بجٹ پیش کرنا

۳۔ پاکستان کے توازن ادائیگی میں خسارہ ۴۔ سرمائے کی قلت ۵۔ جدید ٹیکنالوجی کی قلت

۶۔ صنعتی ترقی کا کم ہونا اور زراعت پر انحصار زیادہ ہونا ۷۔ ملکی آبادی کا تیزی سے بڑھنا ۸۔ سیاسی عدم استحکام

۹۔ سرحدوں پر ملکی افواج کے ہر وقت حالت جنگ میں رہنے کی وجہ سے فوجی اخراجات کا بڑھ جانا

۱۰۔ انتظامی امور میں بدنظمی اور بدعنوانی ۱۱۔ ملک میں چور بازاری، سرد بازاری اور ٹیکس ادا نہ کرنے کا عام رجحان ہونا۔

۱۲۔ ناساعد ملکی حالات کی وجہ سے بیرونی سرمایہ کاری میں کمی ۱۳۔ دہشت گردی کی لعنت

۱۴۔ دنیا کی منڈیوں میں رونما ہونے والی سرد بازاری کا ملکی صنعت پر اثر انداز ہونا۔ ۱۵۔ لوڈ شیڈنگ کا مسئلہ

۱۶۔ ذرائع نقل و حمل کی کمی۔ ۱۷۔ توانائی کے ذرائع کا مہنگا ہونا ۱۸۔ مختلف حکومتوں کی متضاد صنعتی پالیسیوں کا ہونا

۱۹۔ مطلوبہ فنی معیار نہ ہونے کی وجہ سے مزدوروں کی پیداواری صلاحیت کا کم ہونا۔ ۲۰۔ تعلیم کے مطلوبہ معیار کا فقدان

۲۱۔ بہت سارے علاقوں میں بجلی کا نہ ہونا۔ ۲۲۔ پیداوار کی کھپت کے لیے منڈیوں کا وسیع نہ ہونا

۲۳۔ تیزی سے بدلتے ہوئے عالمی حالات

پاکستان کی صنعتی ترقی بڑھانے کے لیے اقدامات:

۱۔ پیداواری لاگت کو کم کیا جائے۔ ۲۔ ذرائع نقل و حمل کا بہتر استعمال کیا جائے۔ ۳۔ زراعت کو ترقی دی جائے

۴۔ قدرتی وسائل کا اچھے طریقے سے استعمال کیا جائے۔ ۵۔ زرعی پیداوار کی بہتر کھپت کے لیے نئی منڈیاں تلاش کی جائیں۔

۶۔ صنعتی اشیا کو عالمی معیار کے مطابق بنایا جائے۔ ۷۔ بینکاری کے نظام کو مزید بہتر بنایا جائے۔

۸۔ ٹیکنالوجی کی قلت کو دور کیا جائے۔ ۹۔ توانائی کے وسائل سستے کیے جائیں۔ ۱۰۔ آبادی کو تیزی سے بڑھنے سے روکا

جائے۔ ۱۱۔ ملکی حالات میں استحکام لایا جائے اور جتنی جلدی ہو سکے دہشت گردی کی لعنت سے چھٹکارہ حاصل کیا جائے۔ ۱۲۔

ادائیگیوں کا توازن درست کیا جائے۔ ۱۳۔ ہنر مند افرادی قوت میں اضافہ کیا جائے۔

۱۴۔ حکومتوں کی پالیسیوں میں تسلسل قائم کیا جائے۔

۱۵۔ ملک میں معیار تعلیم کو بہتر بنایا جائے اور سالانہ بجٹ میں تعلیم کے لیے زیادہ رقم مختص کی جائے۔

سوال 3۔ ہمارے اہم قدرتی ذرائع کون کون سے ہیں اور ان کو ضائع ہونے سے کیسے بچایا جا سکتا ہے؟

جواب:۔ قدرتی وسائل: پاکستان ایک وسیع و عریض ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس ملک کو ہر طرح کے وسائل سے نوازا ہے۔ پاکستان میں قدرتی وسائل زرخیز زمین، محنتی افرادی قوت، دنیا کا طویل اور منظم نہری نظام آبپاشی، فلک بوس پہاڑ، گلیشیر، سمندر، صحرا، جنگلات، میدان، معدنی اور حیوانی وسائل وغیرہ کی صورت میں موجود ہیں۔ ہمارا ملک قدرتی وسائل کی دولت سے، مالا مال ہے۔

قدرتی وسائل کسی بھی ملک کی ترقی اور خوشحالی کے لیے، بہت اہمیت رکھتے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ان وسائل سے مکمل طور پر فائدہ اٹھایا جائے تاکہ ملکی معیشت ترقی کے راستے پر گامزن ہو سکے، کسی ملک اور قوم کی ترقی کا دارومدار اس امر پر ہے کہ وہاں کے لوگ ملکی وسائل سے کس حد تک فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

پاکستان کی آبادی میں اگرچہ بڑی تیزی کے ساتھ اضافہ ہو رہا ہے لیکن یہ بات بھی بڑی خوش آئند ہے کہ لوگ محنت اور خلوص نیت کے ساتھ ملکی ترقی میں حصہ لے رہے ہیں۔ ہمیں اس حقیقت کا ادراک کرنا ہوگا کہ حالیہ برسوں میں دنیا کی بعض اقوام نے اپنی محنت سے اپنے ملک کو دنیا کے ترقی یافتہ ممالک کی صف میں لا کھڑا کیا ہے۔ ملکی ترقی اور خوشحالی کے لیے ہمیں چاہیے کہ پاکستان کے قدرتی وسائل اور افرادی قوت سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھائیں تاکہ پاکستان کا ہر شعبہ زندگی معیشت میں اہم کردار ادا کر سکے۔

قدرتی ذرائع کا تحفظ:

پاکستان کی آبادی بڑی تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ اس آبادی کا بیشتر حصہ غریب ہے اور دیہی علاقوں میں رہتا ہے جہاں ناخواندگی کی شرح زیادہ ہے۔ یہ لوگ عموماً اس زمین کے حصوں پر رہتے ہیں جس کی پیداواری صلاحیت کم ہوتی ہے۔ ان کے کاشت کرنے کے طریقے پرانے اور فرسودہ ہوتے ہیں۔ یہ لوگ اور ان کے مویشی اپنے ایندھن اور چارے کے لیے آس پاس کے درختوں اور پودوں کو تباہ کرتے رہتے ہیں۔ جس سے قدرتی ذرائع (زمین اور جنگلات) ضائع ہوتے رہتے ہیں۔ پاکستان کے شہروں میں شور، ماحولیاتی آلودگی اور آب و ہوا میں گندگی پھیل رہی ہے جس سے نہ صرف بیماریاں پھیلتی ہیں بلکہ قدرتی ذرائع بھی ضائع ہو جاتے ہیں۔

پاکستان میں پانی کے وافر ذرائع ہیں لیکن سٹوریج کی ناکافی سہولیات کی بنا پر ہر سال کافی پانی سمندر کی نذر ہو جاتا ہے پانی کی ایک کثیر مقدار نظام آبپاشی اور ناہموار کھیتوں میں بھی ضائع ہو جاتی ہے۔ اس کے علاوہ کیمیائی کھادوں کی آلودگی اور شہروں کی گندگی بھی دریاؤں میں جاتی رہتی ہے جس سے ہمارے دریاؤں کے پانی آلودہ ہو رہے ہیں۔ دریاؤں کی آلودگی سے پانی کے جانور اور مچھلیاں مر جاتی ہیں۔ ملک کے قریباً 60 فیصد لوگوں کو پینے کا صاف پانی مہیا نہیں ہے۔ آبی آلودگی اور نہری پانی کی کمی سے زرعی پیداوار متاثر ہوتی رہتی ہے۔

صنعتوں اور کاروباری ضروریات کے لیے جنگلات کا بے تحاشا کٹاؤ ہو رہا ہے۔ اس سے ملکی جنگلات کم سے کم تر ہوتے جا رہے ہیں اندیشہ کہ ملک میں آنے والے وقتوں میں جنگلات کافی حد تک کم ہو جائیں گے جس کی وجہ سے ہوا اور پانی کی آلودگی میں اضافہ ہو جائے گا۔ گرمی کی مدت میں اضافہ اور موسم کے طویل ہونے سے ہر جاندار کے لیے زندگی اجیرن ہو جائے گی۔

صنعتیں لگانے، سڑکیں بنانے اور ڈیم وغیرہ تعمیر کرنے سے، بہت سا زرخیز رقبہ اس کی نذر ہو جاتا ہے جو انسانی آبادی کے لیے خطرے کا الارم ہے۔

کیڑے مکوڑوں کے خاتمہ کے کیے ایسی دوائیاں استعمال کرنی چاہیں جو دشمن کیڑوں کا خاتمہ تو کریں لیکن انسان دوست اور فصلوں کے لیے فائدہ مند حشرات کو نقصان نہ پہنچائیں۔

6- پاکستان کو اللہ تعالیٰ نے بے شمار معدنی ذرائع سے نوازا ہے ان معدنیات میں خام لوہا، کرومائیٹ، تانبا، معدنی نمک، چونے کا پتھر، جپسم، مرمر، چینی اور آتشی مٹی، کوئلہ، قدرتی گیس اور خام تیل وغیرہ شامل ہیں۔ صنعتوں کو توانائی دینے کے لیے کوئلہ، خام تیل اور قدرتی گیس کی ضرورت ہوتی ہے۔ ڈر ہے کہ صنعتوں میں ان کے بے تحاشہ استعمال سے ان کے ذخائر کمیاب نہ ہو جائیں، لہٰذا ضروری ہے کہ اس کے لیے مناسب منصوبہ بندی کی جائے۔

7- سائنس کی ترقی سے جہاں انسان آرام طلب ہو گیا ہے وہیں اس کی توجہ قدرتی ذرائع کی حفاظت سے بھی ہٹتی جا رہی ہے۔

سوال نمبر 4: معاشی منصوبہ بندی کی تعریف کیجئے نیز منصوبہ بندی کی اہمیت و مقاصد بیان کریں۔ (ہوم ورک)

یا

معاشی منصوبہ بندی کی اہمیت بیان کیجئے۔

جواب: **منصوبہ بندی:**

منصوبہ بندی سے مراد منظم طریقے سے کسی خاص مقصد کو حاصل کرنا ہے۔

معاشی منصوبہ بندی:

عوام کی خوشحالی کے لیے ملکی وسائل کو بہتر طریقے سے استعمال کرنے کا نام معاشی منصوبہ بندی ہے۔ ایسے پروگرام یا پالیسیاں وضع کرنا جن کا مقصد ملکی وسائل کا جائزہ لے کر باقاعدہ اور منظم جدوجہد کے ذریعے عوام کو معاشی بدحالی سے نکال کر معاشی خوشحالی سے ہمکنار کرنا ہو، معاشی منصوبہ بندی کہلاتی ہے۔

معاشی منصوبہ بندی کے مقاصد:

معاشی منصوبہ بندی کی پالیسی معاشی ترقی کے لئے مرتب کی جاتی ہے تاکہ عوام کو خوشحال زندگی گزارنے کے مواقع بہم پہنچائے جائیں۔ یہ اسی صورت میں ممکن ہو سکتا ہے کہ ملکی پیداوار میں اضافہ کر کے قومی آمدنی کو اس حد تک بڑھایا جائے کہ قومی آمدنی میں اضافے کی شرح، افرادی قوت کے مقابلے میں زیادہ ہو۔ معاشی منصوبہ بندی کے لئے "قومی منصوبہ بندی کمیشن" ہوتا ہے جو ملکی وسائل کو بڑھانے اور ترقی دینے کے لئے جامع منصوبہ بناتا ہے۔

معاشی منصوبہ بندی کی اہمیت (افادیت)

معاشی منصوبہ بندی کی اہمیت کو ہم مندرجہ ذیل عنوانات کے ذریعے واضح کر سکتے ہیں۔

1- **فی کس آمدنی کو بڑھانا:**

معاشی منصوبہ بندی کا ایک اہم مقصد فی کس آمدنی میں مسلسل اضافہ کرنا ہے۔ عوام کے معیار زندگی کا دارومدار فی کس آمدنی پر ہوتا ہے۔ اگر ملک کی فی کس آمدنی میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے تو یہ ملک کی معاشی ترقی کی آئینہ دار ہوتی ہے۔ اگر فی کس آمدنی کم ہو جائے تو معاشی ترقی کی رفتار بھی کم ہو جائے گی۔ چنانچہ معاشی منصوبہ بندی کے ذریعے فی کس آمدنی کو بڑھانے کی کوشش کی جاتی ہے۔

2- **قومی آمدنی میں اضافہ:**

معاشی منصوبہ بندی کا بنیادی مقصد ملک کے باشندوں کو خوشحال بنانا اور انہیں مطمئن زندگی گزارنے کے مواقع بہم پہنچانا ہے۔ اس سے اضافہ ہوتا ہے تاہم یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ ملکی پیداوار میں اضافہ کر کے قومی آمدنی میں اس حد تک اضافہ کر دیا جائے تاکہ قومی آمدنی میں اضافے کے لئے آمدنی کے تمام ذرائع کو بروئے کار لا کر ان سے زیادہ استفادہ کرنے کی کوشش کی جائے۔ پیداواری ذرائع کی تقسیم کو بھی اہمیت حاصل ہوتی ہے اور یہ ملکی حالات کو پیش نظر رکھ کر کی جاتی ہے۔

3- **ملازمتوں کی فراہمی:**

ہر حکومت چاہتی ہے کہ ملک میں معاشی ترقی کی رفتار قابل ستائش رہے اور لوگ مطمئن ہو کر زندگی بسر کرتے رہیں چنانچہ ملک میں کام کے اہل افراد کو روزگار کی فراہمی اس کے بنیادی مقاصد میں شامل ہے۔ صرف معاشی منصوبہ بندی کے ذریعے ہی اس مقصد کو حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ ترقی پذیر ممالک کا سب سے بڑا مسئلہ پڑھے لکھے اور قابل افراد کو ملازمتوں کی فراہمی کا ہے۔ معاشی منصوبہ بندی کے ذریعے اس مسئلے کو احسن طریقے سے حل کیا جا سکتا ہے۔ ملازمتوں کی فراہمی سے ملک میں امن و امان کا مسئلہ بھی حل ہو جاتا ہے۔

4- **معاشی خود کفالت:**

معاشی منصوبہ بندی کا ایک اہم مقصد معاشی خود کفالت کا حصول ہے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے زرعی شعبے میں مسائل کو دور کیا جاتا ہے۔ منڈیوں کے نظام کی بھی اصلاح کی جاتی ہے۔ کاشتکاروں کو عمدہ بیج، کھاد اور زرعی مشینری کی خریداری کے لئے قرضے دی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ آبپاشی کے ذرائع کو بہتر بنایا جاتا ہے۔ سیم و تھور کی روک تھام کر کے جدید طریقہ کاشت کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔ زرعی تعلیم و تحقیق کو فروغ دے کر قومی پیداوار میں اضافہ کیا جاتا ہے۔ جس سے ملک معاشی اعتبار سے خود کفیل بن جاتا ہے۔

5- **ادائیگیوں کا توازن:**

ترقی پذیر ممالک کا ادائیگیوں کا توازن عموماً خسارے کا ہوتا ہے۔ اس کی وجہ برآمدات میں کمی اور درآمدات میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس خسارے کو ختم کر کے ادائیگیوں کا توازن درست کیا جا سکتا ہے۔ لیکن یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ مناسب منصوبہ بندی کر کے درآمدات اور برآمدات میں توازن پیدا کیا جائے۔ پاکستانی معیشت کے مسائل میں اہم مسئلہ بڑھتا ہوا تجارتی خسارہ بھی ہے۔

6- **صنعتی ترقی:**

معاشی منصوبہ بندی کا ایک مقصد ملک کو صنعت کے شعبے میں ترقی یافتہ بنانا ہے۔ اس سلسلے میں صنعتوں کے قیام کے لئے نجی شعبے کو خصوصی مراعات دی جاتی ہیں۔ نجی شعبہ کسی مخصوص صنعت میں سرمایہ فراہم کرتا ہے۔ حکومت کی طرف سے بعض صنعتوں کی حوصلہ افزائی کے لئے چند سالوں کے لئے ٹیکسوں میں چھوٹ دی جاتی ہے۔ اس عمل سے صنعتی ترقی کی رفتار بڑھ جاتی ہے۔

7- **کم ترقی یافتہ علاقوں کی بہتری:**

اگر کسی ملک کے کچھ علاقے یکساں طور پر ترقی یافتہ نہ ہوں تو معاشی منصوبہ بندی کر کے ان کم ترقی یافتہ علاقوں کو دوسرے علاقوں کے برابر لایا جا سکتا ہے۔ پسماندہ علاقوں کے لئے ترجیحی بنیادوں پر خصوصی ترقیاتی سکیمیں تیار کی جاتی ہیں۔ ان اقدامات سے ملکی معیشت میں استحکام پیدا ہوتا ہے اور ایک پائیدار معاشی نظام قائم کرنے میں مدد ملتی ہے۔

8- **افرادی قوت کی کھپت:**

پسماندہ ممالک میں عام طور پر افرادی قوت بہت ہوتی ہے۔ منصوبہ بندی کے ذریعے افرادی قوت کو بہتر اور صحیح طور پر استعمال کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً مقامی منصوبوں، سڑکوں اور ہسپتالوں وغیرہ کی تعمیر کے لئے افرادی قوت کی کھپت ہو جائے تاکہ بے روزگاری پر قابو پایا جا سکے۔

9- **قیمتوں میں استحکام:**

اشیاء کی طلب میں اضافے سے قیمتیں بڑھتی ہیں۔ قیمتیں بڑھنے سے مہنگائی ہوتی ہے۔ عوام کی قوت خرید کم ہوتی ہے اور صارفین کو پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے نیز قیمتوں میں اضافے سے افراط زر کا چکر شروع ہو جاتا ہے چنانچہ منصوبہ بندی کے ذریعے قیمتوں میں استحکام پیدا کیا جا سکتا ہے اور انہیں مناسب سطح پر برقرار رکھنے کی کوشش کی جا سکتی ہے۔

10- **افراط آبادی پر قابو پانا:**

معاشی منصوبہ بندی کا اہم ترین مقصد روز افزوں بڑھتی ہوئی آبادی کے چیلنج کا مقابلہ کرنا بھی ہوتا ہے۔ منصوبہ بندی سے معاشی وسائل کو ترقی دے کر افراط آبادی پر قابو پایا جا سکتا ہے ہر حکومت کا معاشی منصوبہ بندی کرتے وقت یہی مقصد پیش نظر ہوتا ہے کہ وہ وسائل اور آبادی میں توازن کو یقینی بنائے۔

11- **معاشی بحران پر کنٹرول:**

بعض اوقات ملکی سطح پر معاشی بحران سے بچنے کے لئے معاشی منصوبہ بندی ضروری ہوتی ہے۔ چونکہ معاشی بحران سے ملکی معیشت کو زبردست دھچکا لگتا ہے۔ اس لئے اس پر معاشی منصوبہ بندی کے ذریعے قابو پایا جا سکتا ہے۔

ALP سمارٹ سلیبس کے مطابق 2011-2019 کے تمام بورڈز کے پرچہ جات میں سے باب نمبر 10 کے معروضی سوالات

1- **چودہ سو سال پہلے اسلام نے درج ذیل حقوق خواتین کو دیے:** (کلاس ورک)

(A) جائیداد کا حق (B) وراثت کا حق (C) عزت و وقار کا حق (D) یہ تمام

2- **ماریہ طور کس کھیل کی مشہور کھلاڑی ہیں؟**

(A) فٹ بال (B) ہاکی (C) کرکٹ (D) اسکواش

3- **حکومت پنجاب نے خواتین پر تشدد کی روک تھام کا قانون کب متعارف کروایا؟**

(A) 2012ء (B) 2014ء (C) 2016ء (D) 2018ء

4- **مریم مختار کون تھیں؟**

(A) پائلٹ (B) کھلاڑی (C) ڈاکٹر (D) استاد

5- **پنجاب میں کم عمری کی شادی پر پابندی کا ایکٹ کب منظور ہوا؟** (دو مرتبہ)

(A) 2012ء (B) 2015ء (C) 2016ء (D) 2017ء

6۔ درج ذیل میں کون سے عمل کو خواتین کے خلاف تشدد قرار نہیں دیا جاتا ہے؟ (کلاس ورک)

(A) خواتین کو خود اپنے خاوند کے انتخاب کا حق (B) گھریلو بدسلوکی

(C) عزت کے نام پر قتل (D) شیر خوار بچی کا قتل

(دومرتبہ)

7۔ حکومت پنجاب کا تحفظ نسواں ایکٹ کس سال منظور ہوا؟

(A) 2010ء (B) 2016ء (C) 2017ء (D) 2020ء

8۔ شہلا بلوچ ______ کھیل کی وجہ سے مشہور تھیں؟

(A) اسکوائش (B) ہاکی (C) فٹ بال (D) کرکٹ

9۔ ان میں سے سوائے ______ کے عدالتی احکامات کے ذریعہ پنجاب تحفظ نسواں تشدد ایکٹ 2016ء تحفظ مہیا کرتا ہے: (کلاس ورک)

(A) حفاظتی حکم نامہ (B) مالی حکم نامہ (C) سکونتی حکم نامہ (D) سماجی حکم نامہ

10۔ پاکستان میں لڑکی کی شادی کے لئے کم از کم عمر کیا ہے؟

(A) 15 سال (B) 16 سال (C) 17 سال (D) 18 سال

جوابات

1	2	3	4	5	6	7	8	9	10
D	D	C	A	B	A	B	C	D	B

ALP سمارٹ سلیبس کے مطابق 2011-2019 کے تمام بورڈز کے پرچہ جات میں سے باب نمبر 10 کے مختصر سوالات اور جوابات

سوال 1 اسلام میں خواتین کو دیے گئے کوئی سے دو حقوق بیان کریں۔

جواب: i۔ اسلام میں خواتین کو حق دیا گیا کہ وہ وراثت کی حق دار بن سکتی ہیں۔

ii۔ خواتین تعلیم حاصل کرسکتی ہیں۔

iii۔ اپنی مرضی سے شریک حیات کا انتخاب کرسکتی ہیں۔

سوال 2 ان قوانین کی فہرست تیار کریں جو حکومت پنجاب نے خواتین پر تشدد سے بچاؤ کے لئے منظور کیے۔ (کلاس ورک)

جواب: حکومت پنجاب نے 2010ء میں خواتین کے کام کرنے کی جگہ پر ہراساں کرنے سے بچاؤ اور سزا دلوانے کا ایک قانون بنایا۔ پنجاب میں کم عمری کی شادی پر پابندی کا ایکٹ 2015ء میں منظور کیا گیا۔ حکومت پنجاب نے 2016ء میں خواتین پر تشدد کی روک تھام اور ان کی حفاظت کا قانون متعارف کروایا۔

سوال 3 پنجاب میں کم عمری کی شادی پر پابندی کا ایکٹ کب منظور ہوا؟

جواب: پنجاب میں کم عمری کی شادی پر پابندی کا ایکٹ 2015ء میں منظور ہوا۔

سوال 4 پنجاب میں کم عمری کی شادی کروانے پر قانون کے مطابق کیا سزا ہے؟ (دومرتبہ)

جواب: اس قانون کے تحت کوئی بھی جو اٹھارہ (18) سال سے کم عمر لڑکے اور سولہ (16) سال سے کم عمر لڑکی کی شادی مذہبی رسومات [illegible] دے گا۔ اسے 6 ماہ تک قید اور پچاس ہزار روپے جرمانہ کیا جاسکتا ہے۔ یہی سزا نکاح خواں اور کم عمر دولہا اور دلہن کے والدین پر بھی لاگو [illegible]

سوال 5 حکومت پنجاب تحفظ نسواں ایکٹ 2016ء کی دو خصوصیات تحریر کریں۔ (دومرتبہ)

جواب: اس ایکٹ کا مقصد خواتین کو مختلف جرائم بشمول جرم کی ترغیب گھریلو بدسلوکی، معاشی بدسلوکی اور سائبر کرائم سے تحفظ دینا ہے۔ [illegible] علاوہ مفت ہیلپ لائن اور دارالامان خواتین کے خلاف تشدد کے واقعات کو درج کرنے اور انھیں عارضی طور پر پناہ گاہ مہیا کرنے کی [illegible] کرتا ہے۔

سوال 6 خواتین کے کام کرنے کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟ مختصر بیان کریں۔

جواب: کچھ لوگ دلیل دیتے ہیں کہ خواتین کو گھر کی چار دیواری تک محدود رہنا چاہیے۔ مگر اس کے برعکس اسلام انھیں کام کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ ایک حدیث میں بیان کیا گیا ہے کہ حضرت محمد ﷺ نے ایک طلاق یافتہ خاتون کو اپنے باغ میں جانے اور زندگی کے روزمرہ اخراجات پورے کرنے کے لئے پھل لانے کی اجازت دی ہے۔

سوال 7 غیرت کے نام پر قتل پر عام طور پر کیا وضاحت دی جاتی ہے؟ (کلاس ورک)

جواب: پاکستان کو غیرت کی بنا پر قتل جیسے مسائل کا سامنا ہے۔ جن کا بیشتر شکار خواتین ہی ہوتی ہیں تاہم کچھ مردوں کو بھی تشدد کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ عموماً خواتین کے قتل کا ذمہ دار کوئی مرد رشتہ دار ہی ہوتا ہے۔ جس کی وجہ یہ پیش کی جاتی ہے کہ مقتولہ نے خاندان کی عزت کو پامال کیا۔ مذہبی لحاظ سے دیکھا جائے تو اس امر کی اسلام میں قطعاً اجازت نہیں ہے۔ قرآن مجید میں قتل سے منع کیا گیا ہے اور اللہ کی نگاہ میں یہ بدترین فعل ہے۔

سوال 8 سکونتی حکم نامہ کیا ہوتا ہے؟

جواب: گھریلو تشدد کے واقعات میں عدالت ایک سکونتی حکم نامہ منظور کرسکتی ہے۔ جس کے تحت متاثرہ خاتون کو گھر سے نہیں نکالا جاسکتا ہے۔ عدالت یہ بھی حکم جاری کرسکتی ہے کہ متاثرہ عورت کو اپنے گھر میں رہنے کا حق حاصل ہے۔

سوال 9 خواتین کے خلاف کئے گئے تشدد کی مختلف اقسام کیا ہیں؟ (کلاس ورک)

جواب: خواتین کے خلاف تشدد کی کئی قسمیں ہیں۔ جن میں گھریلو بدسلوکی، غیرت کی بنا پر قتل، جہیز کو بنیاد بنا کر تشدد، نومولود بیٹیوں کا قتل، کم عمری میں شادی، جبری شادی اور تیزاب پھینک کر چہرہ مسخ کرنا وغیرہ شامل ہے۔

سوال 10 صنفی مساوات سے کیا مراد ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کے ہاں مردوں اور عورتوں کا رتبہ بحیثیت انسان برابر ہے۔

سوال 11 تحفظ نسواں سے کیا مراد ہے؟

جواب: تحفظ نسواں سے مراد خواتین کو مختلف جرائم بشمول جرم کی ترغیب، گھریلو بدسلوکی، جذباتی اور نفسیاتی بدسلوکی، معاشی بدسلوکی، تعاقت اور سائبر کرائم سے تحفظ دینا ہے۔

حصہ دوم

سوال 1۔ اسلام نے کونسے مختلف حقوق خواتین کو دیے ہیں؟ (ہوم ورک)

جواب: ۔**اسلام میں خواتین کے حقوق:**

اسلام سب کے لیے "مساوات" کا درس دیتا ہے۔ چودہ سو سال قبل اسلام نے انقلابی نوعیت کے حقوق عطا کیے۔ جس کے تحت خواتین وراثت کی حق دار بن سکتی ہیں وہ تعلیم حاصل کرسکتی ہیں، اپنی مرضی سے شریک حیات کا انتخاب کرسکتی ہیں، اپنی عزت و وقار کے تحفظ کا حق رکھتی ہیں حتیٰ کہ خاوند سے علیحدگی (خلع) کا بھی استعمال کرسکتی ہیں۔

پاکستان کو غیرت کی بنا پر قتل جیسے مسائل کا سامنا ہے۔ جن کا بیشتر شکار خواتین ہی ہوتی ہیں تاہم کچھ مردوں کو بھی تشدد کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ عموماً خواتین کے قتل کا ذمہ دار کوئی مرد رشتہ دار ہی ہوتا ہے۔ جس کی وجہ یہ پیش کی جاتی ہے کہ مقتولہ نے خاندان کی عزت کو پامال کیا۔ مذہبی لحاظ سے دیکھا جائے تو اس امر کی اسلام میں قطعاً اجازت نہیں ہے۔ قرآن مجید میں قتل سے منع کیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں یہ بدترین فعل ہے۔ یہ خیال غلط ہے کہ ایک انسان کی عزت کسی دوسرے انسان کے اعمال سے وابستہ ہے، حتیٰ کہ یہ گمان کرنا بھی غلط ہے کہ کسی انسان کی عزت دوسرے انسان کے قتل کرنے میں پوشیدہ ہے۔

سوال 2۔ عزت کے نام پر قتل اور خواتین کے کام کرنے کے حق کے بارے میں اسلامی حیثیت کا جائزہ لیں اور قرآن و حدیث سے متعلقہ مثالیں پیش کریں۔ (ہوم ورک)

جواب: ۔**خواتین کے کام کرنے کا حق:**

کچھ لوگ دلیل دیتے ہیں کہ خواتین کو گھر کی چار دیواری تک محدود رہنا چاہیے مگر اس کے برعکس اسلام انھیں کام کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ قرآن حکیم میں بیان کیے گئے قصص میں سے ایک کے مطابق حضرت شعیبؑ کی بیٹیاں جن میں سے ایک بعد ازاں حضرت موسیٰؑ کے عقد میں آئیں، بھیڑوں کی دیکھ بھال کرتیں، ریوڑ چراتیں اور کھیتوں کو پانی دیا کرتی تھیں کیونکہ ان کے والد ضعیف ہونے کی وجہ سے خود بھیڑوں کی دیکھ بھال نہ کر سکتے تھے۔ (سورۃ 28 آیت 23)

صحیح مسلم کی ایک حدیث میں بیان کیا گیا ہے کہ خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ نے ایک طلاق یافتہ خاتون کو اپنے باغ میں جانے اور زندگی کے روزمرہ اخراجات پورے کرنے کے لیے خود پھل لانے کی اجازت دی تھی۔ حضرت ام عطیہؓ سے مروی ایک اور حدیث میں ہے کہ خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ نے خواتین کو دوران جہاد سامان خورد و نوش کی فراہمی اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرنے کی اجازت دی تھی۔ ایک اور مثال حضرت الشفاء بنت عبداللہؓ کی ہے جو اسلام قبول کرنے والے اولین گروہ میں سے تھیں۔ ان کا شمار مکہ کے ان چند لوگوں میں ہوتا تھا جو پڑھنے اور لکھنے کی صلاحیت رکھتے تھے اور وہ طب کی ماہر تھیں۔ خلیفہ دوم حضرت عمرؓ نے انھیں مدینہ کے بازار کے امور کا نگران مقرر فرمایا تا کہ وہ وہاں آنے والے مرد و خواتین کی کاروباری خرید و فروخت پر نگاہ رکھیں۔

سوال 3۔ عدالتی احکامات کے بارے میں تفصیل سے لکھیں جو خواتین پر تشدد سے بچاؤ کے لیے 2016ء کے پنجاب کے قانون کے تحت خواتین کو معاونت مہیا کرتے ہیں۔ (ہوم ورک)

جواب:۔ حکومت پنجاب تحفظ نسواں ایکٹ 2016ء

یہ قانون 24 فروری 2016ء کو پاس کیا گیا تھا اور اس کا مقصد خواتین کو مختلف جرائم بشمول جرم کی ترغیب، گھریلو بدسلوکی، جذباتی اور نفسیاتی بدسلوکی، معاشی بدسلوکی، تعاقب اور سائبر کرائم سے تحفظ دینا ہے۔ یہ پاکستان کا پہلا قانون ہے جسے نافذ کرنے کا اپنا طریقہ کار ہے جسے وزیر اعلیٰ پنجاب کے سپیشل مانیٹرنگ یونٹ (لاء اینڈ آرڈر) نے تشکیل دیا۔

اس وقت حکومت پنجاب کے تمام اضلاع میں متاثرہ خواتین کو طبی امداد اور انصاف کی فراہمی کے لیے انسداد تشدد مراکز برائے خواتین قائم کیے جا رہے ہیں۔ مفت ٹیلی فون، ہیلپ لائن اور پناہ گاہ قائم کیے جائیں گے۔

اس وقت پنجاب کے تمام اضلاع میں پہلے سے موجود دارالامان اور مفت ہیلپ لائن متاثرہ خواتین کے خلاف تشدد کے واقعات کو درج کرنے اور انھیں عارضی طور پر پناہ گاہ مہیا کرنے کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ ہیلپ لائن پنجاب کمیشن برائے خواتین کا مقام (PCSW) کے لیے ہے اور کسی بھی لینڈ لائن یا موبائل فون سے 1043 ملا کر رسائی حاصل کی جا سکتی ہے۔ ہیلپ لائن آپریٹر متاثرہ خاتون کو کسی بھی قسم کی معلومات فراہم کرنے کے اہل ہیں۔ پنجاب پولیس نے بھی جرائم کے موثر اندراج کے لیے ایک ہیلپ لائن قائم کی ہے۔ اس ہیلپ لائن تک رسائی 8787 کو SMS کر کے حاصل کی جا سکتی ہے۔

حکومت پنجاب کا تحفظ نسوان قانون 2016ء درج ذیل عدالتی احکامات کے ذریعے خواتین کو معاونت مہیا کرتا ہے۔

1۔ عبوری حکم:۔

- شکایت کے کسی بھی مرحلے میں عدالت اگر ضروری سمجھے تو ایک عبوری حکم جاری کر سکتی ہے۔
- اگر عدالت مطمئن ہوتی ہے کہ شکایت ظاہر کرتی ہے کہ ملزم نے تشدد کیا ہے یا تشدد کا مرتکب ہونے کا ارادہ رکھتا ہے تو متاثرہ خواتین کے تحریری بیان پر عدالت میں پیش کیے گئے کسی دوسرے ثبوت کی بنیاد پر ایک عارضی / عبوری حکم نامہ جاری کر سکتی ہے۔

2۔ حفاظتی حکم نامہ:۔

- متاثرہ خواتین اپنے مجرموں سے تحفظ کے لیے ایک حفاظتی حکم نامہ حاصل کر سکتی ہیں۔
- تحفظاتی احکامات کے ذریعے عدالت مجرمین کو متاثرہ خواتین سے ایک فاصلے تک رہنے کے احکامات دے سکتی ہے۔
- حفاظتی حکم پر عمل کو یقینی بنانے کے لیے مجرموں کو GPS ٹریکنگ بریسلٹ صرف سنجیدہ واقعات کے لیے ہوں گے یعنی جہاں مجرم کسی کی جان کے لیے شدید خطرہ ظاہر کرتا ہے۔ متاثرہ عورت کی سلامتی اور عزت کے لیے مجرم ان GPS ٹریکنگ بریسلٹ کو اتارنے کے قابل نہیں ہوں گے۔
- اگر مجرم GPS ٹریکنگ بریسلٹ کو اتار دیتا ہے تو مرکز انسداد تشدد برائے خواتین کو خود کار طریقے سے اطلاع مل جائے گی اور اس کے نتیجہ میں مجرم کو مزید 6 ماہ سے ایک سال تک اضافی قید ہو سکتی ہے۔

3۔ سکونتی حکم نامہ:۔

- گھریلو تشدد کے واقعات میں عدالت ایک سکونتی حکم نامہ منظور کر سکتی ہے۔ جس کے تحت متاثرہ خاتون کو گھر سے نہیں نکالا جا سکتا ہے۔
- عدالت یہ بھی حکم جاری کر سکتی ہے کہ متاثرہ عورت کو اپنے گھر میں رہنے کا حق حاصل ہے۔
- متاثرہ عورت اگر یہ سمجھتی ہے کہ وہ اپنے گھر میں محفوظ نہیں ہے تو اسے آرام، تحفظ اور آبادکاری کے مقصد کے لیے دارالامان بھیجا جا سکتا ہے۔
- جب متاثرہ عورت کو جانی خطرے کے سبب جبراً گھر چھوڑنا پڑے یا مجبور کرنے یا اسے گھر سے باہر نکال دیا جائے تو عدالت اس کے رشتہ داروں کو اس کے لیے متبادل رہائش گاہ کا بندوبست کرنے یا متاثرہ عورت کو کرایہ ادا کرنے کا حکم جاری کر سکتی ہے۔

4۔ مالی حکم:۔

- مالی حکم کے ذریعے عدالت مجرم کو متاثرہ عورت کے مقدمے پر ہونے والے اخراجات اور نقصانات کو پورا کرنے کے لیے مالی اخراجات ادا کرنے کا حکم دے سکتی ہے۔
- عدالت مجرم کو یہ بھی ہدایت کر سکتی ہے کہ متاثرہ عورت کے روزگار اور طبی اخراجات جو اس کی بدسلوکی وجہ سے ہوئے ان تمام اخراجات کی تلافی کا حکم دے سکتی ہے۔
- عدالت مجرم کو متاثرہ عورت اور اس کے بچوں کے خرچ کا معقول بندوبست کرنے کی ہدایت کر سکتی ہے۔

ریاست اور معاشرہ دونوں کو خواتین کے خلاف تشدد کو جڑ سے اکھاڑنے کے لیے مل کر کام کرنے کی ضرورت ہے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے اس معاملے کے حوالے سے خاموشی اور بدنامی پر بحث کی جانی چاہیے۔ متاثرین کو امداد مہیا کرنی چاہیے اور ان کے جرم کی رپورٹ کرنے کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے۔

ALP سمارٹ سلیبس کے مطابق 2019-2011 کے تمام بورڈز کے پرچہ جات میں سے باب نمبر 11 کے معروضی سوالات

1۔ کامرہ کمپلیکس کی تعمیر میں پاکستان کو جس ملک نے مدد دی: (کلاس ورک) (آٹھ مرتبہ)
(A) ایران (B) سعودی عرب (C) افغانستان (D) چین

2۔ عوامی جمہوریہ چین کب آزاد ہوا؟
(A) 1947 (B) 1949 (C) 1950 (D) 1952

3۔ 1966ء میں کس سعودی فرمانروا نے پاکستان کا دورہ کیا؟ (کلاس ورک) (پانچ مرتبہ)
(A) شاہ عبدالعزیز (B) شاہ عبداللہ (C) شاہ سعود (D) شاہ فیصل

4۔ پاکستان اور افغانستان کی مشترک سرحد کی لمبائی: (کلاس ورک) (تیرہ مرتبہ)
(A) 2252 کلومیٹر (B) 2282 کلومیٹر (C) 2350 کلومیٹر (D) 2452 کلومیٹر

5۔ پاکستان کو آزادی کے بعد سب سے پہلے کس نے تسلیم کیا؟ (کلاس ورک) (سات مرتبہ)
(A) افغانستان (B) ترکی (C) سعودی عرب (D) ایران

6۔ ای۔سی۔او کی بنیاد ______ میں رکھی گئی:
(A) 1970 (B) 1975 (C) 1980 (D) 1985

7۔ پاکستان میں بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی کا قیام کب عمل میں لایا گیا؟
(A) 11980 (B) 1981 (C) 1982 (D) 1983

8۔ پاکستان اور افغانستان کے درمیان مشترکہ بارڈر کو کہتے ہیں: (تین مرتبہ)
(A) علاقائی لائن (B) باؤنڈری لائن (C) ڈیورنڈ لائن (D) طورخم لائن

9۔ عوامی جمہوریہ چین کا قیام کب عمل میں آیا؟
(A) 1945 (B) 1946 (C) 1947 (D) 1949

10۔ ہیوی الیکٹریکل کمپلیکس کی تعمیر کے لیے چین نے کتنی رقم فراہم کی تھی؟
(A) 253 ملین روپے (B) 273 ملین روپے (C) 263 ملین روپے (D) 283 ملین روپے

11۔ بنگلہ دیش معرض وجود میں آیا؟
(A) 1970 ADء (B) 1971 ADء (C) 1972 ADء (D) 1932 ADء

12۔ پاک سعودی اکنامک کمیشن قائم کیا گیا:
(A) 1996ء (B) 1997ء (C) 1998ء (D) 1999ء

13۔ روس نے اپنی افواج افغانستان سے کب واپس بلوائیں؟
(A) 1986ء (B) 1987ء (C) 1988ء (D) 1989ء

14۔ پاکستان اور چین نے اپنے سرحدی مسائل کو ____ میں طے کر لیا تھا:
(A) 1961ء (B) 1962ء (C) 1963ء (D) 1964ء

15۔ افغان صدر اشرف غنی منتخب ہوئے:
(A) 2016ء (B) 2015ء (C) 2014ء (D) 2013ء

16۔ پاکستان اور چین کے درمیان شاہراہ قراقرم مکمل ہوگا:
(A) 1967 (B) 1968 (C) 1969 (D) 1970

17۔ بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد ______ کے تعاون سے بنائی گی ہے۔
(A) ایران (B) سعودی عرب (C) ترکی (D) چین

18۔ ''سندھ طاس معاہدہ'' پر کب دستخط ہوئے؟
(A) 1960 A.D (B) 1962 A.D (C) 1964 A.D (D) 1966 A.D

جوابات

1	2	3	4	5	6	7	8	9	10	11	12
D	B	D	A	D	D	B	C	D	B	B	C
13	14	15	16	17	18						
D	C	C	C	B	B						

ALP سمارٹ سلیبس کے مطابق 2011-2019 کے تمام بورڈز کے پرچہ جات میں سے باب نمبر 11 کے مختصر سوالات اور جوابات

سوال 1 پارلیمنٹ خارجہ پالیسی کے ضمن میں کیا کام کرتی ہے؟

جواب: وزارت خارجہ انتظامیہ کی ہدایت کے مطابق ملک کی خارجہ پالیسی وضع کرتی ہے اور بعض اوقات اسے قومی اسمبلی اور سینٹ کے سامنے منظوری کے لئے پیش کرتی ہے اور بحث کے بعد پارلیمنٹ اسے عموماً منظور کر لیتی ہے یا بعض اوقات اس میں کچھ مناسب تبدیلیوں کی بھی سفارش کرتی ہے۔

سوال 2 پاکستان اور افغانستان مستقل کمیشن کے دو فرائض اور کب قائم ہوا۔ (کلاس ورک)

جواب: پاکستان اور افغانستان کا مستقل کمیشن مئی 2000ء میں قائم ہوا اور اس کے اہم فرائض سرحد کے آر پار سمگلنگ کو روکنا افغان مہاجرین کی واپسی اور باہمی اختلافات کا تصفیہ کرنا ہے۔

سوال 3 وزارت خارجہ کیا فرائض سرانجام دیتی ہے؟

جواب: وزارت خارجہ، خارجہ پالیسی کے ماہرین اور اعلیٰ پائے کے بیوروکریٹس پر مشتمل ہوتی ہے۔ یہ لوگ ملکی خارجہ پالیسی کے مقاصد، اصولوں اور ترجیحات کو پیش نظر رکھتے ہوئے خارجہ پالیسی بناتے ہیں۔ وزارت خارجہ خارجہ پالیسی کی تشکیل میں انتظامی تکون کی رہنمائی کرتی ہے۔

سوال 4 خارجہ پالیسی کے بنیادی اصول لکھیے۔ (کلاس ورک) (تین مرتبہ)

جواب: i۔ پرامن بقائے باہمی ii۔ غیر جانبداریت iii۔ دوطرفہ تعلقات iv۔ اقوام متحدہ کے چارٹر پر عمل v۔ حق خود ارادیت vi۔ عالم اسلام کا اتحاد vii۔ تخفیف اسلحہ کی حمایت viii۔ نسلی امتیاز کا خاتمہ ix۔ امن و آشتی کا فروغ x۔ ہمسایہ ممالک سے بہتر تعلقات

سوال 5 پاکستان اکنامک سعودی کمیشن کے مقاصد کیا ہیں؟ (کلاس ورک)

جواب: 1998ء میں سعودی دارالحکومت ریاض میں قائم ہونے والے پاک سعودی کمیشن کے مقاصد میں اسلامی اخوت کے باہمی رشتوں کو مضبوط قائم کرنا اور معاشی ترقی کے لئے مشترکہ منصوبہ بندی شامل تھی۔ چنانچہ اس کمیشن کے تحت 155 منصوبوں پر عمل درآمد شروع ہوا جن کے لئے معاشی امداد مہیا کی گئی۔

سوال 6 انتظامی تکون سے کیا مراد ہے؟ (کلاس ورک) (چار مرتبہ)

جواب: پاکستان کی قومی سطح پر انتظامی تکون سے مراد وہ تین بنیادی ذرائع ہیں جو ہماری خارجہ پالیسی کی تشکیل کرتے ہیں۔
i۔ صدر ii۔ وزیراعظم iii۔ چیف آف آرمی سٹاف

سوال 7 خارجہ پالیسی سے کیا مراد ہے؟ (کلاس ورک) (چار مرتبہ)

جواب: خارجہ پالیسی سے مراد بیرونی ممالک سے تعلقات قائم کرنا انہیں فروغ دینا اور اپنے ملکی اور قومی مفاد کے حصول کے لئے بین الاقوامی سطح پر مناسب اقدامات کرنا۔

سوال 8 قومی سلامتی سے کیا مراد ہے؟ (کلاس ورک) (چار مرتبہ)

جواب: قومی سلامتی سے مراد یہ ہے کہ ملک وقوم کو تمام بیرونی خطرات سے محفوظ رکھنا۔ ملک کی نظریاتی، زمینی، ہوائی اور بحری حدود کا تحفظ کرنا۔ پاکستان کسی دوسرے ممالک کے اندرونی معاملات میں مداخلت نہیں کرتا اور دوسرے ممالک سے بھی یہی توقع کرتا ہے کہ وہ بھی اس کے داخلی معاملات میں دخل اندازی نہ کریں۔

سوال 9 خارجہ پالیسی کی تشکیل میں سیاسی جماعتوں کا کردار بیان کریں۔

جواب: انتخابات سے پہلے ملک کی سیاسی جماعتیں اپنے اپنے منشور شائع کرتی ہیں اور ان میں خارجہ پالیسی کے متعلق بھی اپنے عزائم کا اظہار کرتی ہیں۔ عوام ووٹ دیتے وقت پارٹی کے منشور میں اس کی خارجہ پالیسی کو بھی مدنظر رکھتے ہیں۔ جو سیاسی جماعت انتخابات کے نتیجے میں برسراقتدار آجائے وہ اپنے نقطہ نظر کے مطابق ملک کی خارجہ پالیسی کو تشکیل دیتی ہے۔

سوال 10 دفاعی میدان میں پاکستان اور چین کے درمیان کون سے معاہدے ہوئے؟ (کلاس ورک) (دو مرتبہ)

جواب: 1995ء میں پاکستان اور چین میں کئی باقاعدہ دفاعی معاہدے ہوئے۔ جن کے تحت چین کے کامرہ کمپلیکس کے لئے 273 ملین روپے کی امداد دی۔ چین کی مدد سے ٹیکسلا میں قائم ہونے والی بھاری مشینری کمپلیکس میں ٹینک اور میزائل بھی تیار ہو رہے ہیں۔

سوال 11 پاکستان کی خارجہ پالیسی کی تشکیل میں خفیہ ادارے کیا کرتے ہیں؟

جواب: دوسرے ممالک کی خارجہ پالیسی کے مقاصد کے متعلق مکمل معلومات اکٹھی کرنا اور انہیں حکومت تک پہنچانا خفیہ اداروں کا کام ہے جس کی بنا پر حکومت خارجہ پالیسی تشکیل دیتی ہے۔

سوال 12 پاکستان کی خارجہ پالیسی کے دو مقاصد لکھیے۔ (کلاس ورک) (دو مرتبہ)

جواب: 1۔ قومی سلامتی۔ پاکستان کی خارجہ پالیسی کا سب سے اہم مقصد قومی سلامتی وتحفظ ہے۔
2۔ معاشی ترقی۔ پاکستان ایک ترقی پذیر ملک ہے اور معاشی طور پر اپنی ترقی چاہتا ہے۔ لہٰذا ان تمام ممالک کے ساتھ اچھے تعلقات قائم کرنا چاہتا ہے جن کے ساتھ تجارت کر کے یا جن ممالک سے معاشی مدد حاصل کر کے معاشی طور پر ترقی کر سکے۔

سوال 13 معاشی ترقی کے لئے پاکستان کی خارجہ پالیسی کس قسم کی ہے؟ (کلاس ورک)

جواب: پاکستان ایک ترقی پذیر ملک ہے اور معاشی طور پر اپنی ترقی چاہتا ہے۔ لہٰذا پاکستان ان تمام ممالک کے ساتھ اچھے تعلقات قائم کرنا چاہتا ہے جن کے ساتھ تجارت کر کے یا جن ممالک سے معاشی مدد حاصل کر کے معاشی طور پر ترقی کر سکے۔

سوال 14 خارجہ پالیسی کی تشکیل میں سیاسی جماعتیں اور پریشر گروپ کیا کردار ادا کرتے ہیں؟ (تین مرتبہ)

جواب: سیاسی جماعتیں اپنے منشور میں خارجہ پالیسی کو جگہ دیتی ہیں اگر وہ انتخاب جیت جائیں تو اپنے نقطہ نظر کو خارجہ پالیسی میں پیش نظر رکھتی ہیں اس طرح پریشر گروپ بھی خارجہ پالیسی کی تشکیل کے عمل کو متاثر کرتے ہیں اور حکومت کو خارجہ پالیسی کی ترجیحات کو وقت کے تقاضوں کے مطابق بدلنے پر مجبور کرتے ہیں۔

(دو مرتبہ)

سوال 15 **اقتصادی تعاون کی تنظیم میں شامل ممالک کے نام لکھیں۔**

جواب: 1۔ پاکستان 2۔ ایران 3۔ ترکی 4۔ ازبکستان 5۔ تاجکستان 6۔ دیگر وسطی ایشیائی ممالک

سوال 16 **اقتصادی تعاون کی تنظیم کی وضاحت کریں۔**

جواب: 1985ء میں پاکستان اور ایران نے ترکی کے ساتھ مل کر آر۔سی۔ڈی کی تنظیم نو کی اور اس کا نیا نام اقتصادی تعاون کی تنظیم (E.C.O) رکھا جو آر۔سی۔ڈی کے مقاصد کو آگے بڑھانے کے لئے کام کر رہی ہے۔ اور تینوں ممالک کے درمیان اقتصادی، صنعتی، تجارتی، تعلیمی اور ثقافتی میدانوں میں تعاون کو مزید فروغ دینے کے لئے ضروری اقدامات اٹھا رہی ہے بعد میں وسطی ایشیائی کے مسلم ممالک بھی اس میں شامل ہوئے۔

سوال 17 **خفیہ اداروں کا خارجہ پالیسی میں کیا مقصد ہے؟**

جواب: پاکستان کے خفیہ ادارے پاکستان کی خارجہ پالیسی کی تشکیل کے سلسلے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ یہ ادارے دوسرے ممالک کی خارجہ پالیسیوں کے مقاصد کے متعلق مکمل اطلاعات فراہم کرتے ہیں۔ جن کو مدنظر رکھتے ہوئے پاکستان اپنی خارجہ پالیسی تشکیل دیتا ہے۔

سوال 18۔ **نسلی امتیاز کے خاتمے پر پاکستان کا موقف کیا ہے؟**

جواب: پاکستان نسلی امتیاز کا خاتمہ چاہتا ہے۔ پاکستان نے ہمیشہ سامراجی طاقتوں کے خلاف آواز اُٹھائی ہے۔ مظلوم و مغلوب اقوام کی حمایت کی ہے اور سامراجی قوتوں کے برسرپیکار ہے۔ جنوبی ایشیا میں امن و آتشی کے لیے نسلی امتیاز کا مکمل خاتمہ کیا گیا ہے اور تمام اقلیتوں کو برابر کے حقوق دیئے گئے ہیں۔

سوال 19 **معاہدہ جنیوا کب اور کن کے درمیان طے پایا؟**

جواب: اپریل 1988ء میں امریکہ اور روس نے جنیوا میں ایک معاہدہ کیا پاکستان کے وزیراعظم محمد خاں جونیجو اس میں شریک ہوئے اور دستخط کیے روس نے اپنی شکست تسلیم کرلی اور وعدے کے مطابق 15 فروری 1989ء کو اپنی فوجیں افغانستان سے واپس بلالیں۔

سوال 20 **تخفیف اسلحہ سے کیا مراد ہے؟**

جواب: پاکستان تخفیف اسلحہ کا حامی ہے اور اس نے ان تمام بین الاقوامی کوششوں کی حمایت کی ہے جو تخفیف اسلحہ کے لیے کی گئی ہیں۔ پاکستان از خود اسلحہ کی دوڑ میں کبھی شامل نہیں ہوا۔ وہ ایٹمی توانائی کو پرامن مقاصد کے لیے استعمال کرنے کے حق میں ہے اور دنیا میں ایٹمی جنگ کے خطرات کے سدباب کے لیے ہر وقت تیار ہے۔

سوال 21 **سعودی عرب کے کوئی سے دو حکمرانوں کے نام لکھیں۔**

جواب: (i) شاہ عبدالعزیز (ii) شاہ فیصل

سوال 22 **نسلی امتیاز کے خاتمے پر پاکستان کا موقف کیا ہے؟**

جواب: پاکستان نسلی امتیاز کا خاتمہ چاہتا ہے۔ ماضی میں بھی پاکستان نے جنوبی افریقہ، نمیبا اور روڈیشا میں سیاہ فام لوگوں کے ساتھ نسلی امتیاز پر آواز اٹھائی اور نسلی امتیاز کے خاتمہ کے لئے ان کی حمایت کی پاکستان کے اندر بھی نسلی امتیاز کا مکمل خاتمہ کیا گیا ہے اور تمام اقلیتوں کو برابری کے حقوق دیے گئے ہیں۔

سوال 23 **پاکستان کی عالم اسلام کے اتحاد کے لئے دو خدمات تحریر کریں۔**

جواب: پاکستان عالم اسلام کے اتحاد کا حامی ہے اور اسلامی ممالک کے ساتھ بہتر تعلقات قائم رکھنے کی پالیسی پر گامزن ہے۔ پاکستان نے اقتصادی تعاون کی تنظیم کو قائم کر کے وسطی ایشیائی مسلم ممالک کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا ہونے کا موقع فراہم کیا ہے تاکہ اپنی اقتصادی ترقی کے ساتھ ساتھ باہمی تعاون و اتحاد بھی قائم کر سکیں۔

سوال 24 **1988ء کے جنیواہ معاہدے کی اہمیت بیان کریں۔**

جواب: اپریل 1988ء میں امریکہ اور روس نے جنیوا میں ایک معاہدہ کیا۔ پاکستان کے وزیراعظم محمد خاں جونیجو بھی اس میں شریک ہوئے اور دستخط کئے۔ روس نے اپنی شکست تسلیم کرلی اور اس نے وعدے کے مطابق 15 فروری 1989ء کو اپنی فوجیں افغانستان سے واپس بلالیں۔ اس طرح جہاد افغانستان ختم ہوگیا۔

سوال 25 **پاکستان اور ایران کے باہمی تعلقات سے متعلق دو نکات تحریر کریں۔**

جواب: پاکستان کو آزادی کے بعد سب سے پہلے ایران نے تسلیم کیا اور سفارتی تعلقات قائم کیے۔ 1949ء میں پاکستان کے وزیراعظم نے ایران کا دورہ کیا۔ جس کے جواب میں 1950ء میں شاہ ایران نے پاکستان کا دورہ کیا اور تجارتی روابط قائم ہوئے۔ دونوں ممالک کے وفود نے دورے کر کے تجارت کو فروغ دیا۔

سوال 26 **دوطرفہ تعلقات سے کیا مراد ہے؟**

جواب: پاکستان دوطرفہ تعلقات کی بنیاد پر تمام ممالک کے ساتھ روابط بڑھانا چاہتا ہے اور اپنے ہمسایہ ممالک کے ساتھ بھی دوطرفہ تعلقات کی بنیاد پر اپنے جھگڑے پرامن طریقے سے طے کرنا چاہتا ہے۔ اسی لیے پاکستان نے ہندوستان کو کشمیر کے مسئلہ کے حل کے لئے کئی دفعہ مذاکرات کی پیشکش کی ہے۔

سوال 27۔ **غیر جانبداریت سے کیا مراد ہے؟**

جواب: پاکستان نے اپنی خارجہ پالیسی میں نمایاں تبدیلی کرتے ہوئے غیر جانبداریت کی پالیسی اپنائی ہے۔ جس سے مراد یہ ہے کہ کسی بھی بلاک کے ساتھ خود کو وابستہ نہ کیا جائے اور تمام ممالک کے ساتھ بہتر تعلقات مستحکم کئے جائیں۔ اس لئے پاکستان اب روس، امریکہ، چین، برطانیہ، فرانس و دیگر ممالک کے ساتھ بہتر تعلقات قائم کر رہا ہے۔ پاکستان اب غیر وابستہ ممالک کی تنظیم کا باقاعدہ رکن بھی بن چکا ہے۔

حصہ دوم

سوال 1۔ **پاکستان اور افغانستان کے تعلقات۔**

جواب:۔ افغانستان پاکستان کا ہمسایہ مسلم ملک ہے۔ پاکستان اور افغانستان کی سرحد کو ڈیورنڈ لائن تقسیم کرتی ہے جس کی لمبائی قریباً 2252 کلومیٹر ہے۔ دونوں ملکوں کے مابین آمد و رفت پہاڑی دروں کے ذریعے ہوتی ہے۔ ان دروں میں درہ خیبر بہت مشہور ہے۔

1970ء کے ابتدائی سالوں میں دونوں ملکوں کے تعلقات بہتر ہوئے۔ پاکستان کے وزیراعظم اور افغانستان کے صدر نے باہمی طور پر خیرسگالی دورے کیے اور دونوں ممالک میں ایک معاہدہ طے پایا جس کے تحت دونوں ممالک نے علاقائی سالمیت اور عدم مداخلت کی پالیسی کا عہد کیا۔ لیکن اپریل 1978ء میں افغانستان میں فوجی انقلاب اور دسمبر 1979ء میں روسی افواج کے افغانستان میں داخلے سے تعلقات میں دوبارہ تلخی پیدا ہو گئی۔ افغانستان کی نئی حکومت نے مخالفین کو کچلنے کے لیے روسی فوج کی وسیع پیمانے پر استعمال کیا جس کی وجہ سے 30 لاکھ سے زیادہ افغانستان باشندے اپنا گھر چھوڑ کر پناہ حاصل کرنے کے لیے پاکستان میں داخل ہوئے۔ پاکستان کی حکومت نے انسانی اور اسلامی جذبے کے تحت انھیں پناہ دی۔

افغان عوام نے روسی فوجوں کو اپنے ملک سے باہر نکالنے کے لیے جہاد کا آغاز کیا تو پاکستان نے بھی ان کی حمایت کی۔ دوسری طرف اس مسئلہ کا سفارتی حل تلاش کرنے کی کوشش کی گئی۔ 1988ء میں اقوام متحدہ کی زیرنگرانی جنیوا میں روس، پاکستان اور افغانستان کی حکومت کے درمیان معاہدہ طے پایا جس کی رو سے روس نے 1989ء میں اپنی فوجیں افغانستان سے واپس بلالیں۔ اپریل 1992ء میں افغانستان میں مجاہدین کی حکومت قائم ہوئی جس کو حکومت پاکستان نے فوری تسلیم کرلیا۔ لیکن تھوڑے عرصے بعد مجاہدین کے باہمی اختلافات کی وجہ سے ایک نئی صورت حال پیدا ہوگئی۔ مجاہدین کے ایک گروپ "طالبان" نے افغانستان کے بیشتر حصے پر قبضہ کر کے افغانستان میں ایک اسلامی حکومت قائم کر دی۔ حکومت پاکستان نے دوبارہ طالبان کی حکومت کو بھی تسلیم کرلیا۔

مئی 2000ء میں پاکستان اور افغانستان نے ایک مستقل مشترکہ کمیشن قائم کیا جس کا کام دونوں ممالک کی سرحد کے آر پار سمگلنگ کو روکنا اور افغان مہاجرین کی واپسی تھا۔ دونوں ممالک کے باہمی جھگڑوں کا طے کرنا بھی اس کمیشن کے اختیارات میں شامل کیا گیا۔

11 ستمبر 2001ء میں ورلڈ ٹریڈ سنٹر کے حادثے کے بعد امریکہ نے افغانستان پر حملہ کر دیا افغانستان میں طالبان کی حکومت ختم کر دی گئی اور وہاں نئی حکومت قائم ہوگئی۔ حکومت پاکستان نے بھی نئی حکومت کے ساتھ تعاون کا اعلان کیا اور افغانستان کی تعمیر نو کے لیے مالی امداد بھی دی اور مزید امداد دینے کا وعدہ بھی کیا۔

2004ء میں حامد کرزئی کے افغانستان کا جمہوری صدر منتخب ہونے کے بعد پاکستان اور افغانستان کے درمیان تعلقات میں کچھ بہتری آئی۔ 2014ء میں اشرف غنی افغانستان کے صدر منتخب ہوئے تو پاکستان اور افغانستان کے سرحدی مسائل کو حل کرنے کے لیے مشترکہ فارمولہ بنایا گیا تاکہ دونوں ممالک کے درمیان اچھے تعلقات قائم ہوں۔ مستقبل میں بھی تعلقات بہتر ہونے کی امید ہے۔

سوال نمبر 2: خارجہ پالیسی سے کیا مراد ہے؟ پاکستان کی خارجہ پالیسی کے بنیادی اصولوں کی وضاحت کیجئے۔ (ہوم ورک)

جواب: تعارف: دورِ حاضر میں کوئی ملک دنیا سے الگ تھلگ نہیں رہ سکتا اور نہ ہی تمام مسائل تنہا حل کر سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر ملک، دفاعی، معاشی، تعلیمی، ثقافتی تہذیبی اور سائنسی ترقی کے علاوہ صحت، زراعت اور صنعت و حرفت کے شعبوں میں ترقی کے لئے دوسروں سے تعاون طلب کرتا ہے اور دوطرفہ تعلقات بڑھاتا ہے۔ ہر ملک اپنے نظریاتی، تاریخی، سیاسی، اقتصادی اور جغرافیائی حالات کے پیش نظر دوسرے ممالک سے جو تعلقات قائم کرتا ہے وہ اس ملک کی خارجہ پالیسی کہلاتی ہے۔

خارجہ پالیسی کی تعریف:

''خارجہ پالیسی دوسرے ممالک سے تعلقات قائم کرنے، ان کو فروغ دینے اور قومی مفاد کی خاطر مخصوص مقاصد کے حصول کے لئے بین الاقوامی سطح پر مناسب اقدامات اٹھانے کا نام ہے۔''

قائداعظمؒ اور پاکستان کی خارجہ پالیسی:

قائداعظمؒ نے پاکستان کی خارجہ پالیسی کی وضاحت یوں فرمائی:

''ہماری خارجہ پالیسی دنیا کی تمام قوموں کے ساتھ دوستی اور خیر سگالی کے جذبات کے ساتھ عبارت ہے۔ ہم کسی ملک یا قوم کے خلاف کوئی جارحانہ عزائم نہیں رکھتے اور قومی و بین الاقوامی امور و معاملات میں انصاف اور دیانت کے اصول پر یقین رکھتے ہیں۔ ہم دنیا کی قوموں کے درمیان امن اور خوشحالی کے لئے اپنا پورا کردار ادا کریں گے۔ دنیا کی مظلوم و محکوم قوموں کے لئے اقوام متحدہ کے منشور کے مطابق ہر قسم کی مدد فراہم کریں گے۔''

فروری 1948ء میں امریکی عوام کے نام (تقریری پیغام) کے ذریعے بتایا کہ ''پاکستان کی خارجہ پالیسی امن بقائے باہمی اور ہمسایوں سے بہتر تعلقات پر مبنی ہوگی۔

پاکستان کی خارجہ پالیسی کے بنیادی اصول:

پاکستان چونکہ ایک نظریاتی مملکت ہے اس کے قیام کی بنیاد اسلام ہے لہٰذا پاکستان کی خارجہ پالیسی کا بنیادی مقصد نظریہ پاکستان کا تحفظ، اسلام کی خدمت اور مسلم ممالک سے برادرانہ تعلقات قائم کرنا ہے۔ کیونکہ

آپ کیا؟ آپ کا قانون عالم سوز کیا — عافیت انسان کی ہے اسلام کے دستور میں

اس لئے پاکستان کی خارجہ پالیسی کی بنیاد درج ذیل اصولوں پر رکھی گئی ہے۔

1- پرامن بقائے باہمی: (جیو اور جینے دو)

پاکستان پرامن بقائے باہمی پر یقین رکھتا ہے اور دوسرے ریاستوں کی آزادی، خودمختاری اور ان کے اقتدار اعلیٰ کا احترام کرتا ہے۔ پاکستان نے ہمیشہ دوسرے ممالک کے اندرونی معاملات میں عدم دلچسپی کا اظہار کیا ہے۔ پاکستان کا نعرہ ہے کہ ''زندہ رہو اور زندہ رہنے دو'' پاکستان غیر ملکی مداخلت اور جارحیت کا ہر شکل میں مخالف ہے۔

2- غیر جانبداریت:

پاکستان نے اپنی خارجہ پالیسی میں نمایاں تبدیلی کرتے ہوئے غیر جانبداریت کی پالیسی اپنائی ہوئی ہے جس سے مراد یہ ہے کہ کسی بھی ملک کے ساتھ خود کو وابستہ نہ کیا جائے بلکہ تمام ممالک کے ساتھ بہتر تعلقات استوار کئے جائیں اس لئے پاکستان اب روس، امریکہ، چین، برطانیہ، فرانس اور دیگر ممالک کے ساتھ تعلقات قائم کر رہا ہے۔ پاکستان ان غیر وابستہ ممالک کی تنظیم کا باقاعدہ رکن ہے جو (NAM) کے پلیٹ فارم پر مصروف عمل ہیں۔

3- دوطرفہ تعلقات:

پاکستان دوطرفہ تعلقات کی بنیاد پر تمام ممالک کے ساتھ رابطہ بڑھانا چاہتا ہے اور اپنے ہمسایہ ممالک کے ساتھ بھی دوطرفہ تعلقات قائم کرنے کے لئے کوشاں ہے اور تمام مسائل کو پُرامن طریقے سے حل کرنا چاہتا ہے اس لئے پاکستان نے ہندوستان کو کشمیر کے مسئلہ کے حل کے لئے کئی دفعہ مذاکرات کی پیشکش کی ہے۔

4- اقوام متحدہ کے چارٹر پر عمل:

پاکستان اقوام متحدہ کے چارٹر سے مکمل اتفاق کرتا ہے اور اس پر سختی سے پابند ہے اس لئے اس نے ہمیشہ اقوام متحدہ کی تمام قراردادوں اور اقدامات کا احترام کیا ہے اور اس کے فیصلوں پر عمل درآمد کرنے کے لئے فوجی معاونت کے ساتھ ساتھ مالی اور اخلاقی مدد بھی کی ہے۔

5- حق خودارادیت کی حمایت:

پاکستان محکوم اقوام کے حق خودارادیت کی حمایت کرتا ہے اس کا موقف یہ ہے کہ ہر قوم کو اپنے سیاسی مستقبل کا فیصلہ کرنے کا حق ہونا چاہیئے۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستان نے نوآبادیات کے خاتمہ کے لئے ایشیاء، افریقہ اور یورپ میں حق خودارادیت کی تمام تحریکوں کی بھرپور حمایت کی ہے۔ پاکستان نے کشمیر، فلسطین، بوسنیا، نمیبیا اور ویت نام کی جدوجہد آزادی میں اہم کردار ادا کیا ہے اور افغانستان میں سابقہ سویت یونین کی فوجی مداخلت اور جارحیت کی سخت مخالفت کی اور افغان عوام کی مدد کی۔

6- عالم اسلام کا اتحاد:

پاکستان عالم اسلام کے اتحاد کا حامی ہے اور اسلامی ممالک کے ساتھ بہتر تعلقات قائم رکھنے کی پالیسی پر گامزن ہے۔ ایران عراق کی جنگ، کویت عراق تنازعہ، مشرق وسطیٰ کا مسئلہ اور افغانستان کی آزادی کے مسئلہ پر پاکستان نے موثر کردار ادا کیا۔ پاکستان اسلامی ممالک کی تنظیم OIC کا سرگرم رکن ہے۔

پاکستان نے اقتصادی تعاون کی تنظیم (ECO) اور (R.C.D) کو قائم کرکے وسطی ایشیا کے مسلم ممالک کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھے ہونے کا موقع فراہم کیا ہے تاکہ یہ مسلم ممال اپنی اقتصادی ترقی کے ساتھ ساتھ باہمی تعاون و اتحاد کو بھی قائم کر سکیں۔

بتانِ رنگ و خون کو توڑ کر ملت میں گم ہو جا — نہ تورانی رہے باقی نہ ایرانی، نہ افغانی

7- تخفیف اسلحہ کی حمایت:

پاکستان شروع سے ہی تخفیف اسلحہ کا حامی ہے ہمیشہ پاکستان نے ان تمام بین الاقوامی کوششوں کی حمایت کی ہے جو تخفیف اسلحہ کے لئے کی گئی ہیں۔ پاکستان ازخود اسلحہ کی دوڑ میں کبھی بھی شامل نہیں ہوا۔ وہ ایٹمی توانائی کو پرامن مقاصد کے لئے استعمال کرنے کے حق میں ہے اور دنیا میں ایٹمی جنگ کے خطرات کے سدباب کے لئے ہر وقت تیار ہے۔ پاکستان جنوبی ایشیاء کو ایٹمی ہتھیاروں سے پاک رکھنے کا خواہش مند ہے اور یہ تجویز ہندوستان کو کئی دفعہ پیش کر چکا ہے۔

8- نسلی امتیاز کا خاتمہ:

پاکستان دنیا میں امن و آشتی کا فروغ چاہتا ہے جو نسلی امتیاز کے خاتمہ سے ممکن ہے۔ ماضی میں بھی پاکستان نے جنوبی افریقہ، نمیبیا اور رہوڈیشیا میں سیاہ فام لوگوں کے ساتھ نسلی امتیاز کے خلاف آواز اٹھائی اور نسلی امتیاز کے خاتمہ کے لئے ان کی حمایت کی۔ پاکستان کے اندر بھی نسلی امتیاز کا مکمل خاتمہ کیا گیا ہے اور تمام اقلیتوں کو برابر کے حقوق دیے گئے ہیں۔

9- امن و رواداری کا فروغ:

پاکستان دنیا میں امن و رواداری کا فروغ چاہتا ہے۔ پاکستان نے ہمیشہ سامراجی طاقتوں کے خلاف آواز اٹھائی ہے۔ مظلوم اور مغلوب اقوام کی حمایت کی ہے اور سامراجی طاقتوں کے خلاف برسرپیکار ہے اور جنوبی ایشیا میں امن و آشتی کے لئے پاکستان نے بار بار بھارت کو مذاکرات کی دعوت دی ہے۔

10- ہمسایہ ممالک سے تعلقات:

پاکستان اپنے تمام ہمسایہ ممالک بشمول ہندوستان کے ساتھ دوستانہ تعلقات رکھنے کا خواہشمند ہے۔ پاکستان ہمسایہ ممالک سے تمام تنازعات مذاکرات کے ذریعے سے حل کرنے کا حامی ہے اس لئے پاکستان ہندوستان کے ساتھ تمام تنازعات بشمول کشمیر مذاکرات کے ذریعے پرامن طریقے سے حل کرنا چاہتا ہے اور ہندوستان کو بار بار مذاکرات کی دعوت دے چکا ہے۔ امید ہے کہ مستقبل میں تمام ہمسایہ ممالک سے ہمارے تعلقات مزید بہتر ہو جائیں گے۔

11- بین الاقوامی و علاقائی تعلقات:

پاکستان بہت سی بین الاقوامی و علاقائی تنظیموں کا سرگرم رکن ہے۔ ان اداروں میں اقوامِ متحدہ (U.N.O) کے علاوہ غیر وابستہ ممالک کی تنظیم (NAM) اسلامی کانفرنس کی تنظیم (OIC) اقتصادی تنظیم کی تنظیم (ECO) اور سارک (SAARC) کی تنظیمیں اہم ہیں۔ پاکستان بین الاقوامی و علاقائی تعاون کے لئے ان اداروں کی ہمیشہ حمایت کرتا رہا ہے اور عالمی امن کے لئے ان اداروں کی سرگرمیوں میں پیش پیش رہا ہے۔

سوال نمبر 3: پاکستان کی خارجہ پالیسی کے مقاصد اور تشکیل کے ذرائع بیان کریں۔ (ہوم ورک)

جواب: پاکستان کی خارجہ پالیسی کے مقاصد:

خارجہ پالیسی سے مراد عموماً بیرونی دنیا یعنی دوسرے ممالک کے ساتھ تعلقات مراد لئے جاتے ہیں۔ قدیم دور سے ہی انسانی معاشرے کی بہتری اور فلاح کے لئے دوسری اقوام، علاقوں اور ممالک کے ساتھ تعلقات استوار کرنا ناگزیر سمجھا جاتا ہے۔ عہد حاضر میں انسان کی ترقی و بہبود کے لئے تعلقات کی وسعت واہمیت اور بڑھ گئی ہے۔ کوئی بھی فرد، قوم یا ملک دوسروں کے ساتھ تعلقات استوار کئے بغیر ترقی کی راہ پر گامزن نہیں ہوسکتا۔ یہی وجہ ہے کہ مملکت خداداد اسلامی جمہوریہ پاکستان اپنے قیام کے ساتھ ہی بیرونی دنیا کے ساتھ بہتر تعلقات قائم کرنے کیلئے کوشاں رہی ہے۔

پاکستان کی خارجہ پالیسی کے بنیادی مقاصد مندرجہ ذیل ہیں:

1۔ قومی سلامتی:

پاکستان کی خارجہ پالیسی کا سب سے اہم مقصد قومی سلامتی و تحفظ ہے۔ قیام پاکستان کے بعد فوری ضرورت تھی کہ سلامتی اور تحفظ کا مناسب بندوبست کیا جائے۔ لہذا پاکستان نے قومی سلامتی کو خارجہ پالیسی کی بنیاد بنایا اور بیرون ممالک کے ساتھ تعلقات میں قومی سلامتی کو ہمیشہ اہمیت دی۔ آج بھی پاکستان کی خارجہ پالیسی میں قومی سلامتی بنیادی نصب العین ہے۔ پاکستان دوسرے ممالک کی علاقائی سالمیت کا احترام کرتا ہے اور دوسرے ممالک سے بھی یہ توقع رکھتا ہے کہ وہ بھی پاکستان کی قومی سلامتی کا احترام کریں۔

2۔ معاشی ترقی:

پاکستان ایک ترقی پذیر ملک ہے اور معاشی طور پر مضبوط ہونا اس کی ضرورت ہے۔ لہذا پاکستان ان تمام ممالک کے ساتھ اچھے تعلقات قائم کرنا چاہتا ہے۔ جن کے ساتھ تجارت کر کے یا جن ممالک سے معاشی مدد حاصل کر کے معاشی طور پر ترقی کر سکے۔ نئے اقتصادی رجحانات کو مدنظر رکھتے ہوئے پاکستان نے اپنی خارجہ پالیسی میں اہم تبدیلیاں کی ہیں۔ خصوصاً آزاد اقتصادیات اور نجکاری کو اپنایا ہے۔

3۔ نظریاتی تحفظ:

پاکستان ایک نظریاتی مملکت ہے اور اس کی بنیاد نظریہ پاکستان (نظریہ اسلام) پر قائم ہے۔ پاکستان کی خارجہ پالیسی کا اہم مقصد پاکستان کی نظریاتی سرحدوں کا تحفظ ہے۔ پاکستان کا نظریاتی استحکام بھی پاکستان کے تحفظ میں ہے۔ یہ نظریہ کا تحفظ اسلامی ممالک کے ساتھ بہتر تعلقات قائم اور روابط سے ممکن ہے۔ لہذا پاکستان نے ہمیشہ اسلامی ممالک کے ساتھ بہتر تعلقات استوار کئے ہیں۔ اس کے تینوں دساتیر میں اسلامی ملکوں کے ساتھ قریبی تعلقات پر زور دیا ہے۔ پاکستان نے اسلامی کانفرنس کی تنظیم اور اقتصادی تعاون کی تنظیم کے قیام میں اہم کردار ادا کیا ہے۔

4۔ عدم مداخلت کی پالیسی:

پاکستان عدم جارحیت اور کسی بھی ملک کے اندرونی معاملات سے گریز کی پالیسی پر گامزن ہے۔ اسی لئے نہ تو پاکستان کسی کے داخلی معاملات میں دخل اندازی کرتا ہے اور نہ ہی کسی کو اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ پاکستان کے اندرونی معاملات میں دخل اندازی کرے اور دنیا میں کسی بھی قسم کی جارحیت کے خلاف ہے۔

5۔ آزاد خارجہ پالیسی:

پاکستان کی خارجہ پالیسی کا بنیادی نصب العین یہ ہے کہ پاکستان سب کا دوست ہے اس کی کسی سے دشمنی اور مخالفت نہیں ہے۔ یہ اپنے ہمسائیوں سے تمام تنازعات کا پرامن حل چاہتا ہے۔ پاکستان ساری دنیا کے ممالک کے ساتھ دوستی کا خواہاں ہے۔ بشرطیکہ وہ ممالک بھی اس سے برابری کی سطح پر باعزت دوستی کے لئے خواہاں ہوں۔ ماضی میں بھی پاکستان دو سیاسی بڑوں امریکی بلاک اور روسی بلاک سے علیحدہ رہنا چاہتا تھا۔ اس لئے وہ کسی کے اغراض و مقاصد کے لئے آلہ کار رہنا پسند نہیں کرتا۔ آزادی، سلامتی، امن اور بقائے باہمی کے اصول خارجہ پالیسی کی بنیاد ہیں۔

6۔ اسلامی ممالک کا اتحاد:

پاکستان نظریہ اسلام کے اصولوں کی بنیاد پر معرض وجود میں آیا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ وہ اسلامی ممالک کے درمیان زیادہ سے زیادہ اتحاد، یکجہتی کے لئے کوشاں رہے۔ چنانچہ ہر آنے والی حکومت نے خارجہ پالیسی کی تشکیل میں اس بنیادی اصول کو مدنظر رکھا۔ ایران، عراق کی جنگ ہو یا عراق کویت کی، افغانستان پر روسی حملہ ہو یا "کمیونزم" کی نظریاتی یلغار پاکستان نے ہر مشکل میں اسلامی ملکوں میں اتحاد کی فضا قائم کرنے اور ان کی حمایت کرنے کی کوشش کی ہے۔ روس سے آزاد ہونیوالی مسلم ریاستوں کے ساتھ بھی ہمارے تعلقات اس اصول کے پیش نظر مستحکم ہو رہے ہیں۔

7۔ اقوام متحدہ کے منشور پر عمل:

پاکستان اقوام متحدہ کا سرگرم رکن ہے اور اس کے منشور کا زبردست حامی ہے۔ اس لئے اس کی خارجہ پالیسی میں اقوام متحدہ کے منشور کو خاص اہمیت دی گئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستان دنیا کی تمام اقوام کے درمیان امن اور استحکام کے فروغ اور تمام باہمی تنازعات پرامن طریقوں اور باہمی مذاکرات سے طے کرنے کا حامی ہے۔ اس نے ہمیشہ پرامن اور باہمی مذاکرات کے ذریعے مسئلہ کشمیر اور مسئلہ فلسطین حل کرانے کی حمایت کی ہے اور جنگ کی مخالفت کی ہے۔

8۔ غیر جانبداری کی پالیسی:

غیر جانبداری کا خارجہ پالیسی کا اہم ستون ہے۔ پاکستان نے ہمیشہ مختلف بلاکوں کے بجائے غیر جانبداری کو ترجیح دی اور کسی کے اغراض و مقاصد کا آلہ کار نہیں بنا۔ پاکستان غیر جانب دار ملکوں کی تنظیم N.A.M کا اہم رکن شمار کیا جاتا ہے۔

پاکستان کی خارجہ پالیسی کے تشکیلی ذرائع

پاکستان کی خارجہ پالیسی کے تشکیلی ذرائع مندرجہ ذیل ہیں:

1۔ انتظامی تکون:

انتظامی تکون سے مراد قومی سطح کے تین اہم انتظامی عہدے، صدر پاکستان، وزیراعظم پاکستان اور فوج کا سربراہ ہیں۔ پاکستان کی خارجہ پالیسی کی تشکیل کے ضمن میں انتظامی تکون اہم کردار ادا کرتی ہے۔ یہ تکون پاکستان کی خارجہ پالیسی کو منظور اور نامنظور کر سکتی ہے۔ موجودہ پالیسی میں تبدیلی لا سکتی ہے یا پالیسی کو مختلف سمتوں میں چلا سکتی ہے لیکن سابقہ پالیسی سے ہٹنا بہت مشکل ہے۔ انتظامی تکون عام طور پر سابقہ پالیسی کو مدنظر رکھتی ہے یا نئی پالیسی تشکیل دیتے ہوئے بیرونی ممالک سے کئے ہوئے وعدوں سے منحرف نہیں ہو سکتی۔

2۔ وزارت خارجہ:

پاکستان کی وزارت خارجہ، خارجہ پالیسی کی تشکیل کے لئے بہت اہم کردار ادا کرتی ہے۔ وزارت خارجہ میں عام طور پر خارجہ پالیسی کے ماہرین اور اعلیٰ پایہ کے بیوروکریٹ ہوتے ہیں۔ جو خارجہ پالیسی کے بنیادی مقاصد اور اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے خارجہ پالیسی تیار کرتے ہیں اور ترجیحات کو سامنے رکھتے ہوئے پالیسی کے منصوبے و پروگرام بناتے ہیں۔ نئی آئینی تبدیلیوں کے مطابق "نیشنل سکیورٹی کونسل" اس انتظامی تکون کی جگہ لے رہی ہے۔

3۔ خفیہ ادارے:

پاکستان کے خفیہ ادارے MI-FIA-ISI پاکستان کی خارجہ پالیسی کی تشکیل کے سلسلے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ یہ ادارے دوسرے ممالک کی خارجہ پالیسیوں کے مقاصد کے متعلق مکمل اطلاعات فراہم کرتے ہیں جن کو مدنظر رکھتے ہوئے پاکستان اپنی خارجہ پالیسی تشکیل دیتا ہے۔

4۔ سیاسی جماعتیں و پریشر گروپ:

پاکستان کی خارجہ پالیسی کی تشکیل کے ضمن میں پاکستان کی سیاسی جماعتیں اور پریشر گروپ بھی اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ سیاسی جماعتیں اپنے منشور میں خارجہ پالیسی کو خاص جگہ دیتی ہیں اگر وہ انتخاب جیت جائیں تو اپنے منشور کو خارجہ پالیسی کی تشکیل میں پیش نظر رکھتی ہیں۔ اسی طرح پریشر گروپ بھی خارجہ پالیسی کی تشکیل کے عمل کو متاثر کرتے ہیں اور حکومت کو خارجہ پالیسی کی ترجیحات کو وقت کے تقاضوں کے مطابق بدلنے پر مجبور کرتے ہیں۔

5۔ پارلیمنٹ (مجلس شوریٰ) کا کردار:

وزارت خارجہ انتظامیہ کی ہدایت کے مطابق خارجہ پالیسی تشکیل دیتی ہے اور بعض اوقات قومی اسمبلی اور سینٹ کے سامنے منظوری کے لئے پیش کرتی ہے۔ بحث و تمحیص کے بعد پارلیمنٹ عام طور پر طے شدہ خارجہ پالیسی کی منظوری دے دیتی ہے یا اس میں مناسب تبدیلیوں کی سفارش کرتی ہے۔ پارلیمنٹ میں اجلاس ان کیمرہ بھی ہوتے ہیں اور اوپن اجلاس بھی ہوتے ہیں پارلیمنٹ کی قراردادوں کے ذریعے بھی خارجہ پالیسی کے مقاصد اور اصول بنائے جاتے ہیں۔

سوال نمبر 4: پاکستان اور عوامی جمہوری چین کے تعلقات کا ارتقائی جائزہ پیش کیجئے۔ (ہوم ورک)

جواب: پس منظر:

پاکستان اور چین ہمسایہ ممالک ہیں جن کی مشترکہ سرحد تقریباً 600 کلومیٹر پر مشتمل ہے۔ ان کے باہمی تعلقات شاندار روایات اور قریبی دوستی پہ مبنی ہیں۔ اکتوبر 1949ء میں عوامی جمہوریہ چین کے قیام کے چند ماہ بعد پاکستان نے اسے تسلیم کرلیا اور بعد ازاں سفارتی تعلقات قائم کئے۔

پاک چین دوستی:

1955ء میں بنڈونگ کانفرنس (انڈونیشیا) میں پاکستانی و چینی وزرائے اعظم کی ملاقاتیں ہوئیں اور اس کے بعد ملاقاتوں کا یہ سلسلہ آج تک جاری ہے۔ 1961ء میں دونوں ممالک کے درمیان حد بندی کی کوشش کا آغاز ہوا جو 1963ء میں پایہ تکمیل کو پہنچا۔ اس کے نتیجے میں دونوں ممالک کے درمیان تعلقات انتہائی خوشگوار ہو گئے اور تجارتی معاہدوں کی راہ کھلی نیز پاکستان کی ہوائی کمپنی PIA نے چین اور پاکستان کے درمیان اور اسلام آباد کے درمیان ہوائی سروس بھی شروع کردی۔ پاکستان میں سینڈک پراجیکٹ، کوسٹل ہائی وے، گوادر کی بندرگاہ اور ایٹمی پاور پلانٹ کے لئے مختلف منصوبے چین کے تعاون سے جاری ہیں۔

پاک چین روابط:

فروری 1964ء میں صدر پاکستان نے چین کا تاریخی دورہ کیا جس میں چین نے کشمیر کے پرامن تصفیہ کے لئے پاکستان کے موقف کی حمایت کی۔ 1965ء کی پاک بھارت جنگ میں بھی پاکستان کی حمایت کا اعلان کیا اور پاکستان کے دفاع کو مضبوط بنانے کے لئے اسلحہ فراہم کیا۔

پاکستان کی صنعتی ترقی اور چین:

چین نے پاکستان کو مختلف صنعتوں کے قیام کے لئے فنی اور مالی امداد مہیا کی۔ جس کی نمایاں مثال ٹیکسلا میں ہیوی مکینیکل کمپلیکس اور اس کے منصوبے نیز لانڈھی کراچی میں مشین ٹول فیکٹری کا قیام، اسلام آباد میں سپورٹس کمپلیکس، چینی اشیا اور بجلی کا کارخانہ رائیونڈ، ایروناٹیکل کمپلیکس کامرہ اور چشمہ ایٹمی پاور پلانٹ جیسے کئی منصوبے شامل ہیں۔

ذرائع مواصلات اور چین کی مدد:

1969ء میں چین اور پاکستان کے درمیان شاہراہ قراقرم کی تعمیر مکمل ہوئی۔ جس کے ذریعے دونوں ممالک کے درمیان زمینی رابطہ بھی شروع ہوگیا جس سے کئی وفود کے باہمی تبادلے بھی ہوئے اور اس کے ساتھ ساتھ دونوں ممالک کے درمیان فضائی رابطہ دوسرے شہروں تک بڑھا۔ کوسٹل ہائے وے اور گوادر کی تعمیر پاکستان اور چین کے درمیان بڑے منصوبے ہیں۔

دفاع پاکستان اور چین:

دفاعی میدان میں بھی چین اور پاکستان کے درمیان 1985ء میں کئی معاہدے کئے گئے۔ جن کے تحت چین نے کامرہ کمپلیکس اور واہ آرڈیننس فیکٹری کی تعمیر میں پاکستان کی مدد کی۔ اسی طرح صوبہ سرحد میں ہیوی الیکٹریکل کمپلیکس کی تعمیر کے لئے 273 ملین روپے مہیا کئے۔

پاکستان اور چین کے سفارتی تعلقات:

پاکستان نے سفارتی سطح پر چین کا ساتھ دیا۔ چین کو اقوام متحدہ کا مستقل ممبر بنانے کے لئے پاکستان نے چین کی حمایت کی۔ امریکہ اور چین کو ایک دوسرے کے قریب لانے میں پاکستان نے اہم کردار ادا کیا، جس سے دونوں ممالک کے درمیان براہ راست رابطہ قائم ہوا۔ ہانگ کانگ اور تائیوان میں غیر ملکی فوجوں کی موجودگی کے مسئلہ پر پاکستان نے چین کے موقف کی حمایت کی اور چین نے بھی پاکستان میں سویت روس کی مداخلت کی سخت مخالفت کی اور پاکستان کے مطالبہ کی حمایت کی۔

سیاستدانوں اور وفود کے تبادلے:

پاکستان اور چین کے درمیان دوطرفہ تعلقات کی بنیاد بہت مضبوط ہے۔ چین کے وزیراعظم نے 1987ء میں پاکستان کا دورہ کیا۔ چینی وزیر دفاع نے فروری 1999ء اور چیئرمین نیشنل پیپلز کانگرس نے اپریل 1999ء میں پاکستان کا دورہ کیا۔

اس طرح وزیراعظم چین نے 2001ء میں پاکستان کا دورہ کیا اور جواب میں پاکستان کے صدر جنرل پرویز مشرف نے بھی 2001ء 2002ء میں چین کا دورہ کیا۔ ان باہمی دوروں سے چین اور پاکستان کے درمیان گہرے قریبی تعلقات قائم ہوئے۔

پاکستان اور چین کی دوستی اور مستقبل:

پاک چین دوستی ہمالیہ کی طرح بلند اور لازوال ہے۔ پاکستان کی معاشی اور دفاعی ترقی میں چین کا کردار بہت اہم ہے۔ شاہراہ ریشم کی تعمیر، ایٹمی ریکٹر کی تعمیر، کوسٹل ہائی وے کی تعمیر جیسے بڑے منصوبے پاک چین کی دوستی کا ثبوت ہے۔ علاقائی صورتحال کے پیش نظر چین پاکستان کا سب سے بڑا اتحادی ہے۔ پاکستان میں 70 فیصد سے زیادہ منصوبے چین کی فنی، مالی اور افرادی معاونت کے باعث پایہ تکمیل تک پہنچنے والے ہیں۔ اس طرح اقوام متحدہ میں سلامتی کونسل کا مستقل ممبر ہونے کی حیثیت سے چین عالمی طاقت ہے اور G.8 کی تنظیم کا ممبر ملک ہونے کے حوالے پاکستان کو ہر فورم پر مدد فراہم کرتا ہے۔ موجودہ عالمی حالات کے تناظر میں چین کا کردار بھی واضح ہے۔ مستقبل میں بھی چین کا کردار لازوال ہو۔ پاکستان علاقائی صورتحال کے پیش نظر چین کا انتہائی اہم دوست رہے گا۔

"پس پاک چین دوستی ہمالیہ سے بھی عظیم ہے"

سوال نمبر 5: پاکستان اور ایران کے تعلقات کا تفصیلی جائزہ لیجیے۔ (ہوم ورک)

جواب: پس منظر:

پاکستان کے مغرب میں ایران ہمارا ہمسایہ ملک ہے۔ اس کے ساتھ پاکستانی سرحد کی لمبائی تقریباً 900 کلومیٹر ہے۔ ایران کے ساتھ ہمارے صدیوں پرانے تاریخی، ثقافتی، مذہبی اور تجارتی رشتے ہیں۔ فارسی زبان صدیوں تک برصغیر کی سرکاری زبان رہی ہے۔ پاکستان کی قومی زبان اردو میں فارسی کے الفاظ بڑی تعداد میں شامل ہیں۔ شروع سے ہی دونوں ممالک میں اقتصادی ثقافتی اور سفارتی میدان میں بھرپور تعاون چلا آرہا ہے۔

قیام پاکستان کے وقت تعاون:

پاکستان کو آزادی کے بعد سب سے پہلے ایران نے تسلیم کیا اور سفارتی تعلقات قائم کیے۔ 1949ء میں پاکستان کے وزیراعظم نے ایران کا دورہ کیا۔ جس کے جواب میں شاہ ایران نے پاکستان کا دورہ 1950ء میں کیا۔ اور تجارتی روابط قائم ہوئے۔

علاقائی تعاون برائے ترقی کی تنظیم:

1964ء میں پاکستان اور ایران نے ترکی ساتھ مل کر علاقائی تعاون برائے ترقی R.C.D. کا معاہدہ کیا جس کی بدولت اقتصادی، صنعتی، ثقافتی اور سیر و سیاحت کے میدانوں میں تعاون کو بہت وسعت ملی۔ بعد میں یہ معاہدہ 1979ء میں منسوخ ہوا۔

پاک بھارت جنگیں:

1965ء کی پاکستان اور بھارت کی جنگ میں ایران نے پاکستان کی حمایت کی اور مالی و فوجی مدد فراہم کی۔ اسی طرح 1971ء میں ہونے والی جنگ میں ایران نے پاکستان کی بھرپور حمایت کی۔ جس کو پاکستان ہمیشہ قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔

معاہدہ استنبول:

21 جولائی 1964ء کو پاکستان، ایران اور ترکی میں معاہدہ استنبول ہوا۔ اس معاہدے کی رو سے تینوں ممالک کے درمیان تعلیمی، ثقافتی، فنی اور اقتصادی شعبوں میں تعاون میں مسلسل اضافہ ہوتا رہا۔

ایران کا اسلامی انقلاب:

پاکستان نے 1979ء میں ایران میں اسلامی انقلاب کے بعد ایران کی نئی حکومت کو تسلیم کیا۔ ایران میں اسلامی حکومت سے نہ صرف دوستانہ تعلقات قائم کئے بلکہ ہر میدان میں تعاون کو مزید وسعت دی۔ دونوں ممالک کے وفود نے دورے کر کے تجارت کو فروغ دیا۔

اقتصادی تعاون کی تنظیم:

1985ء میں پاکستان اور ایران نے ترکی کے مل کر آر۔سی۔ڈی کی تنظیم نو کی اور اس کا نیا نام اقتصادی تعاون کی تنظیم (ای۔سی۔او) رکھا۔ جو تینوں ممالک کے مابین اقتصادی، صنعتی، تجارتی، تعلیمی اور ثقافتی میدانوں میں تعاون کو مزید فروغ دینے کے لیے ضروری اقدامات اٹھا رہی ہے۔ بعد میں وسطی ایشیا کے ممالک بھی اس میں شامل ہو گئے۔

صنعتی و ملی فروغ:

پاکستان اور ایران کے چیمبر آف کامرس کے وفود نے ایک دوسرے کے ممالک کا دورہ کیا اور معاشی ترقی کے لیے باہمی تعاون کی پیشکش کی۔ 2000ء میں صدر جنرل پرویز مشرف نے ایران کا دورہ کیا اور گیس پائپ لائن کے پروگرام میں بھرپور تعاون کی یقین دہانی کرائی۔

سوال نمبر 6: پاکستان اور سعودی عرب کے تعلقات پر نوٹ لکھیے۔ (ہوم ورک)

جواب: پاکستان اور سعودی عرب کے باہمی تعلقات مضبوط بنیادوں پر قائم ہیں کیونکہ سعودی عرب میں مسلمانوں کے مقدس مقامات ہیں اور ہر سال ہزاروں پاکستانی فریضہ حج کی ادائیگی کے لئے سعودی عرب جاتے ہیں مزید یہ کہ دونوں ممالک کی خارجہ پالیسی میں اتحاد عالم اسلام کے اصول کو بہت اہمیت حاصل ہے۔

قیام پاکستان اور سعودی عرب:

قیام پاکستان سے پہلے سعودی عرب نے نہ صرف تحریکِ پاکستان کی حمایت کی بلکہ پاکستان کے قیام کے فوری بعد سعودی عرب نے پاکستان کو تسلیم کیا۔ 1951ء میں پاکستان اور سعودی عرب کے درمیان پہلا معاہدہ ہوا جس سے دونوں ممالک کے درمیان دوطرفہ تعلقات کا باقاعدہ آغاز ہوگیا۔

مالی امداد: سعودی عرب نے پاکستان میں سیمنٹ ودیگر فیکٹریاں لگانے کے لئے ایک ارب روپے کی امداد فراہم کی۔ دفاعی میدان میں سعودی عرب کے ساتھ پاکستان نے تعاون کیا ور سعودی عرب کی فوج کو بہتر منظم کرنے کے لئے گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ شاہ فیصل نے اسلام آباد میں فیصل مسجد اور انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی کی تعمیر کے لئے خطیر رقم فراہم کی۔ 1998ء "پاک سعودی اکنامک کمیشن" ریاض میں قائم کیا گیا۔ جس نے پاکستان میں 155 منصوبوں پر کام کرنا شروع کر دیا اور ان کی تکمیل کے لئے معاشی امداد مہیا کی۔ اس کمیشن کی سرپرستی میں مختلف بنک، صنعتی یونٹ، کیمیائی کھاد، سیمنٹ کے کارخانے مصروف عمل ہیں۔

1965ء اور 1971ء کی جنگوں میں مدد: 1965ء اور 1971ء کی پاک بھارت جنگوں میں سعودی عرب نے پاکستان کے موقف کی بھرپور حمایت کی اور مالی امداد بھی فراہم کی۔ مسئلہ کشمیر پر سعودی عرب کی حکومت نے پاکستان کا ساتھ دیا۔ دوسری اسلامی کانفرنس 1974ء کے انعقاد کے سلسلہ میں شاہ فیصل نے پاکستان کی بھرپور معاونت کی۔

مسئلہ افغانستان: افغانستان کے مسئلہ پر بھی سعودی عرب نے پاکستان کے موقف کی تائید کی۔ 1991ء کے مشرق وسطیٰ کے انتشار میں پاکستان نے سعودی عرب کے موقف کی نہ صرف حمایت کی بلکہ مدد بھی فراہم کی۔ سعودی عرب کی مقدس زمین کے تحفظ کے لئے پاک فوج کے دستے بھیجے گئے اور سعودی حکمرانوں نے افغانستان کے مسئلے کے حل کے لئے افغان عوام اور پاکستان کی خواہشات کا مکمل ساتھ دیا اور افغانستان کے مہاجرین کی آبادکاری میں پاکستان کی مالی امداد کی۔

دوطرفہ دوستی: 1999ء پاکستان کے صدر جنرل پرویز مشرف نے سعودی عرب کا دورہ کیا اور دوطرفہ دوستی کے معاہدوں پر دستخط ہوئے۔ اسی طرح 2003ء میں پاکستان کے نئے وزیراعظم نے بھی سعودی عرب کا سرکاری دورہ کیا اور کئی معاہدوں کے ذریعے دوستی کو مزید مضبوط بنایا۔

مسئلہ کشمیر: 15 اکتوبر 1965ء کو سعودی عرب کے وفد نے اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں شرکت کی۔ سعودی وفد نے مسئلہ کشمیر پر پاکستانی موقف کی پرزور حمایت کی۔ اس موقع پر انہوں نے کہا کہ کشمیر کے باشندوں کو زیادہ دیر تک محکوم نہیں رکھا جاسکتا اگر بھارت عربوں کے ساتھ خوشگوار تعلقات چاہتا ہے تو وہ کشمیریوں کو جلد از جلد حق خودارادیت دینے کا اہتمام کرے۔ شاہ فیصل، شاہ فہد، شاہ خالد کے بعد شاہ عبداللہ نے بھی مسئلہ کشمیر پر پاکستان کی دوٹوک حمایت کی۔

روحانی وابستگی: پاکستان کے عوام سعودی عرب سے روحانی وابستگی رکھتے ہیں۔ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے مقدس شہر سعودی عرب کے علاقے حجاز میں واقع ہیں۔ تمام مسلمان اس سرزمین سے بے پناہ محبت رکھتے ہیں۔ پاکستانی حکمران اور لاکھوں مسلمان عقیدت مند ہر سال سعودی عرب جاتے ہیں۔ دوسرے اسلامی ممالک کے مسلمانوں سے ملنے کا موقع ملتا ہے اور عالم اسلام کے مسائل کا حل تلاش کرنے کا موقع ملتا ہے۔ عالمی مساوات کے لئے حج مسلمانوں کی بہترین تربیت گاہ ہے۔

ایک ہوں مسلم، حرم کی پاسبانی کے لئے   نیل کے ساحل سے لے کر تابخاک کاشغر   (اقبالؒ)

خلیجی جنگ: خلیجی جنگ (1991) کے دوران پاکستان نے کویت پر عراق کے قبضے کی شدید مذمت کی اور مقامات مقدسہ کی حفاظت کے لئے فوجیں سعودی عرب روانہ کیں۔

المختصر پاکستان اور سعودی عرب کے تعلقات ہمیشہ مثالی رہے اور اس میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ دونوں ممالک اسلام کی سربلندی کے لئے کوشاں ہیں۔ پاکستان اور سعودی عرب کے باشندے آپس میں بھائی بھائی ہیں اور دکھ سکھ میں ایک دوسرے کے شریک ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ دونوں قوموں کو مضبوط رشتے میں باندھنے والی اسلام کی رسی بہت مضبوط ہے۔

فل بک ماڈل پیپر 1

مطالعہ پاکستان (معروضی)

وقت: 15 منٹ   کل نمبر: 10

نوٹ: ہر سوال کے چار ممکنہ جوابات C,B,A اور D دیئے گئے ہیں۔ جوابی کاپی پر ہر سوال کے سامنے دیئے گئے دائروں میں درست جواب کے مطابق متعلقہ دائرہ کو مارکر یا پین سے بھر دیجئے۔ ایک سے زیادہ دائروں کو پُر کرنے یا کاٹ کر پُر کرنے کی صورت میں مذکورہ جواب غلط تصور ہوگا۔

1	A	B	C	D	6	A	B	C	D
2	A	B	C	D	7	A	B	C	D
3	A	B	C	D	8	A	B	C	D
4	A	B	C	D	9	A	B	C	D
5	A	B	C	D	10	A	B	C	D

1۔ علامہ محمد اقبالؒ نے مشہور خطبہ الٰہ آباد کس سال صادر فرمایا؟ (سات مرتبہ)

(A) 1940 (B) 1930 (C) 1940 (D) 1928

2۔ ریاست جموں وکشمیر کو انگریزوں نے ڈوگرہ راجہ کے ہاتھ کتنے روپوں میں فروخت کیا؟ (تین مرتبہ)

(A) 70 لاکھ (B) 85 لاکھ (C) 50 لاکھ (D) 75 لاکھ

3۔ پاکستان کا کل رقبہ کتنا ہے (مربع کلومیٹر)؟ (چھ مرتبہ)

(A) 796096 (B) 696094 (C) 896097 (D) 795095

4۔ اسلام میں اقتدار اعلیٰ کا مالک کون ہے؟ (پانچ مرتبہ)

(A) پارلیمنٹ (B) عوام (C) صدر (D) اللہ تعالیٰ

5۔ ملک کا سربراہ ہے: (تیرہ مرتبہ)

(A) فوج کا سربراہ (B) وزیراعظم (C) صدر (D) گورنر

6۔ ہڑپہ کے کھنڈرات کس ضلع میں واقع ہیں؟ (بارہ مرتبہ)

(A) لاہور (B) اوکاڑہ (C) ساہیوال (D) ملتان

7۔ قرآن پاک کا پہلا ترجمہ کس زبان میں ہوا؟ (14 مرتبہ)

(A) پنجابی (B) سندھی (C) اردو (D) سرائیکی

8۔ پاکستان کے لوگوں کی قدر مشترک ہے: (پندرہ مرتبہ)

(A) لباس (B) زبان (C) عادات (D) دین اسلام

9۔ پاکستان میں جتنے فیصد لوگوں کو پینے کا صاف پانی نہیں ملتا: (بارہ مرتبہ)

(A) 30% (B) 40% (C) 50% (D) 60%

10۔ حکومت پنجاب کا تحفظ نسواں ایکٹ کس سال منظور ہوا؟ (دو مرتبہ)

(A) 2010ء (B) 2016ء (C) 2017ء (D) 2020ء

فل بک ماڈل پیپر 1

مطالعہ پاکستان (انشائیہ)

کل نمبر: 40

وقت: 1:45 منٹ

نوٹ: حصہ اول اور دوم لازمی ہیں۔

حصہ اول

2۔ کوئی سے چھ سوالات کے مختصر جوابات دیجئے۔ (6x2=12)

i۔ قرارداد پاکستان کے دو بنیادی نکات بیان کریں۔ (چار مرتبہ)

ii۔ سرسید احمد خاں کے قائم کردہ چار تعلیمی اداروں کے نام لکھئے۔ (چھ مرتبہ)

iii۔ ریاست حیدرآباد دکن پر بھارت نے کیسے قبضہ کیا؟ (تین مرتبہ)

iv۔ ریاست جوناگڑھ نے بھارت کے ساتھ الحاق کیوں نہ کیا؟ (دو مرتبہ)

v۔ پاکستان کا محل وقوع بیان کریں۔ (پانچ مرتبہ)

vi۔ پاکستان کے لئے افغانستان اور وسطی ایشائی ممالک کی اہمیت بیان کریں۔ (دو مرتبہ)

vii۔ مسلمان کی تعریف کریں۔ (پانچ مرتبہ)

viii۔ اخلاقی حقوق سے کیا مراد ہے؟ (چار مرتبہ)

ix۔ انتظامیہ کے دو فرائض لکھئے۔ (تین مرتبہ)

3۔ کوئی سے چھ سوالات کے مختصر جوابات دیجئے۔ (6x2=12)

i۔ سپریم کورٹ کے کوئی سے دو اختیارات تحریر کریں۔ (تین مرتبہ)

ii۔ پاکستان میں کون کون سے اسلامی تہوار منائے جاتے ہیں؟ (پانچ مرتبہ)

iii۔ ثقافت کی تعریف کریں۔ (گیارہ مرتبہ)

iv۔ اردو زبان کی ترویج کے سلسلے میں چار شعراء کے نام لکھیں۔ (پانچ مرتبہ)

v۔ پشتو زبان کی شاعری کے موضوعات کیا ہیں؟ (پانچ مرتبہ)

vi۔ قومی یکجہتی کے لئے کون سے عناصر ضروری ہیں دو کے نام لکھیں۔ (چار مرتبہ)

vii۔ یکساں حقوق کی فراہمی سے کیا مراد ہے؟ (تین مرتبہ)

viii۔ معاشی منصوبہ بندی سے کیا مراد ہے؟ (چھ مرتبہ)

ix۔ زرعی بنک بنانے کا مقصد کیا ہے؟ (دو مرتبہ)

حصہ دوم

(ہر سوال کے (8) نمبر ہیں)

نوٹ: ہر سوال کے (8) نمبر ہیں۔

4۔ قائداعظم محمد علی جناح کے ارشادات کی روشنی میں نظریہ پاکستان کی وضاحت کریں۔

5۔ پاکستان کی ابتدائی مشکلات میں سے ریاستوں کے تنازعوں پر ایک نوٹ لکھیے۔

6۔ آب و ہوا کے لحاظ سے پاکستان کو کتنے حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ ہر حصے کی تفصیل بیان کریں۔

فل بک ماڈل پیپر 2

مطالعہ پاکستان (معروضی)

کل نمبر: 10

وقت: 15 منٹ

نوٹ: ہر سوال کے چار ممکنہ جوابات A، B، C اور D دیئے گئے ہیں۔ جوابی کاپی پر ہر سوال کے سامنے دیئے گئے دائروں میں درست جواب کے مطابق متعلقہ دائرہ کو مارکر یا پین سے بھر دیجئے۔ ایک سے زیادہ دائروں کو پُر کرنے یا کاٹ کر پُر کرنے کی صورت میں مذکورہ جواب غلط تصور ہوگا۔

1	A	B	C	D	6	A	B	C	D
2	A	B	C	D	7	A	B	C	D
3	A	B	C	D	8	A	B	C	D
4	A	B	C	D	9	A	B	C	D
5	A	B	C	D	10	A	B	C	D

1۔ جنگ آزادی کس سال لڑی گئی؟ (چھ مرتبہ)

(A) 1850 (B) 1857 (C) 1860 (D) 1877

2۔ متحدہ برصغیر میں 1947ء میں کتنی آرڈیننس فیکٹریاں کام کررہی تھیں؟ (پانچ مرتبہ)

(A) 10 (B) 12 (C) 16 (D) 20

3۔ پاکستان کے جنوب میں کون سا سمندر واقع ہے: (پانچ مرتبہ)

(A) خلیج بنگال (B) بحیرہ عرب (C) خلیج فارس (D) بحیرہ قلزم

4۔ قرارداد مقاصد کے مطابق ملک کا نظام ہوگا۔ (تین مرتبہ)

(A) وحدانی (B) غیر وفاقی (C) وفاقی (D) صدارتی

5۔ مجلس شوریٰ ________ ایوانوں پر مشتمل ہے: (گیارہ مرتبہ)

(A) 1 (B) 2 (C) 3 (D) 4

6۔ وادی سندھ کی تہذیب کتنے سال پرانی ہے: (بارہ مرتبہ)

(A) 2000 سال (B) 3000 سال (C) 4000 سال (D) 5000 سال

7۔ اردو ترکی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں: (گیارہ مرتبہ)

(A) ساتھ (B) اسلحہ (C) لشکر (D) ادب

8۔ پاکستان میں رابطہ کی زبان کون سی ہے؟ (تیرہ مرتبہ)

(A) انگریزی (B) اردو (C) پنجابی (D) سندھی

9۔ اشیاء کی طلب میں اضافے سے: (تیرہ مرتبہ)

(A) قیمتیں بڑھتی ہیں (B) قیمتیں کم ہوتی ہیں (C) رسد میں اضافہ ہوتا ہے (D) رسد میں کمی ہوتی ہے

10۔ پنجاب میں کم عمری کی شادی پر پابندی کا ایکٹ کب منظور ہوا؟ (دو مرتبہ)

(A) 2012ء (B) 2015ء (C) 2016ء (D) 2017ء

فل بک ماڈل پیپر 2

مطالعہ پاکستان (گروپ۔فرسٹ) (انشائیہ)

وقت: 1:45 منٹ　(نیو کورس 2019 سالانہ)　کل نمبر: 40

نوٹ: حصہ اول اور دوم لازمی ہیں۔

﴿حصہ اول﴾

2۔ کوئی سے چھ سوالات کے مختصر جوابات دیجئے۔ (6x2=12)

i۔ مولانا شبلی نعمانی کی دو تصانیف کے نام تحریر کریں۔ (دو مرتبہ)

ii۔ مولانا حالی کی کوئی سی دو تصانیف کے نام تحریر کریں۔ (دو مرتبہ)

iii۔ تشکیل پاکستان کے بعد پاکستان کی دو ابتدائی مشکلات بیان کریں۔ (دو مرتبہ)

iv۔ خلیج فارس سے ملحقہ مسلم ممالک پاکستان کے لئے کیوں اہم ہیں؟ (دو مرتبہ)

v۔ فرائض سے کیا مراد ہے؟ (تین مرتبہ)

vi۔ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت سے کیا مراد ہے؟ (دو مرتبہ)

vii۔ وزارت کسے کہتے ہیں؟ (پانچ مرتبہ)

viii۔ پارلیمنٹ / مجلس شوریٰ کے چار فرائض لکھیے۔ (پانچ مرتبہ)

ix۔ پاکستان میں کس قسم کے لباس اور زیورات پہنے جاتے ہیں؟ (تین مرتبہ)

3۔ کوئی سے چھ سوالات کے مختصر جوابات دیجئے۔ (6x2=12)

i۔ گندھارا تہذیب کا مرکز کہاں ہے؟ (پانچ مرتبہ)

ii۔ کشمیری زبان کا پانچواں دور بیان کریں۔ (چار مرتبہ)

iii۔ سندھی زبان کے چار شعراء کے نام لکھیے۔ (چار مرتبہ)

iv۔ قومی یکجہتی سے کیا مراد ہے؟ (پانچ مرتبہ)

v۔ مشترکہ مذہب کا قومی یکجہتی میں کیا کردار ہے؟ (تین مرتبہ)

vi۔ بھاری صنعت سے کیا مراد ہے؟ (دو مرتبہ)

vii۔ چھوٹی صنعت سے کیا مراد ہے؟ (تین مرتبہ)

viii۔ پنجاب میں کم عمری کی شادی کروانے پر قانون کے مطابق کیا سزا ہے؟ (دو مرتبہ)

ix۔ حکومت پنجاب تحفظ نسواں ایکٹ 2016ء کی دو خصوصیات تحریر کریں۔ (دو مرتبہ)

﴿حصہ دوم﴾

(ہر سوال کے (8) نمبر ہیں)

نوٹ: ہر سوال کے (8) نمبر ہیں۔

4۔ پاکستان میں نفاذ اسلام کے لیے کی گئی کوششوں کا ذکر کریں۔

5۔ مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کے پانچ فرائض بیان کیجئے۔

6۔ پاکستان کی مختلف زبانوں پر نوٹ تحریر کریں۔